



فوزِ مبین در ردِ حرکتِ زمین

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت فیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین (زمین کی حرکت کے رد میں کھلی کامیابی)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تفسیریں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں، اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انھیں کون روکے اللہ کے سوا، بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے، اور اس نے تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ
السَّکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
یَمْسُکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْ اَنْ
تَنْزُولَا ۝ وَلَیْسَ لَہٗ شَیْءٌ مِّنَ الشَّیْ
ءِ اَنْ یَّسْکُبَہُمَا مِنْ اَحَدٍ
مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ وَیَخْرِجُ
لَکُمُ الْفَلَکَ لِتَجْرِیَ فِیْہِ الْبَحٰرُ

دریا میں چلے اور تمہارے لئے ندیاں مسخر کیں، اور
تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے جو برابر چل
رہے ہیں، اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر
کئے، اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر
لگایا ہر ایک ایک ٹھہرائی ہوئی میعاد کے لئے
چلتا ہے، سننا ہے وہی صاحب عزت،
بگشتے والا ہے۔ اسے رب ہمارے! تو نے یہ
بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے
عذاب سے بچالے تو نے فرمایا اور تیرا فرمان
حق ہے اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ
کے لئے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔
اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں
یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی پرانی ڈال۔
درود و سلام اور برکت نازل فرما نبوت و
رسالت کے چاندوں کے سورج پر جو قرب و
بزرگی کی بلندی کی سیڑھیوں کا روشن چمکدار
شعلہ ہے اس طرح کہ کسی کے لئے تیر پھینکنے
کی جگہ نہ رہے۔ بے شک تمہارے رب ہی
طرف انتہا ہے۔ اور آپ کی آل، آپ کے
اصحاب اور آپ کے بیٹے پر۔ اور حفاظت
قسمت واجب تک سورج طلوع ہوتا رہے
اور گزشتہ کل اور آئندہ کل کے درمیان
آج رہے۔ آمین!

یا مہرہ و مسخرکم الانہر ۵ و مسخر
لکم الشمس والقمر و الثمین و
و مسخرکم الیل والنہار و مسخر
الشمس والقمر کل یاجرب لاجل
مستی الہو العزیز العفاس ۵
ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک
فقنا عذاب النار قلت و
قواک الحق والشمس تجری
لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز
العظیم ۵ والقمر قدرہ منازل
حق عادی لمرجوت القیم
فصل وسلم و بارک علی
شمس اقسام النبوة و
الرسالة ۵ ما راج معارج
اوج القرب والحبل لقہ بحیث
لم یبق لاحد صری ۵ انت
المربک المنتہی ۵ و علی
الہ وصحبہ و ابنتہ و
حسرتہ ما طلعت شمس وکان
الیوم بین غد و امین ۵
آمین!

الحمد لله وہ خود کہ طور سینا سے آیا اور جبل ساہیر سے چکا اور فاران مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے غافل الانوار

و عالم آشکار ہوا۔ شمس و قمر کا پلنا اور زمین کا سکون روشن طور پر لایا آج جس کا خلافت سکھایا جاتا ہے اور مسلمان
تا واقعہ نادان لڑکوں کے ذہن میں جگر پاتا اور اُن کے ایمان و اسلام پر حرف لاتا ہے والیاء اللہ تعالیٰ۔
فلسفہ قدیرہ بھی اس کا قائل نہ تھا اس نے اپنی اس پرنا کافی بحث کی جو اس کے اپنے اصول پر مبنی اور اصول
مخالفین سے اجنبی تھی۔ فقیر بارگاہ عالم پناہ مصطفیٰ عبدالصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی ریوی
غفرَ اللہُ لَهُ وَحَقَّقْ اَمَلَهُ کے دل میں ملک الہام نے ڈالا کہ اس بار سے میں باذنہ تعالیٰ ایک شافی و
کافی رسالہ لکھے اور اس میں حیاتِ جدیدہ ہی کے اصول پر بنائے کار رکھے کہ اُنسی کے اقراروں سے اس کا
زعم زائل اور حرکتِ زمین و سکون شمس بادہ بطل ہوگا واللہ التوفیق (اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ ت)
یہ رسالہ مسیحی بنام تاریخی "فوزِ مبین در زوۃ حرکتِ زمین" (۱۳۴۸ھ) ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک
خاتمہ پر مشتمل۔ مقدمہ میں مقرراتِ ریأتِ جدیدہ کا بیان ہے اس رسالہ میں کام لیا جائیگا۔ فصل اول
میں نافریت پر بحث اور اس سے ابطالِ حرکتِ زمین پر بارہ دلیلیں۔ فصل دوم میں جاذبیت پر کلام اور اس
سے بطلانِ حرکتِ زمین پر پچاس دلیلیں۔ فصل سوم میں خود حرکتِ زمین کے ابطال پر اور تین دلیلیں
دلیلیں۔ یہ مجھے تھمائے بطلانِ حرکتِ زمین پر ایک سو پانچ دلیلیں جو میں جن میں پندرہ اگلی کتابوں کی ہیں جن کی ہم نے
اصلاح و تصحیح کی اور پورے نوے مکمل نہایت روشن و کامل بفضلِ تعالیٰ حصہ ہمارے ایجاد ہیں۔
فصل چہاسم میں ان شبہات کا رد جو ریأتِ جدیدہ اثباتِ حرکتِ زمین میں پیش کرتی ہے۔ خاتمہ میں
کتب النہی سے گردشِ آفتاب و سکونِ زمین کا ثبوت۔ والحمد للہ مالک الملک والصلوات۔

مقدمہ۔۔۔ امورِ مسلمہ ہیأتِ جدیدہ میں

ہم بیان وہ امور بیان کریں گے جو ہیأتِ جدیدہ میں قرار یافتہ و تسلیم شدہ ہیں واقع میں صحیح ہوں یا غلط
ہذب و نفرت و حرکتِ زمین کے زو میں تو یہ رسالہ ہی ہے اور اخلاط پر تنبیہ بھی کر دینگے واللہ التوفیق۔
(۱) ہر جسم میں وہ سرے کو اپنی طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے باذیابا جاذبیت کہتے ہیں۔
اس کا پتہ نیوٹن کو ۱۶۶۵ء میں اُس وقت چلا جب وہ وہا سے بھاگ کر کسی گاؤں گیا، ہا غ میں تھا کہ درخت
سے سیب ٹوٹا اُسے دیکھ کر اسے سلسلہ خیالات چھوٹا جس سے قوائد کشش کا بھوکا پھوٹا۔
اقول! سیب گرنے اور جاذبیت کا اسیب جاننے میں علاقہ بھی ایسا لازم کا تھا کہ وہ گرا اور یہ

زمین تھی اس کا جذب خیال میں آیا اور دیکھا تو سیب شاخ سے جھانک پڑا یا یوں نافرو کا ذریعہ لایا حالانکہ نیچے لانے کو اس میں ایک کافی ہے وہ کس لئے۔ حقائق انجوشم میں کہا بارسلو پر گولی پھینکیں تو بالطبع غیبا مستقیم پر جاتی ہے یہ نافرو ہے۔

اقول پھینکیں میں اس کا جواب ہے آہستہ دیکھیں کہ جنبش نہ ہو تو بالی بھرنہ ہرے گی، ہاں مسل پر ہی لیول میں نہ ہو تو ڈھال کی طرف ڈھکے گی۔ پھر کھانکلیا میں پتھر باندھ کر اڑائیں سیدھا زمین پر آئے گا۔ یہ نافرو ہے۔

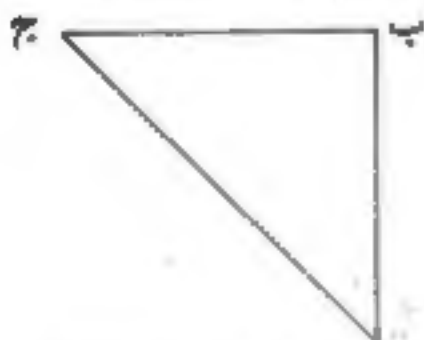
اقول وہی بات آگنی جو ہم نے اُن کی دانش پر گمان کی تھی کہ نیچے دیکھا تو جذب کجھے اور بڑھا اٹھی تو اُسے بھول گئے، فراد پر قرار ہوا۔

(۴) جب کوئی جسم کسی دائرے پر حرکت کرے اس میں مرکز سے نفرت ہوتی ہے۔ پتھر دشتی میں باندھ کر اپنے گرد گھاؤ وہ پھر ٹپا چاہے گا اور جتنے دور سے گھاؤ کے لیا وہ دور کرے گا، اگر چٹ لیا تو سیدھا پہلا جائے گا اور جس قدر قوت سے گھمایا تھا اتنی دور جا کر گرے گا۔ یہ مرکز سے پتھر کی تافزیت ہے۔

اقول تافزیت بے دلیل اور پتھر کی تشیل بڑی طویل، پتھر کو انسان یا مرکز سے نفرت نہ دھبت جانب خلاف جو اس کا دور دیکھتے ہو تمہاری دافہ کا اثر ہے نہ کہ پتھر کی نفرت یقیناً مقام کے لئے ہم اُن قوتوں کی فہمیں استخراج کریں جو باعتبار حرکت کسی جسم پر تاسر کا اثر ڈالتی ہیں۔

فاقول وہ تقسیم اول میں دو میں متحرک کہ حرکت پیدا کرے اور ماحضہ کہ حرکت کو بٹھنے دے، مثلاً ڈھکے ہوئے پتھر کو ہاتھ سے روک لو۔ پھر مرکز دو قسم ہے۔

جاذبہ کہ متحرک کو تاسر کی سمت پر دے، جیسے پتھر کو اپنی طرف پھینکے خواہ اس میں تاسر سے دور کرنا ہو کہ ظاہر ہے یا قریب کرنا، مثلاً اس شکل میں مقام انسان ہے، آج پتھر کا موضع۔ آدمی نے فکری مار کہ پتھر کو ج سے بت پر پھینکا تو یہ جذب نہیں کہ انسان کی سمت خط آج تھا اس پر لٹا تو جذب ہوتا، وہ خط بت ج پر گیا کہ سمت غیر ہے لہذا



ملک ص یعنی اصول علم الیاء و غیرہ۔

لے ص

ج ص ۲ ط ص ۲ ن یعنی نظارہ عالم ص ۱۲ منہ

دفع ہی ہوا، اگرچہ پتھر پہلے سے زیادہ انسان سے قریب ہو گیا کہ آب خلیج خانہ آجہ وتر سے چھوٹی ہے پھر یہ دونوں باعتبار اتصال و انفصال زمین دو قسم میں رافدہ حرکت میں زمین سے بلند ہی رکھے۔

ملاحظہ شدہ پتھر کو زمیں سے بلا جلا اپنی طوت لڈیا آگے رکھا وادار باعتبار نقص و کمال دو قسم ہیں،
منہیہ کہ متحرک کو فتنائے مقصد تک پہنچائے۔
قاصرہ کو رکھی رکھے۔

اور باعتبار وحدت و تعدد خط حرکت دو قسم ہیں، مشبثہ کہ ایک ہی خط پر رکھے، ناقضہ کہ حرکت کا خط بدل دے مثلاً اس شکل میں پتھر آ سے ج کی طرف پھینکا جب بت پر پہنچا مگر ای مارک
ق کی طرف پھیر دیا یہ دافدہ ناقضہ ہوتی۔ اس حرکت میں جب د تک پہنچا تو ق کی طرف
کھینچ لیا یہ جاذبہ ناقضہ ہوتی۔ اور اگر ج کی طرف پھینک کر بت سے آ کی طرف کھینچ لیا تو
بت تک دافدہ مثبت تھی کہ اسی خط پر لے جاتی تھی بت سے واپسی میں جاذبہ مشبثہ ہوتی



کہ اسی خط پر لائی۔ یہ کل ۱۳ قسمیں ہیں ان میں سے پتھر گرد سر گھمانے میں جاذبہ کا تو کچھ کام نہیں کہ اپنی سمت پر لانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ مقصود ہے باقی سات میں سے چار قوتیں یہاں کام کرتی ہیں حاصرہ اور تین دافدہ یعنی منہیہ رافدہ ناقضہ۔ پتھر کو چاروں اور پھینک کر رہی خوب تھ جائے یہ منہیہ ہوتی۔ دافدہ اثاثے رکھو کہ زمین پر گرنے نہ پائے یہ رافدہ ہوتی۔ دافدہ گرد سر پھراستہ جاذبہ کہ غلط حرکت ہر وقت بدلے یہ ناقضہ ہوتی۔ یہ قوتیں ہر وقت برقرار ہیں کہ نہ رستی میں جھول آنے پائے نہ زمین کی طرف لے آئے، نہ ایک سمت کھینچ کر رک جائے۔ پھر دافدہ کہ یہاں عمل کر رہی ہے اسکا کام خط مستقیم پر حرکت دینا ہے تو دفع اول سے اسی سمت کو جاتا اور ہر نقل سے اسی کی سیدھی سمت لیتا ایسی رستی جسے منہیہ تانے اور رافدہ اثاثے اور ناقضہ بدل رہی ہے۔ کسی وقت اپنی مقدار سے آگے بڑھنے نہیں دیتی ناچار ہر دفع ونقل اسی حد تک محدود رہتے ہیں اور انسان کہ یہاں مثل مرکز ہے ہر جانب اس سے خاصا اسی قدر رہتا ہے یہ حاصرہ ہوتی جس کا کام رستی کی بندش سے لیا گیا۔ اس نے شکل دائرہ پیدا کر دی اسے جاذبہ گھنا جیسا کہ نصرانی بیرونی سے نمبر ۱۲ میں آتا ہے، جمالت و نافیہ ہے، یہاں جاذبہ کو اصلاً دخل نہیں، نہ پتھر میں کوئی تافزہ ہے بلکہ حاصرہ و دافدہ کام کر رہی ہے جتنے زور سے گھاؤ لگے اتنی ہی قوت کا دفع ہوگا پتھر اتنی ہی طاقت سے چھوٹا گمان کیا جائے گا حالانکہ یہ نہ اس کا تقاضا ہے نہ اس کا زور بلکہ تھار سے دفع کی قوت ہے جسے نافیہ ہے پتھر کی تاثریت بھرا رہے ہو۔

عن ایک حاصرہ مٹی اور چھ چھ جاذبہ و دافدہ۔ جاذبہ کی چھ نقل کر سات رہیں ۱۲ منزہ غفرلہ

تبلیغیہ : یہاں اُن لوگوں کا کلام مضطرب ہے عام طور پر اس وقت کو نافذ مئی مرکز کہا۔ ص ۶۶ کی تقریر میں مرکز دائرہ ہی سے متغیر لیا مگر جابجا جذب مثلاً شمس سے متغیر رکھا اور ص ۸۰ میں شمس ہی کو وہ مرکز بتایا۔

اقول اُن کے بلور پر حقیقت امر یہی چاہئے اس لئے کہ جسم ہرجا سکا اثر جذب سے انکار کرے گا تو جاباب سے متغیر ہوگا اور انہیں دو کے اجتماع سے اس کے گرد دورہ کرے گا جس کا بیان غیر آئندہ میں ہے، جب تک دورہ نہ کیا تھا مرکز تھا ہی کہاں جس سے متغیر ہوتا وہ تو اس کے دور سے کے بد شخص ہوگا مگر اُن لوگوں کے مضطرب سخن کے سبب فصل اول میں مرکز و شمس دونوں پر کلام کریں گے۔

(۵) انہیں جاذب و نافذ کے اجتماع سے حرکت دور یہ پیدا ہوتی ہے تمام سیاروں کی گردش شمس کی جاذبہ



اور اپنی پارہ کے سبب ہے۔ فرض کرو زمین یا کوئی سیارہ نقطہ آ پر ہے اور آفتاب ج پر، شمس کی جاذبہ اسے ج کی طرف کھینچتی ہے اور نافذ کا قاعدہ ہے کہ خط شمس پر لے جانا چاہتی ہے یعنی اُس خط پر کہ خط جاذبہ پر عمود ہو جیسے آ ج پر آب دونوں اثروں کی کشش کا نتیجہ ہوتا ہے کہ زمین نہت کی طرف جاسکتی ہے نہ ج کی جانب بلکہ دونوں کے بیچ میں ہو کر قہر نکلتی ہے یہاں بھی وہی دونوں اثر ہیں جاذبہ آ سے ج کی طرف کھینچتی ہے اور نافذ آ کی طرف لہانا چاہتی ہے۔ لہذا زمین دونوں کے بیچ میں ہو کر نہت کی طرف بڑھتی ہے، اسی طرح دورہ پیدا ہوتا ہے، یہ مدار جو اس حرکت سے بنا بظاہر شکل دائرہ خط واحد معلوم ہوتا ہے اور حقیقتہً ایک لہر وار خط ہے جو بکثرت نہایت چھوٹے چھوٹے مستقیم خطوں سے مرکب ہوا ہے جن میں ہر خط گویا ایک نہایت چھوٹی شکل متوازی الاضلاع کا قطر ہے۔

اقول یہ جہاں ہے کہ نافذ سے دورہ پیدا ہوتا ہے یہی اُن کے طور پر قرین قیاس ہے اور وہ جو اُن کا زبان زد ہے کہ دور سے سے نافذ پیدا ہوتی ہے بے معنی ہے مگر بیات جدیدہ الٹی کہنے کی عادی ہے جس کا ذکر تبدیلی فصل سوم میں ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تبلیغیہ : یہ جہاں مذکور ہوا کہ جاذبہ و نافذ مل کر دورہ بناتی ہیں یہی بیات جدیدہ کا مضمون ہے۔ تمام مقامات پر انہیں کا چرچا انہیں کی دھوم ہے ط ۹ پر بھی یہی مرقوم ہے ص ۵۶ پر اس نے ایک

لے ج ۱ ص ۳۰	لے ص ۱۰۶ وغیرہ	لے ص ۱۰۴ وغیرہ ط ۱۰۶ وغیرہ ۱۲
۱ ص ۴۰	ج ۱ ص ۲۸	
ط ص ۶۲ ۱۲	ط ۱ ص ۵۸	
لے ص ۱۰۴	لے ص ۱۰۲	ط ص ۱۰۲ ۱۳

شاخسانہ بڑھایا کہ فرض کرو وقت پیدائش زمین غلامیں پھینکی گئی تھی کوئی شے حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ اُدھر ہی کو چلی جاتی راستے میں آفتاب ملا اور اس نے کھینچنا شروع کیا۔

اقول واقیات کلام فرضیات سے نہیں پلتا، مدعی کا مطلب شاید ”اور“ ”لیکن“ سے نہیں نکلتا۔ یہ لوگ طریقہ استدلال سے محض نااہل ہیں، اگر کوئی شے مشاہدہ یا دلیل سے ثابت ہو اور اس کے لئے ایک سبب متعین، مگر اس میں کچھ اشکال ہے جو چند طریقوں سے دفع ہو سکتا ہے اور ان میں کوئی طریقہ معلوم الوقوع نہیں، وہاں احتمال کی گنجائش ہے کہ جب فہم تحقیق اور اس کا یہ سبب متعین تو اشکال واقع میں یقیناً منقطع، تو یہ کہنا کافی کہ شاید یہ طریقہ ہو لیکن نا ثابت بات کے ثابت کرنے میں فرض و احتمال کا اصل عمل نہیں کریں تو ہمارے اس فرض کی تابع ہوتی، یوں فرض کریں تو ہو سکے نہ کریں نہ ہو سکے اس سے مدعی کے لئے وہی کافی مانے کا جو مجنون ہو۔ پھر اگر شے ثابت و محقق ہے اور یہ سبب متعین نہیں تو دفع اشکال پر بنائے احتمال ایک مجنونانہ خیال۔ اور اگر سرے سے شے ہی ثابت نہیں، نہ اس کے لئے یہ سبب متعین، پھر اس میں یہ اشکال، تو کسی احتمال سے اس کا علاج کر کے شے اور سبب دونوں ثابت مان لینا دوہرا جنون اور پورا ضلال۔ پھر اگر علاج کے بعد بھی بات نہ سبب جیسا کہ یہاں ہے جب تو جنون کی گنتی ہی نہ رہی۔ یہ نکتہ خوب یاد رکھنے کا ہے کہ بعض جگہ مخالف و احکا نہ دے سکتا (۶) ہر مدار میں جاذبہ و نافذہ دونوں برابر رہتی ہیں اور نہ جاذبہ پر غالب ہو تو مثلاً زمین شمس سے ہلے، نافذہ غالب ہو تو خط مماس پر سیدھی چلی جائے دورہ کا انتظام نہ ہو۔

اقول بتاتے ہیں اور خود ہی اس کے خلاف کہتے ہیں اور حقیقتاً تناقض پر مجبور ہیں جس کا بیان فصل اولیٰ سے بعونہ تعالیٰ ظاہر ہوگا۔

(۷) نافذہ بمقدار جذبہ ہے اور سرعت حرکت بمقدار نافذہ۔ جذبہ جتنا قوی ہوگا نافذہ زیادہ ہوگی کہ اس کا مقاومت کرے اور نافذہ جتنی بڑھے گی چال کا تیز ہونا ظاہر ہے کہ وہ غیر لغزت ہے و لہذا سیارہ آفتاب سے جتنا بعید ہے اتنا ہی اپنے مدار میں آہستہ حرکت کرتا ہے سب سے قریب عطارد ہے کہ ایک گھنٹہ میں ایک لاکھ پانچ سو تین سو تیس میل چلتا ہے اور سب سے دور نیپچون ایک گھنٹہ میں گیارہ ہزار نو سو اٹھاون میل۔

اقول یہ قرین قیاس ہے، اور وہ جو نمبر ۱۲ میں آتا ہے کہ جاذبہ و نافذہ بحسب سرعت بدلتی ہیں محکوم فی پرہیزی ہونا ضرور نہیں بلکہ مقصود نسبت بتانا ہے۔

(۸) اجزاء اجزاء کے ذریعہ طبع سے مرکب ہیں۔ نیوٹن نے تصریح کی کہ وہ نہایت چھوٹے چھوٹے جسم ہیں کہ ابتدائے آفریش سے باطبع قابل حرکت و ثقل و سخت و بے جوت ہیں، اُن میں کوئی حصہ میں تقسیم کے اصل ذاتی نہیں اگرچہ وہ ہم اُن میں جیسے فرض کرے۔

اقول اولاً یہ من وجہ ہمارے مذہب سے قریب ہے ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جو اہر فرد یعنی اجزاء کے لایجزی سے ہے کہ ہر ایک نقطہ جو ہری ہے جس میں عرض طول عرض اصل نہیں وہ ہم میں بھی اُن کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ فلسفہ قدیر جسم کو متصل وصالی مانتا ہے جس میں بافضل اجزاء نہیں اور بالقوہ تقسیم غیر متناہی کا قائل ہے۔ ثانیاً نیوٹن کی تصریح کہ وہ سب اجزاء باطبع قابل حرکت ہیں بلکہ ہر نمبر ۲ کے مناقض ہے کہ جسم باطبع حرکت سے منکر ہے اور اثر قاسر سے قبول حرکت اُس کے فقط باطبع کے غلاف سے منکر ہے کہا جائے کہ طبیعت ہی میں قبول اثر قاسر کی استعداد رکھتی ہے کہ یہ صلاحیت نہ ہوتی تو قاسر سے بھی حرکت نہ لگتی ہوتی اور طبیعت ہی کو اپنے وزن و ثقل طبعی کے باعث حرکت سے انکار ہے یہ قوت ہے جس کا کام فعل کرنا ہے یعنی حرکت کی مزاحمت اور وہ صلاحیت ہے جس کی شان قبول اثر ہے۔ حاصل یہ کہ اپنے وزن کے سبب مخالفت کرتی ہے اور قوت قاسر کے باعث قبول کر لیتی ہے تو تعارض نہیں۔

اقول ثالثاً یہ سب سہی مگر یہ قول ایسا صادر ہوا کہ ساری بیانات جدیدہ کا خاتمہ کر دیا جس کا بیان ان شاء اللہ آگئے معلوم نہیں نیوٹن نے کس حال میں ایسا لفظ ثقل کہہ دیا جس نے اُسی کے ساختہ پر دائرہ قواعد جا زبیت کو خفیف کر دیا۔

فائدہ : ہمارے علمائے حکمین ثقل و وزن میں فرق فرماتے ہیں وہ بلحاظ نوع ہے یہ بلحاظ فرد۔ وہ ایک صفت مقتضائے صورت فزیم ہے جس کا اثر طلب سفل ہے اُسے حجم و وزن و کثرت اجزاء سے ثقل نہیں ملے میں کہ ہے کی چٹنگی سے وزن زائد ہے مگر وہ کثرتی سے زیادہ ثقل ہے اور صلاقی انجم میں کہا ثقل ہمیشہ جسم کو نیچے کھینچتا ہے پھر ثقل کیا کہ ثقل وہ میل طبعی ہے کہ سب اجسام کو کسی مرکز کی طرف ہے۔

اقول ثانیاً یہ مسامتہ ہے ثقل میں میل نہیں بلکہ سبب میل ہے جیسا خود آگے کہا کہ وہ دو قسم ہے اول مطلق یعنی نفس ثقل جس کے سبب جملہ اجسام اپنے مرکز عبود کی طرف میل کرتے ہیں، جیسے ہمارے کرہ کے منہریات جانب مرکز زمین یہ ہمیشہ مقدار مادہ جسم کے برابر ہوتا ہے جس میں اُس کی جسامت کا اعتبار نہیں تو کثرتی اور لوہا دونوں کا ثقل مطلق برابر ہے۔

اقول ^{۱۸}اولا یہ کہنا تھا کہ دونوں ثقل مطلق میں برابر ہیں یعنی میل برکز زمین دونوں کی طبیعت میں ہے مطلق میں موازنہ کی گنجائش کہاں۔

ثانی ^{۱۹}اسی وجہ سے مطلق کو مقدار مادے کے مساوی ماننا جمل ہے کیا مقدار مادہ کی کمی بیشی سے مطلق بدلے گا۔

ثالث ^{۲۰}یہ جو تفاوت مادے سے کم بیش ہوتا ہے محال ہے کہ لوہے اور ککڑی میں مساوی ہو۔ جسم جتنا کثیف تر اس میں مادہ یعنی وہی اجزاء اسے دیکر طبیعیہ کمائیاتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) بیشتر لوہے کی کثافت ککڑی کہاں سے لائے گی یہ تو جب اس میدان میں آتے ہیں ایسی ہی شکریں کھاتے ہیں، پھر کم دوسرا ثقل مضاف یعنی ایک جسم کو دوسرے کی نسبت سے یہ باختلاف انواع مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی جسم کی وہ چیزوں میں ان کے مادوں کی نسبت سے مختلف ہوتا ہے

ایک اعلیٰ کلب لوہا بھی لوہا اور ککڑی کو زیادہ بھاری ہوگا کہ مساوی جسامت کے لوہے میں ککڑی سے مادہ زائد ہے۔

اقول ^{۲۱}فرق کیا ہوا، ثقل مطلق بھی موافق مقدار مادہ تھا جس کے یہی معنی کہ مادے کی کمی بیشی سے بدلے گا، یہی صفات میں ہے کہ بیشی کا لحاظ ہاں بھی بے لحاظ تصور و نسبت و وزن ممکن نہیں، اگر یہ فرض کر لو کہ شے واحد میں مادہ اس سے کم ہو جائے تو ثقل کم ہوگا اور زائد تو زائد ہوگا یہ وہ چیزوں اور ان کی نسبت کا اعتبار ہوا۔ بالکل ان کے یہاں دار ثقل کثرت اجزاء پر ہے کم اجزاء میں کم زائد میں زائد، اور یہ نہیں مگر وزن تو ان کے یہاں ثقل و وزن شے واحد ہے۔ ہم آئندہ غالباً اسی پر بنائے کلام رکھیں گے۔

(۹) **چشم** کا مادہ جسے یونانی جسم بھی کہتے ہیں وہ چیز ہے جس سے جسم اپنے مکان کو ہرتا اور دوسرے جسم کو اپنی جگہ آنے سے روکتا ہے۔

اقول ^{۲۲}یہ وہی اجزاء تھے دیکر طبیعیہ ہوتے اور ان کی کمی بیشی جسم تعطیلی یعنی طول عرض عمق کی کمی بیشی پر نہیں بلکہ جسم کی کثافت پر ایک جسم کے دو جسم ایک دوسرے سے کثیف تر ہوں جیسے آہن و چوب یا طلا و سیم کثیف تر ہیں اجزاء زیادہ ہوں گے، کبھی زیادہ جسم میں کم جیسے لوہا اور روٹی۔

(۱۰) **جاوہریت** بحسب مادہ سیدھی بدلتی ہے اور بحسب مرقعہ بوجہ بالقلب۔

اقول ^{۲۳}یہاں مادے سے مادہ جاذب مراد ہے اور تبدل سے طاقت جذب کا تفاوت یعنی

جاذب میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی اس کا جذب قوی۔ یہ سیدھی نسبت ہوتی اور بقدر جذب کا مجذور، جتنا زائد اتنا ہی اس کا جذب ضعیف، مگر جبرئیل پر جذب ہے دو گز پر اس کا چھام ہوگا، و مثل گز پر اس کا سو دان حصہ یہ نسبت ممکن ہوتی کہ گم پر زائد زائد پر گم۔

تجربہ (ا) کشیدہ ترکہ جذب شد۔

(ب) قریب تر اثر اکثر۔

(ج) خط عمود پر عمل قوی۔

تنبیہ جلیل: اقول یہ قاعدہ دلیل رکش ہے کہ طبعی قوت جذب ہر شے کی طرف یکساں متوجہ ہوتی ہے مجذوب کی حالت دیکھ کر اس پر اپنی پوری یا آدمی یا جتنی قوت اس کے مناسب جانے صرف کرتا اس کا کام ہے جو شعور و ارادہ رکھے طبعی قوت اور اک نہیں رکھتی کہ مجذوب کی حالت جاننے اور اس کے لائق اپنے عمل یا صفے سے کام لے وہ تو ایک ودیعت رکھتی قوت ہے ارادہ و جبہ اور اک ہے نہ اس میں جدا جدا صفے ہیں شے واحد ہے اور اس کا فعل واحد ہے اس کا کام اپنا عمل کن ہے مقابل کوئی شے کیسی ہی ہو بھیگا ہوا کچرا دھوپ میں چسپاں دو جس کے ایک صفے میں ضعیف نہ ہو اور دوسرا حصہ خوب تر۔ حرارت کا کام جذب و طربات ہے، اس وقت کی دھوپ میں جتنی حرارت ہے وہ دونوں حصوں پر ایک سی متوجہ ہوگی، و لہذا ہم کا مقصد جلد خشک ہو جائے گا اور دوسرا دیر میں کہ اتنی حرارت اس ضعیف کو جلد جذب کر سکتی تھی اور اگر یہ ہوتا کہ طبعی قوت بھی مقابل کی حالت دیکھ کر اسی کے لائق اپنے صفے سے اس پر کام لیتی تو واجب تھا کہ ہم بھی اتنی ہی دیر میں سوکھتی جتنی میں وہ گہری تری کہ ہر ایک پر اسی کے لائق جذب آتا، ہم پر کم اور تری پر زائد، حالانکہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ دھوپ اپنی قوت جذب کا پورا عمل دوزلہ پہن کرتی ہے و لہذا ہم کو جلد جذب کر لیتی ہے یوں ہی مقناطیس ہے کے ذروں کو ریزوں سے جلد جذب کرے گا اگر ہر ایک کے لائق جذب کرتا تو جس قوت سے ریزوں کو کھینچنا قاعداً ازلی کہ کل قوت تھی یا بعضی جو نسبت ذروں کو ان ریزوں سے ہے اسی نسبت کے حصہ قوت سے ذروں کو کھینچنا وہ تو برابر آتے۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً سب کو اپنی پوری قوت سے کھینچ جس نے ہلکے پر زیادہ عمل کیا یوں ہی بقدر کے بڑھنے سے جذب کا ضعیف ہوتا جانا قطعاً اسی بنا پر ہے کہ وہی قوت واحد ہر جگہ عمل کر رہی ہے، ظاہر کہ قریب پر اس کا عمل قوی ہوگا اور جتنا بعد بڑھے گا گھٹتا جائے گا، اور اگر ہر بقدر کے لائق مختلف صفے کام کرتے تو ہرگز بقدر بڑھنے سے جذب میں ضعیف نہ آتا جب تک ساری طاقت ختم نہ ہو چکی کہ ہر حصہ بقدر طبیعت اپنی قوت کے صفے پڑھاتی جاتی اور نسبت یکساں رہتی ہاں جب آگے کوئی حصہ نہ رہتا تو اب بعد بڑھنے سے گھٹتی کہ اب عمل کرنے کو یہی قوت واحد معینہ رہ گئی بالکل بقدر بڑھنے سے ضعیف آنے کو لازم ہے کہ ہر جگہ ایک ہی قوت معینہ عامل ہو اور وہ کوئی حصہ نہیں ہو سکتی کہ

حقوں کی تقسیم غیر متناہی یہ حصہ حقین ہوا وہ کیوں نہ ہوا ترجیح کا مرتبہ ہے لہذا واجب کہ طبعی جاذب ہمیشہ اپنی پوری قوت سے عمل کرتا ہے۔ یہ جلیل قاعدہ یا درکنہ کاسہ کہ کہہ کر بعد از تعالیٰ بہت کام دے گا۔

تبلیغہ: اس سے یہ دیکھنا چاہئے کہ شکار زمین کا پورا کرنا اپنی ساری قوت سے ہر شے کو کھینچتا ہے بلکہ مجذوب کے مقابل جتنا ٹکڑا ہے جیسے اس کپڑے کو شرقی تا مغربی پھیل ہوئی ساری دھوپ لے نہ سکے یا تیار بلکہ اسی قدر سونے جو اس کے محاذی تھی۔

(۱۱) جذب بکسب مادہ مجذوب ہے، دھنس جز کا جسم حتی طاقت سے کھینچے گا توجہ کا اس کی وہ چند ہے۔ اگر تم ایک سیر اور دوسرے دنی سیر کے جسم کو برابر سرے میں کھینچنا چاہو تو کیا دھنس سیر کو اس لئے دور سے نہ کھینچو گے۔

اقول یہ بچائے خود ہی صحیح رکھتا تھا جب اس میں مجذوب پر نظر ہوا اور اس کے وہ عمل ہوتے، اول طلب کا تبدل یعنی ہر مجذوب اپنے مادے اور بُد کے لائق طاقت مانگے گا ہا جب میں اتنی قوت ہے کھینچنے کے محاذ پر نہیں۔ یوں یہ دونوں نسبتیں مستقیم ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بُد جو کچھ بھی زائد ہو اتنی ہی طاقت چاہے گا۔

دوم مجذوب پر اثر کا تبدل: میں یہ دونوں نسبتیں سکھوں میں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بُد جس قدر زائد اسی قدر اُس پر جذب کا اثر کم اور جتنا مادہ یا بُد کم اتنا ہی زائد۔ مگر اس صحیح بات کو غلط استعمال کیا ہے اس میں جاذب پر نظر رکھی کہ وہ مادہ وزن مجذوب کے لائق اس پر اپنی قوت صرف کرتا ہے یہ بھی صاحب ارادہ طاقت کے اعتبار سے صحیح تھا مگر اسے قوت طبعی پر ڈھاکا کہ مجذوب میں جتنا مادہ ہو گا میں اُسے اتنی ہی طاقت سے کھینچے گا۔ اب یہ معنی باطل ہو گیا۔ اذنا اس کا لفظ ابھی سن چکے اور انسان سے تشبیل جہالت، انسان ذی شعور ہے زمین صاحب ادراک نہیں کہ مجذوب کو دیکھے اور اس کی حالت جانچے اور اس کے لائق قوت کا اندازہ کرے تاکہ اتنی ہی قوت اس پر خرچ کرے۔

تبلیغہ: اگر یہ قوہ پہلا قاعدہ جس پر ساری ہیئت جدیدہ کا اجتماع اور سردار فلسفہ جدیدہ نیوٹن کا اختراع ہے صاف غلط ہو جائے گا جب زمین مجذوب کے مادوں کا ادراک کرتی ہے اور ان کے مقابل اپنی قوت کے صحیح چھانچتی ہے تو کیوں نہ اس کے بعد کا ادراک کرے گی اور ہر بُد کے لائق اپنی قوت کا حصہ بچائے گا تو ہر بُد پر جذب یکساں رہے گا۔

ثانیاً تنبیہ اقول : ملاحظہ فرما سے یہاں ایک اور سخت اعتراض ہے نمبر ۵ میں آتا ہے کہ تھوڑے نزدیک اختلاف وزن اختلاف جذب پر متفرع ہے اور ہم ثابت کر دیں گے کہ ہیئت جدیدہ کو اسس اقرار پر قائم رہنا لازم و نہ ساری ہیئت باطل ہو جائے گی۔ اب یہاں اختلاف جذب اختلاف وزن پر متفرع کیا کہ دس سیر کا جسم دس گنی طاقت سے کھینچے گا۔ یہ گھلا دور ہے اگر کئے اختلاف وزن پر نہیں اختلاف مادے پر متفرع کیا اختلاف وزن سے مثال دی ہے کہ ہمارے جذب سے پہلے جذب زمین نے وزن پیدا کر دیا ہے۔

اقول مختلف قوت جذب چاہنا اختلاف وزن سے ہوتا ہے مادے میں جب پیش از جذب کچھ وزن ہی نہیں تو بے وزن چیز خلیل ہو یا کثیر مختلف قوت چاہے گی۔ اگر کئے اختلاف مادے سے ماسکہ مختلف ہوگی لہذا مختلف جذب درکار ہوگا۔

اقول ماسکہ بحسب وزن ہی تو ہے (مثلاً) پھر اختلاف وزن ہی پر بنا آگئی اور وہ قائم رہا مگر صاف انصاف یہ کہ نمبر ۲ نیوٹن کے قول نمبر ۲ پر مبنی اور ہیئت جدیدہ کا یہ ممکن ہے جسے وہ کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتی بلکہ جا بجا اس کا رد کرتی ہے جس کا بیان نمبر ۵ میں آتا ہے۔ ہیئت جدیدہ کے طور پر صحیح یہ ہے کہ ماسکہ پر بنائے وزن نہیں بلکہ نفس مادے کی طبیعت میں حرکت سے نکلا رہے تو جس میں مادہ زیادہ ماسکہ زائد تو انکار افزوں تو اس کے جذب کو قوت زیادہ درکار۔ یہ تقریر یاد رکھئے اور اب یہ اعتراض کھرا کر گیا۔

تنبیہ و حیات جدیدہ نے اسس تناقض کی بنا پر ایک اور قاعدہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ تر شاخے اپنے ثبوت سے ثابت بتاتی ہے بھلا مشاہدے سے زیادہ اور کیا درکار ہے۔ وہ اس سے اگلا قاعدہ ہے۔

تنبیہ ضروری ۱ اقول یہ دونوں قاعدے متناقض صحیح طور ان سے امتناع کل گیا کہ جذب کی تبدیلی تین ہی وجہ سے ہے مادہ جذب مادہ مجذب بعد، جن میں قابل قبول حرکت وہ ہیں۔ مادہ مجذب اسس نمبر ۱۱ نے طنز میں لفظ اور شطرنج میں بنگلہ بڑھایا، بہر حال مجذب واحد پر بعد واحد سے جاذب واحد کا جذب ہمیشہ یکساں رہے گا وہ جو نمبر ۱۳ میں آتا ہے کہ جاذبیت بحسب سرعت بدلتی ہے، نمبر ۱ میں گزرا کہ (محصل میں سرعت بحسب جاذبیت بدلتی ہے۔

(۱۲) جذب اگرچہ با اختلاف مادہ مجذب مختلف ہوتا ہے مگر جاذب واحد مثلاً زمین کے جذب کا اثر تمام مجذوبات صغیر و کبیر پر یکساں ہے سب جگہ بھاری اجسام کو زمین سے باہر فاصلے پر ہوں ایک ہی رفتار سے ایک ہی آن میں زمینی پر گرتے کہ ان میں آپ تو کوئی میل ہے نہیں جذب سے گرتے اور اس کا اثر سب پر

برابر ایک حصہ مادے کو زمین نے ایک قوت سے کھینچا اور دوسرے حصے کو وہ چند قوت سے، تو حاصل وہی رہا کہ ہر حصہ مادہ کے متقابل ایک قوت، لہذا اثر میں اصلاً فرق نہ ہوتا مگر ہوتا ہے بھاری جسم جلد آتا ہے اور ہلکا دیر میں، اس کا سبب نیچے میں ہوائے حال کی مقاومت ہے بھاری جسم سے جلد مغلوب ہو جائے گی کم رو کے جلد آئیگا بلکے دیر میں متاثر ہوگی، زیادہ رو کے گی دیر لگے گا۔ اس کا امتحان آکر ایرپ سے ہوتا ہے جس کے ذریعہ ہوا برتن سے نکال لیتے ہیں، اس وقت دیر اور رو پے برابر کا فضا پر ایک ہی رفتار سے زمین پر پہنچتے ہیں۔ حاصل ہے اس کا جو چار حصوں سے زائد میں نکلا۔

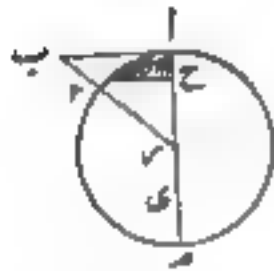
اقول اولاً اس سے بڑھ کر عاقل کون کو لفظ کے اور معنی نہ سمجھے جس میں وزن زیادہ ہے وہ مغلوب ہو اور جلد غالب آتا ہے، زیادہ وزن کے کیا معنی، یہی تا کہ وہ زیادہ جھکتا ہے یہ اس کی اپنی ذات سے ہے تو اس کا نام میل طبعی ہے جس کا اسی تم نے انکار مطلق کیا اور اگر زمین اسے زیادہ جھکاتی ہے تو یہی تفاوت اثر جذب ہے اس پر زیادہ نہ جتا تو زیادہ کیوں جھکتا۔

ثانیاً زیادت وزن کا اثر صرف یہی نہیں کہ مقاومت پر جلد غالب آئے بلکہ اس کا اصل اثر زیادہ جھکنا ہے مثلاً اگر جلد غلبہ بھی لے لیا نہ جھکے سے پیدا ہو سکے اگر پہاڑ اگر معلق رہے نیچے نہ جھکے ہوا کو ذرہ بھرتی نہ کرے گا۔

تیسری جہالت کہ تم نے منبرج کو اصل سمجھا اور اہل کو یک لخت اڑا دیا۔ مقاومت پر اثر ڈالنا زیادہ جھکنے پر موقوف تھا لیکن زیادہ جھکنا کسی مقام کے ہونے نہ۔ نے پر موقوف نہیں وہ نفس زیادت وزن کا اثر ہے تو ہوا بالکل نکال لینے پر بھی یقیناً رہے گا اور روہ یہی جلد پہنچے گا بلکہ ممکن کہ اب پہلے سے بھی زیادہ کہ اس وقت اس کی جھونک کو ہوا کی روک تھام اب وہ روک بھی نہیں۔ اہل انصاف دیکھیں کسی صریح باطل بات کہی اور مشاہدے کے سرخروپ دی، یہ حالت ہے ان کے مشاہدات کہ ایہ دیکھ کا پہاڑ زیادہ رہے کہ آتش کے اور غلاب قتل دھوؤں کی باگی ہے اور اس کا زیادہ مزہ فصل دوم میں لکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہمارے نزدیک حقیقت امر یہ ہے کہ ہر قتل میں ذاتی قتل اور طبعی میل مغلوب ہے کہ زیادت وزن زائد ہوتا ہے تو بلکہ خودی کم جھکے گی اگرچہ ہوا حال نہ ہو اور حال ہوتی تو اسے قوت بھی کم کرے گی تو بھاری چیز کے جلد آنے کا ایک عام سبب ہے اس میں میل فزوں ہونا خواہ کوئی حال ہو یا نہ ہو، اور در صورت حیولت زیادت وزن کے باعث حائل کو زیادہ شت کرنا تو بغیر غلط ہوا برتن سے بالکل نکال بھی لی جائے وہ یہ پھر بھی پر سے یقیناً جلد آئے گا اگرچہ چند انگلی کی مسافت میں تعین فرق محسوس نہ ہو۔

(۱۳) جب کوئی جسم دائرے میں دائرہ جو تو مرکز سے نافرہ اور مرکز کی طرف جاذب (اذا نجا کہ

مساوی ہیں (نامونی) تو دونوں قوسیں مساوی ہیں (مقالہ ۳ شکل ۲۵) بالجہ اس پر بے شمار استقامت ہے۔
 مگر آبیغیہ ضرور ہے کہ مندرجہ نہایت صغیر قوسوں میں ان کے وتر ان کی جگہ لے لیتے ہیں جیسے اعمال
 کسوت و خفوت میں، مگر اسے تو حکم عام دینا ہے، ہر جگہ یہ ٹوکیے چلے گا، دیکھو نصف دو۔۸۰ اور بے محیطہ
 اور اس کا وتر کہ قطر ہے صرف ۱۲۰ درجے، وہ بھی قطر یہ کہ محیطہ کے ۱۱۵ سے بھی کم ہوئے فرض کہ قوس ۶۰
 ۹۰ درجے ہے تو درجات قطر سے اس سم صرف ۳۰ ہے اور ۶۰ جیب تقریباً ۵۲ آء قوس تقریباً ۹۲
 جہوں سے جو انی سب کہ مساوی کے۔



خاتمہ مساوی قوسیں پر شکل وہ نہ ہوگی بلکہ یہ اب دلیل واقعہ ہے آ کہ
 مرکز مان کہ قوس پر قوس بے سہم یعنی جس نے محیطہ کو ۶۰ پر قلعہ کیا اور قطر کو ۶۰ پر
 تو آء مسافت و اثر اذیت ہوئی اور اس اثر باذیت اب اس سم قوس ۶۰
 نہیں بلکہ اس کا سم آء ہے بلکہ شکل مذکور اقلیدس
 آء بحسب مربع آء بدلے گا مذکور باذیت آء۔

سادہ شاہی میں جائزہ نافذہ دونوں تئیں اور بغرض باطل اس دلیل سے ثابت ہوا تو جائزہ کا بحسب
 مربع مسافت ہونا جسے بنا دانی مربع سرعت کیا سرعت مسافت نہیں بلکہ مسافت مساویہ کو زمانہ اقل میں طبع کرنا
 نافذہ کے طوعے کو مساوی جائزہ و نافذہ پر حوالہ کیا اور اسے خود شکل میں بجا ڈال دیا کہ جائزہ ہم رنگی اور داغہ جیب،
 بلکہ وتر، بلکہ قوس۔ اہل انصاف دیکھیں یہ حالت ہے ان کی ادہام پرستی کی، اپنے باطل خیالات کو کیسا زبردستی
 برہان ہندسی کا لباس پہنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۱۴) ہر دائرے میں جائزہ ہو یا نافذہ بحسب نصف قطر مربع زمانہ دورہ ہے اس سے معلوم
 ہو سکتا ہے کہ آفتاب جو زمین کو گھومتا ہے اور زمین قر کو ان دونوں کششوں میں کیا نسبت ہے نصف قطر مدار
 قر کو ایک فرض کریں تو نصف قطر مدار زمین ۴۰ ہر گا اور اس کی مدت دورہ ۳۶۵ ۲۴ ۶ ۱۶ ہے اور اس کی

۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۴۳ ثانیے ۴۳ راجے ۱۲ منہ غزل
 ۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۴۳ ثانیے ۴۳ راجے ۱۲ منہ غزل
 ۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۴۳ ثانیے ۴۳ راجے ۱۲ منہ غزل
 ۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۴۳ ثانیے ۴۳ راجے ۱۲ منہ غزل
 ۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۴۳ ثانیے ۴۳ راجے ۱۲ منہ غزل

۲۵۲۵ دن ۱۰ انجذاب قمر شمس۔ انجذاب قمر ارض = $(\frac{1}{4.0 \times 10^9})$ ، $(\frac{1}{4.0 \times 10^9})$ یعنی شمس
اگرچہ دور ہے مگر $\frac{1}{4}$ زمین سے زیادہ کھینچتا ہے اتنی۔

اقول متنبہیں بدل گئے ہیں کساتا کہ انجذاب قمر ارض، انجذاب قمر شمس ۱۰ الخ اور اختصار
میں $\frac{1}{4}$ چاہئے تھا کہ حاصل ۲۵۲۵ ہے کہ ربع سے قریب ہے ہر فرض صحت اس سے ثابت ہوتی تو وہ نسبت
جو قمر کو زمین اور زمین کو شمس کی کشش میں ہے جیسا کہ ابتداء دعویٰ کیا تھا، نتیجہ میں رکھی وہ نسبت جو قمر کو کشش زمین و
شمس میں ہے خیر اسے کہہ سکیں کہ بوجہ قلت تفاوت دورہ و بُعد زمین دورہ و بعد قمر کا کہ اس کے بیان میں اس
دلیل کا مبنیٰ یہی قاعدہ نمبر ۱۱ ہے اور اس کا مبنیٰ قاعدہ نمبر ۱۱ جس کے شدید البطلان ابھی نہیں چکے۔

(۱۵) وزن جذب سے پیدا ہوتا اور اس کے اختلاف سے گھٹتا بڑھتا ہے اگر ختم پر جذب اصلانہ ہو
یا سب طرف سے مساوی ہونے کے باعث اس کا اثر ذرے سے تو جسم میں کچھ وزن ہو گا ہم اگر مرکز زمین پر چلے
جائیں تمام اوقات زمین ہم کو ہمارے کھینچیں گے اور اثر کشش جاتا رہے گا ہم بے وزنی پہنچائیں گے۔

اقول یہ نری بے وزن چہ ہی البطلان بات کہ جسم میں خود کچھ وزن نہیں جذب سے پیدا ہوتا ہے ہیأت
جدیدہ کی کثیر تصریحات سے واضح و آشکار ہے اگلافت عطار دوسونے کے قریب زمین سے دو چاند ہے مگر اس کے
صفر کے سبب اس کی جاذبیت جاذبیت زمین کی $\frac{1}{10}$ ہے اسی نسبت سے لوزان اُنس کی سطح پر گھٹنے ہیں جو جیسز
زمین پر من بھر ہے عطار دپر رکھ کر تو میں تو صرف چوبیس سیر ہوگی۔ بس سطح آفتاب پر جسم کا وزن سطح زمین سے ۱۸ من
ہوتا ہے یعنی یہاں کا من وہاں کا من ہو جائے گا وہاں کا من یہاں من رہے گا اس کا رد فعل ۲ رد ۱۳ سے
روشن ہو گا، جہیز سطح زمین سے تہی ہزار چھ سو رطل کی ہے کہ اس کے بعد مرکز سے بقدر نصف قطر زمین
ہے اگر سطح زمین نصف قطر کی دُوری پر رکھیں ۹ سو رطل رہ جائے گی اور پورے قطر کے بعد چار سو رطل
کے فاصلے پر سو رطل اور دو قطر کے فاصلے پر ایک سو چوبیس ہی رطل رہے گی کہ مربع کے بعد بڑھتے ہیں جاذبیت
اتنی ہی کم ہوتی ہے تو ویسا ہی وزن گھٹتا جائے گا یعنی ساڑھے چار قطر کے بعد پر ۳۶ ہی رطل رہے گا
اور ساڑھے پانچ پر صرف ۱۲۵ اور ساڑھے نو پر ۹ ہی رطل اور ساڑھے چودہ پر چار رطل اور ساڑھے آٹیس

عنه كما قال في اول هذه الفقرة ۱۲۰۹ ان القمر يدور حول الشمس على معدل بعد الارض وفي نفس
صداق دوران الارض حولها الخ ۱۲ ص ۱۲۰۹

۱۲ ص ۱۲۰۹

۱۲ ص ۱۲۰۹

۱۲ ص ۱۲۰۹

۱۲ ص ۱۲۰۹

۱۲ ص ۱۲۰۹

پر ایک ہی رطل رس ہے گا، تین ہزار پانچ سو سنانو سے رطل اڑ جائیں گے، علیٰ ہذا القیاس سوا زمین پر غلبہ استوا کے پاس شے کا وزن کم ہوگا اور جتنا قطر کی طرف بڑھتا جائے گا کہ غلبہ استوا کے پاس جاذبیت کم ہے اور قلب کے پاس زیادہ۔ ویکٹر ہر عمل نے کہا نیجات پر یعنی مربع و مستری کے درمیان آدمی ہو تو ساٹھ فٹ اونچا ہے تکلف جست کر سکے۔

اقول تو پریس پر جا کر تو خاصا پھیرو ہو جائے گا بعد چرپا ہے اڑتا پھرے گا۔ پھر کہا اور ساٹھ فٹ بلندی سے اُن پر گرے تو اس سے زیادہ طرہ دے جتنا ہاتھ بھر بلندی سے زمین پر گرنا۔

اقول تو نیچوں پر جا کر تو ٹوٹی کاٹھا ہو جائے گا کہ ہزاروں گز بلندی سے سخت پتھر پر گرے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ یہ ہیں ان کی خیالی بنیادیں اور انھیں ایسا بیان کریں گے گویا عطار و آفتاب پر کچھ دکھ کر قول لاتے ہیں نیجات پر بیٹھ کر کوہ آتے ہیں ان تمام خرافات کا بھی ماحصل وہی ہے کہ جسم میں فی نفسہ کوئی وزن نہیں، وزن نہ ہرگز سے ہر مقام ہر بعد پر محفوظ رہتا جاذبیت کی کمی جیڑ۔ سے صرف اس پر زیادت میں کمی بیشی ہوتی انکار ہے کہ جو کچھ بھی وزن مانو اس سے زیادہ بعد پر بعد رہا بعد گئے گا اور بعد میات تجدیدہ میں غیر محدود ہے تو کی بھی غیر محدود ہے۔ پہاڑ کا وزن رائی کے دانے کا ہزارواں حصہ رہے گا پھر اس پر بھی نہ رُسے گا تو کوئی وزن کہیں محفوظ نہیں ہے اصل ٹھہرائیے مگر اس جری بہادر طے نے اسے اور بھی گھٹے لفظوں میں کہہ دیا اس کی جہالت یہ ہے جس سبب سے کہ چسبیزی زمین پر گر پڑتی ہیں اسی سبب سے اُن میں وزن بھی پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل ان کو بھاری کرتی ہے جو ہوا شیا میں موافق مقدار کشش کے ہوگا۔ یہ سبب فلسفہ جدید اور اس کی حقیقتات ندیدہ کہ پھاڑ میں آپ کچھ وزن نہیں وہ اور رائی کا ایک دانہ ایک حالت میں ہیں۔

اقول حقیقت امر اور اختلاف جذب سے اُن کے حصے کا کشش ہے کہ ہر جسم ثقل یعنی اپنی حد ذات میں وزن رکھتا ہے۔ پہاڑ اور رائی ضرور مختلف ہیں ہشتی میں جتنا وزن ہو اس کے لائق دباؤ ڈالے گی پھر اگر اس کے ساتھ کوئی جذب بھی شریک کر دے تو دباؤ بڑھ جائے گا اور جتنا جذب بڑھے اور بڑھے گا جس میر کا پتھر آدمی سر پر رکھے وہ دباؤ ہے گا اور اس میں دستیاب نہ کر دے آدمی نیچے کو زور کریں دباؤ بڑھے گا۔ چار آدمی چاروں طرف سے کھینچیں اور بڑھے گا لیکن جذب کی کمی بیشی اصل وزن پر کچھ اثر نہ ڈالے گی جذب کم ہو

ملہ ط ۱۲ ملہ ص ۲۹ ملہ ویکو ملہ ۱۲

ملہ اقول بعد دیگر سیدہ دیگر کے جذب سے اور وزن ہلکا ہوگا زمین کے خلاف جہت کھینچا اور بغرض غلط ہو بھی تو کام نہ دے گا کہ وہ بھی عارضی ہو اکلام وزن اصلی میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ

یا زائد یا اصلانہ ہودہ دستور ہے گی، یاں اگر اوپر کی جانب کوئی جاذب یا چاری کی طرح اُدھر سے سہارا دے یا کمانی کی
 لچک کی طرح اوپر اُٹھالے تو ان صورتوں میں وزن کا احساس کم ہو گا یا اصلانہ ہو گا فی نفسہ وزن اصلی اب بھی برقرار ہے گا
 مگر جذب زیریں کی کمی یا نفی احساس اصلی میں بھی فرق نہیں کر سکتی کہ نیچے جذب نہ ہونا یا اوپر کو کھینچنا ہے نہ سہارا
 نہ اُچھال تو اصلی وزن کا دباؤ کم ہوتا محال۔ بالکل جذب ہوئیے تھا نہ کہ مرلہ، لیکن انھوں نے جذب کو وزن کا مولد
 مانا اور واقعی اُن کو اس مکار سے کی ضرورت ہے کہ وزن ذاتی میل طبعی کو ثابت کرے گا اور اس کا ثبوت
 جاذبیت کا خاکہ کر دے گا کما سیاقی (جیسا کہ آئے گا۔ ت) اور اس کے ختم ہوتے ہی ساری سیات
 جدیدہ کی عمارت ڈھرجائے گی کہ اس کی بنیاد کا یہی ایک پتھر ہے تو قطعاً اس کا جذبہ ہی ہے جیسا کہ اُس
 کی تصریحات کثیرہ سے آشکار۔ نیوٹن کا قول نمبر ۵ جسے ماننا ہو پہلے سیات جدیدہ کا سارا دفتر اور خود نیوٹن کے
 قواعد جاذبیت سب دہرایا کر دے گا ہر اودہ نیوٹن نے ۱۶۶۵ء سے پہلے کہا ہر جیت تک میب نے بزرگ
 جاذبیت نہ سمجھائی تھی اور اسی پر نادانستہ نمبر ۲ مبنی ہوا ہر حال کچھ ہر سبب ان کی ان تصریحات قتنا نقص
 سے کام لے سکتے ہیں کہ انھیں کے اقوال میں ہیں ان کو اس نمبر ۵ سے کوئی مغر نہیں وہ سیات جدیدہ کی ہی بھی
 چاہیں تو اس کے سامنے پر مجبور ہیں کہ کسی جسم میں خود کوئی وزن نہیں بلکہ جذب سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات خوب
 یاد رکھنے کی ہے کہ آئندہ دھوکا نہ ہو ہم اس پر اُس سے زیادہ کیا کہیں جو کہ چکے کیہ باہر باطل ہے، یاں
 وہ جو گروں پر اختلاف وزن بتایا ہے اس سے سہل تر انھیں بتا دیں۔

فاقول سیات جدیدہ سے کہ کیوں خطا استوا سے قطب تک وہ ڈرے یا عطار دود آفتاب تک
 پھلانگتی پھرے اس کا زعم سلامت ہے تو خود اس کے گھر میں ایک ہی جگہ رکھے رکھے شے کا وزن گھٹتا بڑھتا
 رہے گا آج سیر بھر کی ہے کل سو اسیر ہو جائے گی پرسوں تین پاؤں زہ جائے گی پھر ڈیڑھ سیر ہو جائے گی
 کوئی مائل بھی اس کا قائل ہے وجہ یہ کہ سیارات و القمارات و نجیات (وہ مشابہ سوار سو سے زائد
 اجرام کہ مریخ و مشتری کے درمیان ابھی انیسویں صدی میں ظاہر ہوئے ہیں جن میں جو فو و وسطا و تیریس و
 پلاس زیادہ مشہور ہیں) اگرچہ کثافت و بُعد میں خلقت ہوں جاذبیت رکھتے ہیں اور قطعاً مجروح تفاضل کے
 برابر نہیں ہو سکتا، اب جس وقت ان کا اجتماع زمین کی جانب مقابلی ہو کہ شے ٹٹے ٹٹے کے اور زمین کے بیچ میں ہو
 تو زمین کی جاذبیت تو شے میں وزن پیدا کرے گی اور ان سب کی جاذبیت کہ جانب مخالف ہے ہلکا کرے گی
 غلبہ جذب زمین کے باعث وزن بقدر تفاضل رہے گا اور جب اُن کا اجتماع زمین کے اس طرف ہو کہ شے

سے زمین اور وہ سب ایک طرف واقع ہوں تو وہ اور زمین سب کی مجموعی جاذبیت اس میں وزن پیدا کر کے بہت بھاری کر دے گی اور جب کچھ اُدھر کچھ اُدھر ہوں وزن میں ہیں ہوگا جو ہر اختلاف اوضاع پر بدلے گا اگر کئے اختلاف وزن کیونکہ معلوم ہو سکے گا۔ جس چیز سے تو لا تماؤہ بھی تو اتنی ہی بھاری یا ہلکی ہو جائے گی۔
اقول قلب و خط استوا پر اختلاف وزن کیونکہ جانا اب کہو گے سا قول سے ہم کہیں گے یہاں بھی اسی ہے۔

(۱۶) ہر شب چاند روز میں دوبارہ سمندر میں مد و جزر ہوتا ہے جسے جوار بھانٹتے ہیں۔ پانی گدوں
 یہاں تک کہ خلیج فنڈی میں نیز شہر ریستول کے قریب جہاں نہر سقرن سمندر میں گرتی ہے ستر ٹکٹ ٹکٹ اونچا
 اٹھتا پھر بیٹھ جاتا ہے اور جس وقت زمین کے اس طرف اٹھتا ہے ساتھ ہی دوسری طرف بھی یعنی قطر زمین کے
 دونوں کناروں پر ایک ساتھ مد ہوتا ہے یہ جذب قمر کا اثر ہے ولہذا جب قمر نصف النہار پر آتا ہے اس کے
 چند ساعت بعد حادث ہوتا ہے آفتاب کو بھی اس میں دخل ہے ولہذا آفتاب و مقابذی کے ڈیڑھ دن بعد
 سب سے بڑا مد ہوتا ہے عثر اثر شمس بہت کم ہے، حدائق النجوم میں جذب قمر سے ۲۳ کا اصول بیان شدہ میں ۱۰۰ کا ۱۰۰
 جاڑوں میں صبح کا مد شام کے مد سے زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرمیوں میں بالعکس چوتھے سمندروں اور بڑی نہروں اور
 اُن پانیوں میں جن کو خشک مینا ہے جیسے دریائے قوبین و دریائے ارال و بحر متوسط و بحر بالٹین و بحیرہ و بحیرہ و گنگا
 جہن و غیرہ میں نہیں ہوتا۔

اقول مد کا جذب قمر سے ہوتا اگرچہ زمین کو حضرت اس کا انکار ضرور، مگر بسبیل ترک ظنون و طلب تحقیق
 وہ بوجہ مخدش ہے: وجہ اول پانہ تو زمین کے ایک طرف ہوگا دوسری طرف پانی کسی نے کہیں پانی تو جذب

۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ کے نیز ۱۰۰ ص ۱۰۰ و ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ منٹ ۵ ص ۱۰۰ میں ۲۰ منٹ ۵ ص ۱۰۰
 ہم تعریبات شافہ جو ثانی ۱۰۰ ص ۱۰۰ کہ جغرافیہ طبعی ۱۰۰ ص ۱۰۰ بہر حال ہر ہم مستری میں
 دو مد ہیں یعنی جزر ۱۲ منٹ غفرلہ۔

۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ

۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ

۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ

۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ

۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ ۱۰۰ ص ۱۰۰ میں ۲۰ گھنٹہ ۵ منٹ

ذہرا دلچ ہوا۔ اصولی علم الہیات وغیرہ سب میں اس کا یہ جواب دیا کہ بعید پر جذب کم ہوتا ہے سمت مواجہہ
قریں پانی قمر سے قریب اور زمین بعید ہے، لہذا اس پانی پر زمین سے زیادہ جذب ہوا اور نسبت زمین کے چاند
سے قریب تر ہو گیا یوں ارتفاع ہوا اور کھرا پانی قمر سے بعید اور زمین سے قریب ہے، لہذا زمین پر پانی سے زیادہ
جذب ہوا اور کھرا حصہ زمین چاند سے نسبتاً قریب تر ہو گیا تو وہ پانی مرکز زمین سے دور ہو گیا اور مرکز زمین
سے دوری بلندی ہے اور کھریں ارتفاع ہوا۔

اقول اولاً جس طرح قرب و بُعد سے اثر جذب میں اختلاف ہوتا ہے یا نہیں مجذب کے ثقل و غفلت
سے بھاری چیز کم کھینچے گی اور ہلکی زیادہ سمت مقابل کا پانی پر نسبت زمین کیا ایسا بعید ہے کہ زمین سے متصل ہے
اور سمندر کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پانچ میل بتائی گئی ہے قمر کا بُعد اوسط ۲۳۸۵۲۲ میل ہے اور زمین
کا قطر معلوم ۷۹۱۳ میل تو اس جانب کے اجزائے ارضیہ کا قمر سے بُعد ۴۶۷۰۴۶ میل ہوا اس کثیر
بُعد پر پانچ میل کا اضافہ ایسا کیا فرق دے گا لیکن پانی پر نسبت زمین بہت ہلکا ہے زمین کی کثافت پانی سے
چھ گنی کے قریب ہے یعنی ۶، ۷، ۸ تو اگر تفاوت بُعد اس کے جذب میں کچھ کی کہے تفاوت ثقل اس کی پر
غالب آئے گا یا نہ سہی پوری تو کر دے گا۔ اور زمین و آب پر جذب یکساں رہ کر پانی زمین سے ملا ہی رہے گا
تو نہ ہو گا بخلاف سمت مواجہہ قمر کہ کھرا پانی قبضہ ثقل دونوں وجہ کا جامع ہے تو اسی طرف رہتا چاہئے۔
ثانیاً نمبر ۱ میں آتا ہے ہوا و آب و خاک مجموعہ تھارے نزدیک کرۂ زمین ہے اور مستخرج جرم کو
جذب کر رہا ہے تو سب ایک ساتھ اٹھیں نہ کہ ادھر کا پانی زمین کو چھوڑ جائے اور ادھر کی زمین پانی کو چھوڑ
آئے، دیکھو تھارے زعم میں جذب شمس سے زمین گہمشتی ہے تو فیروز جز خاک و آب و ہوا کو ایک ساتھ
یکساں متحرک مانتے ہو نہ کہ سب ایک دوسرے سے جدا ہو کر چلیں۔

۱۔ ص ۱۱۱ ط ۱۱۱ ح ۱۱۱ و ۱۱۱ ص ۱۱۱ اس کے اخیر میں اسے جاہلانہ بیان کیا اور
ط میں معیرانہ اقرار کر کے کہ اس کا بیان بہت پیچیدہ ہے اور بات صاف نہ کہہ سکا، ح کا کلام بھی مضطرب
مشتبہ سا رہا، جس نے صاف بیان کیا لہذا ہم نے اسی سے نقل کیا ۱۲ منہ فخر لہ
۱۳۔ تفارہ عالم میں براہ جہالت اسے یوں لکھا کہ دوسری جانب کا پانی بُعد کے باعث ساکن رہتا ہے لیکن
زمین جو اس پانی کے اندر ہے کھینچتی ہے۔

۱۴۔ جغرافیہ طبعی ص ۱۹-۱۲

۱۵۔ حدائق میں مزار ۳ گھنٹے بعد۔

ثالث اگر ایسا ہوتا سمست مراجع کی ہوا پر قمر کا جذبہ ادھر کے پانی سے بھی زائد ہوتا تو اقرب بھی اور اسطے بھی اور ادھر کی ہوا کو تھارے زعم باطل پر ادھر کا پانی چھوڑ آتا جس طرح اس پانی کو ادھر کی زمین چھوڑ گئی تو لازم تھا کہ مد کے وقت دونوں طرف نہ سطح زمین پر پانی ہوتا نہ سطح آب پر ہوا، بلکہ ہر دو کے بیچ میں خلا ہوتا، یہ بدائشہ باطل ہے، اطراف کے پانی کا اگر اس جگہ کو بھرنائیوں یہ حرکت نہ اُٹھ پانیوں کے مقتضائے طبع ہے نہ زمین کا اثر نہ استعارہ خدا کی ضرورت، نمبر ۲ میں آتا ہے کہ خلا تھارے نزدیک محال نہیں، پھر بلا وجہ اور پانی کیوں چل کر آئیں گے۔

وجہ دوم کشش قمر سے نہ ہوتا تو اُس وقت ہوتا جب قمر میں نصف النہار پر سیدھے غلوں میں پانی کو کھینچتا ہے لیکن پانی وہاں کا اٹھتا ہے جہاں نصف النہار سے گزرے قمر کو گھٹنے ہو چکے ہیں، اصول ہیئت میں اس کے دو حیلے گھڑے، یکم پانی کا سکون اسے فوراً جذب قبولی نہیں کرنے دیتا انتہی یعنی جسم میں حرکت سے انکار ہے حق الامکان محرم کی مقادمت کرے گا اس لئے پانی فوراً نہیں اٹھتا۔

اقول اذکار قمر صفت سیدھے خلا پر کھینچتا ہے یا ترچھے پر بھی بر تقدیر اولیٰ کس قدر باطل صریح ہے کہ جس وقت جذبہ جو رہتا پانی نہ اٹھا جب جذبہ اصل نہ رہا گزروں اٹھا یعنی وجہ و سبب وجہ و سبب سے نہیں ہوتا بلکہ سبب معدوم ہونے کے گھنٹوں بعد۔ بر تقدیر ثانی قمر جس وقت افق شرقی پر آیا اُس وقت سے اس پانی کو کھینچ رہا تھا تو ٹھیک وہ پہر کہ اٹھا فوراً اثر قبول کرنا نہ تھا بلکہ کچھ گھنٹے بعد عجب کہ دو پہر کمال جذبہ ہوا اور وہ بھی اُس طرح کہ ہر لمحہ پر پہلے سے قوی تر ہوتا جاسے یہاں تک کہ نصف النہار پر غایت قوت پر آئے اور پانی کو اصلہ خبر نہ ہو جب جذبہ ضعیف پڑے اور آٹھ گھنٹہ زیادہ ضعیف ہوتا جاسے تو گھنٹوں کے بعد اب اثر پیدا ہوا اور یہیں سے حدائق النجوم کے جواب کا زور ہو گیا کہ امتداد سبب اشتداد سبب سے زیادہ مؤثر ہے۔

اقول ہاں گرمی کے سہ پہر کو دو پہر سے زیادہ گرمی ہوتی ہے جاڑ سے کی سحر کو شب سے زیادہ سردی ہوتی ہے مگر زیادت کا فرق ہوتا ہے نہ یہ کہ مدت مدیدہ تک بڑھتا ہو اشتداد و امتداد رکھے اور اثر اصلہ نہ ہو جب وقتاً فوقتاً بڑھتے ہوئے ضعف کا امتداد ہو اس وقت آغاز اثر ہو یعنی جون، جولائی کی دو پہر کو اصلہ گرمی نہ جو تیسرے پہر کو پیدا ہو۔ دسمبر جنوری کی آدمی رات کو سردی نام کو نہ ہو سحر کے وقت شروع ہو، ایسا اٹھا اثر ہیئت مدیدہ میں ہوتا ہو گا۔

ثانیاً محرک کی قوت اگر جسم پر غالب نہ ہو اصلہ حرکت نہ کرے گا مگر بھر کے پتھر میں دستی باندھ کر

ایک تپ کھینچے کبھی نہ کھینچے گا اور اگر اس درجہ غالب ہو کہ اسے تپ متلاصحت نہ ہو فوراً متحرک ہو گا مزاحمت کا اثر اصلاً
ظاہر نہ ہو گا جیسے ایک مرو گیند کھینچے اور اس کی متلاصحت اس کی قوت کے سامنے قیوت رکھتی ہے تو البتہ فوراً
اثر نہ ہو گا اسے قوت بڑھانی پڑے گی زیادہ قوت کے وقت اثر ہو گا نہ یہ کہ نہتہائے قوت تک زور کر کے تھک جائے
اور نہ پلے اب کہ ضعیف زور نہ جائے اور لحظہ بہ لحظہ گھٹتا جائے تو اس گھٹی ہوئی قوت کو مانے۔ پانی کی متلاصحت
قمر کی قوت کے آگے اول تو قسم دوم کی ہر فی چاہئے جو ساری زمین کو کھینچے لے جاتا ہے اس کے سامنے آتا پانی
ایسا کہتے پانی میں ہے کہ گھٹنوں نام کو نہ پلے اور نہ کسی قسم سوم ہی مانے تو انتہائے قوت کے وقت اثر ظاہر ہونا
تھا ذکر تھک رہنے کے بعد مری ہر فی طاقت سے۔

ثالثاً جب پانی اتنی متلاصحت کرے واجب ہے کہ زمین اس سے بدرجہا زائد مزاحم ہو تو جس
وقت پانی اثر لے زمین اس سے بہت دیر بعد متاثر ہو، اور اس طرف کے پانی کا اٹھنا خود نہ تھا بلکہ زمین کے
اٹھنے سے تو واجب کہ ادھر کے پانی میں جب نہ ہو ادھر کے پانی میں سکون ہو اور ادھر کے پانی میں مدتوں بعد
جب زمین اثر لے نہ ہو اس وقت ادھر کے پانی میں کب کا ختم ہو چکا ہو حالانکہ دونوں طرف ایک ساتھ
ہوتا ہے۔

سابعاً رات دن میں دو ہی مدتے ہیں اب لازم کہ چار ہوں دو پانی کے اپنے اور دو جب
زمین متاثر ہو کر اٹھے۔

خاصاً جانب مراح قمر میں چار مدت ہوں اور طرف متقابل میں دو کہ باقی سا زمین ہیں اور اس کے
دو ہی مدتے۔ غرض یہ لوگ اپنے اوہام بنانے کے لئے جو چاہیں منہ کھول دیتے ہیں، اس سے غرض نہیں کہ
اندھی پڑے یا سیدھی اور پرق اندھی ہی ہے۔ جلد وہ قمر دریا میں اور کناروں پر پانی کی حرکت بھی اثر
جذب میں دیر کی معلین ہوتی ہے۔

اقول سند کے قمر میں پانی کی حرکت کیسی۔ سند میں نہروں کا سا ڈھال نہیں، ولہذا وہاں نہیں
نہ قمر میں ہوا ہے نہ اوپر کی ہوا کا اثر قمر تک پہنچتا ہے کیسی ہی آندھی ہو توفت کے بعد پانی بالکل ساکن
رہتا ہے بلکہ کناروں کی حرکت ہوا سے ہے جہات اربعہ سے ایک جہت مثلاً مشرق کی حرکت قمر کی طرف حرکت
صاعده کے لئے کیا مانی ہے کہ تاخیر اثر میں مصین ہوگی دیکھو تھارے نزدیک زمین مشرق کو جاتی ہے اور اسی
آں میں ہذب شمس سے مدار پر چرمتی ہے دونوں حرکتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں۔

وجہ سوم: کششِ ماہ سے مد ہوتا تو چھوٹے پانیوں میں کیوں نہیں جتا۔ چاند جس پانی کے سامنے آتیگا اسے کھینچے گا اس کے جواب میں اصولِ الہیات نے تو ہتھیار ڈال دیئے، لکھا یہ کسی مقامی سبب سے ہے۔

اقول یہی کتنا تھا تو وہاں کتنا چاہئے تھا کہ ہذر و مد کا کوئی مقامی سبب ہے جس کے سبب یہ قاہر ایراد ہوتے۔ حدائقِ النجوم نے اس پر دو عمل کیے تراشے، یکم مد کے لئے اجزائے آب کا اختلاف چاہئے کہ بعض کو قہر کھینچے بعض کو نہیں تو جسے کھینچا وہ اٹھتا معلوم ہو یہ پانی چھوٹے میں قہر جب ان کی سمت الراس پر آتا ہے سارے پانی کو ایک ساتھ کھینچتا ہے لہذا مد نہیں ہوتا۔

اقول اذلا جمالت ہے اگر سارا پانی ایک ساتھ اٹھے تو کیا اس کا بڑھنا اور کناروں پر پھیلنا اور پھر گھٹنا اور کناروں سے اتر جانا محسوس نہ ہوگا، عقلِ عجب چیز ہے۔

ثانیاً تمہارے نزدیک تو قمر سارے کرہ زمین کو کھینچتا ہے نہ کہ بڑے سمندر میں ایک حصہ آب کو کھینچے باقی کو نہیں۔ یکم بھی ٹھکانے کی جگہ ہو، جلد دوم قمر کی قوت تاثر صرف اُس وقت ہے کہ نصف النہار پر گزرتے اور وہ متحرکی ویز تک ہے یہ پانی کُم پھیلے ہوئے ہیں ان کی سمت الراس سے قمر جلد گزر جاتا ہے لہذا اثر نہیں ہونے پاتا۔

اقول بڑے سمندروں میں قمر سمت الراس پر بدرجہ اولیٰ نہ ہو گا بلکہ مختلف حصوں پر مختلف اوقات میں آئے گا اور ہر جگہ سے اُتنا ہی جلد گزر جائے گا جتنا جلد چھوٹے سمندروں سے گزرا تھا تو چاہئے کہیں بھی مد نہ ہو اور اگر قبل و بعد کے ترچے خطوط پر جذب یہاں کام دے گا تو وہاں کیا نصف النہار سے گزر کر جذب نہیں ہوتا مطلق سے مذبذب تک ترچے خطوط پر برابر پانی کو جذب کرتا ہے تو سب میں مد لازم حتیٰ کہ حبیلوں تالابوں بلکہ کھودے کے پانی میں جبکہ مطلق قمر سے مذبذب تک کچھ میدان میں دکھا جو۔

وجہ چہارم: سوائے وقت اجتماع و مقابلہ پانی پر زیریں کا گزر ہر روز جدا ہوتا ہے کیا آفتاب پانی کو جذب نہیں کرتا حالانکہ وہ حرارت اور حرارتِ رطوبت ہے اور حرارتِ جاذبِ رطوبت ہے۔ شمس اگر نسبت قمر بعید تر ہے تو وہ نوں کے مادے کی نسبت تو دیکھو بیحد شمس بعد قمر کا ۳۲،۳۶۳ ہی مثل ہے اور مادہ شمس تو مادہ قمر کا تقریباً ڈھائی کروڑ گنا یا اس سے بھی زیادہ ہے تو اسی حساب سے جذب شمس زیادہ ہونا تھا اور رات دن میں چار مد ہوتے ہیں و قمر و شمس سے حالانکہ دہری ہوتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ جذب شمس نہیں

لے اصولِ ہیات ص ۲۹ میں ۴۴۹، ۴۴۸ کا اور ص ۱۵۶ پر ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۵۰، ۲۵۱ کا ڈھائی کروڑ سے

زیادہ ہے ۱۲ حصہ غزل

تو جذب قریب لادنے نہیں اس کے دو جواب دئے گئے۔ یکم حدائق النجوم میں اس پر صرف وہی تفاوت بُعد کا ذکر مٹا کر کہا پانی کو جذب شمس جذب قمر کا ہے۔

اقول اولاً اُس کا رد نفس تقریر سوال میں گزرا کہ بُعد کی نسبت دیکھی باتوں کی تردید کیو۔
ثانیاً $\frac{1}{2}$ ہی سہی جب بھی چار عددوں سے کہ مرکز قمر سے دو بار ششتر فٹ اُسے شمس سے دو بار اکیس فٹ دوم اصول الہیاء میں اس پر وہ مثل ساحل راگ لگایا کہ تذکرہ کرتے بھی کاخذ کے حال پر رقم آئے کہ اُسے کیوں سیریاہ کیا جائے۔ کہتا ہے کہ تو یوں ہوتا ہے کہ زمین کی دونوں جانب جاذبیت کا اثر یکیش ہو جتنا تفاوت ہوگا مذ زیادہ ہوگا بالکس آفتاب کا زمین سے بعد قطر زمین کے گیارہ ہزار پانچ سو سینتیس مثل ہے تو دونوں جانب کے پانیوں کا آفتاب سے بُعد $\frac{1}{2}$ کا فرق رکھے گا تو جذب دونوں طرف تقریباً برابر ہوگا لیکن قمر کا زمین سے بُعد قطر زمین کے تین ہی مثل ہے لہذا دونوں طرف کا فرق $\frac{1}{4}$ ہوگا تو جذب میں تفاوت بین ہوگا اور اسی پر مد کا توقف ہے اور بالآخر نتیجہ یہ دیا کہ قمر شمس $\frac{1}{2}$ کا فرق رکھے۔

اقول اولاً مروجہ کہ تفاوت جذب جانیں ارض پر موقوف ماننا کیسا جہل شدید ہے جب ایک جانب جذب ہو جائے اور ارتفاع ہوگا خواہ دوسری جانب جذب اس سے کم یا زیادہ یا برابر ہو یا اصلاً نہ ہو۔
ثانیاً اب بھی چارہ ہر دستور ہے قمر سے دو بار ششتر فٹ اُسے شمس سے دو بار اکیس فٹ۔
وجہ پنجم کہتے ہیں اجتماع یا مقابہ زمین کے وقت کہ اعظم یوں ہوتا ہے کہ دونوں جذب متعا مل کرتے ہیں۔

اقول مقابہ میں اثر واحد مقتضائے ہر دو جاذب نہ ہوگا بلکہ متضاد کہ ہر ایک اپنی طرف کھینچے گا اس کی صورتوں کی تفصیل اور نتائج کی تحصیل اور یہاں جو کہ ہیئت جدیدہ نے کہا اس کی تفسیر و تزییل موجب تطویل سے جانے دیجئے مگر تصریح ہے کہ مد اعظم اجتماع و استقبال کے ڈیڑھ دن بعد ہوتا ہے وہاں تو پانی نے ۹ بجے اثر نہ لیا تھا یہاں ۲۶ بجے نہ لیا اگر اجتماع دو جذب متساوی وقت اجتماع پیدا ہوتا نہ کہ بارہ ہرگز ار کہ۔

وجہ ششم یوں ہی تربیع میں بھی مد اقصر $\frac{1}{2}$ بجے بعد ہے۔
وجہ ہفتم، **اقول** اگر یہ جذب قمر ہوتا تو ہمیشہ دائرۃ الار ارتفاع قمر کی سطح میں رہتا تو بحرین شمالی و جنوبی میں جن کائیں ایل قمر سے ناتہ ہے جب قمر افق شرقی پر ہوتا مذ جانب شرق چلے شمالی میں جنوب کو مائل جنوبی

میں شمال کو۔ پھر جتنا قمر قلع ہوتا شمال کا جنوب جزوی کا شمال کو مائل ہو جاتا، جب نصف النہار پر پہنچا شمالی کا ٹھیک جزوی جزوی کا ٹھیک شمالی ہو جاتا، جب غرب کی طرف چلتا دو ٹوں جانب غرب متوجہ ہوتے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ مذکورہ حرکت مغرب سے مشرق کو مشاہدہ ہوتی ہے اس کی توضیح یہ کی جاتی ہے کہ مدسیر قمر کا اتباع کرتا ہے۔
اقول مجذب کو موضع جاذب کا اتباع لازم ہے اس کی طرف کھینچنے، نزدیک چال میں اس کی نقل کرے قمر اپنی سیر خاص سے جس میں رو بہ مشرق ہے دو گھنٹے میں کم و بیش ایک درجہ چلتا ہے اور اتنی ہی دیر میں زمین تعاضد نزدیک ۳۰ درجے مشرق کی کو چلتی ہے تو ہر گھنٹے پر ساڑھے چودہ درجے مغرب کو چمکے رہتا ہے تو مذکورہ لازم کہ جانب جاذب یعنی مشرق سے مغرب کو جائے مذکور اس کی چال کی نقل اتارنے کو اسے پیچ کر کے اپنا منہ بھی مشرق کرنے کر جتنا چلے جاذب سے دور پڑے۔

وجہ ہشتم، اقول عجم سرہ میں صبح کا مذکور کیوں زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرما میں شام کا، کیا سردی میں چاند صبح کو پانی سے زیادہ قریب ہوتا ہے شام کو دور ہو جاتا ہے اور گرمی میں بالکس۔
وجہ نهم، اقول مذکور چال تجدد امثال سے ہے نہ کہ وہی پانی جو یہاں اٹھا تھا کسی طرف منہ کر کے سطح آب کی سیر کرتا ہے اثر قمر سے سب اجزاء اسے آب پر باری باری ہے تو سب متاثر ہوں گے مذکور ایک ہی اثر کے کردار تھا پھر باقی چمکے پڑے رہیں اس کی نظیر سایہ ہے جب آدمی چلتا ہے دیکھنے والے کو گمانی ہوتا ہے کہ سایہ اُس کے ساتھ چل رہا ہے، ایسا نہیں بلکہ جب آدمی یہاں تھا آفتاب یا چراغ سے یہ جگہ خوب تھی اس پر سایہ تھا جب آگے بڑھا یہ جگہ حجاب میں نہ رہی یہ سایہ معدوم ہو گیا اب اگلی جگہ حجاب میں ہے اس پر سایہ پیدا ہوا، اسی طرح ہر جہزہ حرکت پر ایک سایہ معدوم اور دوسرا حادث ہوتا ہے، سلسلہ ہے درپے درپے بالکل ہونے سے گمان ہوتا ہے کہ وہی سایہ متحرک ہے یہی حال یہاں ہونا لازم تو اوقیانوس شمالی میں جہاں قمر پانی سے جنوب کو ہے ضرور ہے کہ پانی کا جنوبی حصہ پہلے اٹھے پھر جو اس سے شمالی ہے کہ اقرب فی الاقرب کا سلسلہ بھی یہی ہے اور ہر قریب تر پر غلط جذب بھی استقامت سے قریب ہے تو مذکور چال جنوب سے شمالی کو ہوا اور اسی دلیل سے اوقیانوس جزوی میں شمال سے جنوب کو حالانکہ ہوتا عکس ہے۔ شمالی میں موج جنوب کو جاتی ہے جزوی میں شمال کو۔

وجہ دهم، اقول مذکور چال بحر اطلانتک یعنی اوقیانوس غربی میں فی سماعت سات سو میل ہے

جزائرِ فریو آئرلینڈ کے درمیان ۵۰۰ میل کیس ۱۶۰ میل کیس ۶۰ کیس ۳۰ کی میل جذبِ قمر میں یہ اختلاف کیوں۔
 بالکل جذبِ قمر راست نہیں آتا رہا دوران یعنی وجود و عدم میں دو شے کی معیت ایک کے لئے دوسری کی
 طیت پر دلیل نہیں نہ کہ بعیدیت ہاں اسی شہادت سے آنا خیال جائے گا کہ علت کو ان اوقات سے کچھ خصوصیت
 ہے اگر کئے علت کیا ہے اقول اوکا ہمارے نزدیک ہر حادث کی علت محض ارادۃ اللہ جل و علا ہے سببات
 کو جو اسباب سے مربوط فرمایا ہے سب کا جان لینا نہیں کیا ضرور بلکہ قطعاً نامقدور کوئی بنا سکتا ہے کہ
 سوزنی مقناطیس کا جذبہ الیفر قدس کیا ارتباط ہے ابھی گزر اگر اصول ہیأت میں بحیرات و انہار میں مدثر ہونا سبب
 جہول کی طرف نسبت کیا اسی طرح اماکن مختلفہ سے اختلاف مدتِ حدوث ہر کو۔

ثانیاً ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا،
 والبحر السجود (اور قسم ہے سلگائے ہوئے سمندر کی۔ ت)

حدیث میں ہے،

اق تحت اب حمر نارا (پیشک سمندر کے نیچے آگ ہے۔ ت)

ہیأتِ جدیدہ بھی اسے مانتی ہے ۱۰۵۶ء میں بحرالکابل سے دُحوالِ مغلان شروع ہوا اور مادہ آتشی
 کہ قعرِ دریا سے نکلا تھا جمع و منجمد ہو کر سطحِ آب پر ٹپکلی جو یہ ہو گیا اس میں سوراخ تھے جن سے ایسے شعلے
 نکلتے کہ دسٹل میل تک روشن کرتے۔ طوفانِ آب کے اسباب سے ایک سبب دیا کے اندر بخار و دُحوالِ
 پیدا ہونا ہے۔ ایسے ہی بخارات اندر سے آتے اور پانی کو اٹھاتے ہوں یہ ہوا جیسے جوش کرنے میں پانی دُچھا
 ہوتا ہے اُن کے منتشر ہونے پر پانی جیٹھا ہو یہ جزر و جزا، جاڑوں میں صبح کا زیادہ ہونا بھی اس کا ثبوت ہے
 سرمای میں صبح کو تالاہوں سے بکثرت بخارات نکلتے ہیں، انھیں کا پانی گرم ہوتا ہے، سطحِ ارض پر استیلا سے برد
 کہ سببِ حرارت باطن کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور رات بڑی اس طویلِ قیلِ حرارت سے اور بخارات زیادہ
 اُٹھے اور پانی میں زیادہ بلند ہونے کی استعداد آگئی واللہ بكلِ خلقٍ علیم

۱۵ القرآن الکریم ۶/۵۲

۱۵ المستدرک للحاکم کتاب الاحوال ان البحر حار جہم دار الفکر بیروت ۵۹۶/م

۱۵ ج ۲ ص ۱۲

جنگ سے مراد جہنمی یا جہنمی ہے۔ عبد النعیم عزیزی

۱۵ القرآن الکریم ۳۵/۶۴

۱۵ ج ۲ ص ۱۲ وغیرہ

و جان سے جانتا ہے کہ اسے اپنے سر پر ہاشمہ بھر بھی بوجھ نہیں معلوم ہوتا، ذکر ۲۹۲ میں انسان تو انسان ہونے کی بھی جان نہ تھی کہ اتنا بوجھ سہارے، اور سہارنا کیسا محسوس تک نہ ہو، اس کے دو جوتے دیتے ہیں اقول یہ کہ آدمی کے اندر بھی ہوا ہے باہر کی ہوا انسان کو دباتی اور اندر کی ہوا ابھارتی ہے یوں مسادات رہتی ہے اور بوجھ محسوس نہیں ہوتا، باہر کی ہوا نہ ہوتی تو اندر کی جسم کو چاک کر کے نکل جاتی، بیرونی ہوا کے دباؤ میں ضرر کی جگہ نفع دیا۔

اقول اوکلا کہاں یہ جوت بشر کی دو چار مائشے ہوا اور کہاں وہ ۲۹۲ میں پختہ کا انہار کچھ بھی عقل کی کہتے ہو، زمین کی تاغیریت اپنے تیرہ لاکھ گنا آفتاب کی جاذبیت پر غالب آتی ہے، سب سیارے مل کر کہ چاند سے کہہ ڈالیں جتنے زیادہ قوی ہوتے آتے کھینچتے ہیں اور وہ نہیں ہرکتا، چاند کا جذبہ اپنے سے ہر سنگوں زائد جذبہ زمین پر غالب آکر پانی بلکہ خود سارے گڑے زمین کو کھینچ لے جاتا ہے، دو مائشے ہوا چار سو میں ہوا کا بوجھ برابر کرتی ہے کوئی بات بھی شک کرنے کی ہے !

ثانیاً وہ اپنی بوتل کہاں بھرتی، جب ہوا سے خالی کر اندر کا ابھار گیا اور اوپر سے منوں کا بوجھ، بوتل ٹوٹ کیوں نہ گئی، تمہارے تو لے کر کیوں باقی رہی۔

ثالثاً اندر کی ہوا کیا بیرونی ہوا کی غیر جنس ہے اس میں وہاں اس میں ابھارنا کیوں ہے۔
 رابعاً جب ہوا ثقیل ہے اندر کی بھی ثقیل ہے بلکہ آمیزش رطوبات سے ثقیل تر، ثقیل اپنے سے چلے کر ابھارتا ہے، جسم انسانی ہوا سے کہیں بھاری ہے اسے ابھارنا کیا معنی ! واجب تھا کہ اندر کی ہوا بھی جذب زمین سے متاثر ہو کر نیچے کو دباتی مگر اقرار کرتے ہو کہ اوپر کو ابھارتی ہے تو معلوم ہوا کہ جذبہ زمین بھی باطل اور ہوا کا ثقل بھی باطل، بلکہ وہ خفیف و طالع طر ہے۔

دوم یہ کہ ہوا کا یہ بوجھ اجزائے جسم پر مساوی تقسیم ہے لہذا محسوس نہیں ہوتا۔

اقول اوکلا یہ عجیب منفق ہے کہ ایک طرف سے دباؤ تو بوجھ معلوم ہوا اور سب طرف سے دباؤ میں چسپو تو رہتی بھر بھی محسوس نہ ہوا ایک گور کو صرف اوپر سے پھیلی رکھ کر دباؤ تو وہ چپک چپک سے لگا اور منوں میں لے کر چاروں طرف سے دباؤ تو ٹھہر رہا ہے۔

ثانیاً مساوی تقسیم بھی غلط، ہم نے اپنے محاسبات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ ہوا جیسے گہ بخار و عالم نسیم کہتے ہیں اس کا دل سر کی جانب صرف ۵ میل اور دھننے بائیں آگے پیچھے پھرتا تو میل کے قریب ہے

تو ایک طرف سے اگر ۲۹۷ من بوجھ ہے اور اطراف سے ۵۲۴ من ہے پھر مساوات کہاں!
 ثالثاً سب اجزائے جسم پر تقسیم بھی غلط، کھڑے ہونے میں تلووں پر ہوا کا کیا بوجھ ہے اور بیٹھنے میں ایک
 جانب سر سے پاؤں تک کچھ نہیں۔

سابعاً بالفرض کسی تو ایک انسان کے سر کی سطح باہر کزیم سطح بیغی کے قریب ہے کم بیش اتنی اونچ
 ہے اور تھارے نزدیک ایک اونچ کی سطح پر ہوا کا بوجھ ۷۰ سیر تو صرف سر پر ۵۰ من بوجھ ہوا یہ تو اور اجزا
 پر تقسیم نہیں، کیا انسان کا سر ۵۰ من بوجھ اٹھا سکتا ہے، کیا وہ پس کر سر نہ جو جائے گا، نہ کہ اس قدر
 محسوس تک ہو۔ اس جواب دوم کو پانی کی مثال سے واضح کیا جاتا ہے کہ دیکھو دریا میں غوطہ کھادو تو صد ہا من پانی
 اوپر ہے مگر بوجھ نہ معلوم چھ گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ سب طرف سے دباؤ مساوی ہے۔

اقول ہزار ہا تھ گہرے کنویں میں غوطہ کھا کر تھک پہنچے جب بھی بوجھ محسوس نہ ہو گا حالانکہ سارا پانی
 سر ہی پر ہے کہ ٹوں پر صرف بالشت دو بالشت پاؤں پر کچھ نہیں تو وہ جسیر نہیں بلکہ وہ جس کی طرف ابھی ہم نے
 اشارہ کیا کہ قتل اپنے خیز میں اپنے سے ہلکے کو ابھارتا ہے جس کا خود ہیات جدیدہ کو اعتراض ہے و لہذا
 غوطہ خور کو نیچے جانے میں پانی کے ساتھ زور کرنا پڑتا ہے اور اوپر سہولت اٹھتا ہے اور جو خود ابھارے اس کا
 دباؤ پڑتا کیسا مہنی۔ بخلاف ہوا کہ جسم انسان سے ہلکی ہے یہ اگر قتل ہوتی تو اس صد ہا من بوجھ سے ضرور انسان کو
 بیس ڈالتی۔ لڑکے زمین کے قریب ہوا میں ابھی تم نے بھی وزن تسلیم کیا پھر کچھ تو محسوس ہو۔

اقول وہ اجزائے خبار و بخار و دھان و غیرہ نہایت باریک باریک ہوا میں متفرق ہیں تو انسان
 کے سر سے گنتی کے جڑ متصل ہوتے ہیں جن سے زیادہ گرد آلودہ سر پر پڑنے میں ہوتے ہیں جن کا بار اصلاً محسوس
 نہیں ہوتا۔ ان دونوں جمادوں کی غلطی ظاہر ہو گئی۔

اقول یہاں اور مباحثہ و انظار و قیاس ہیں جن کی تفصیل موجب تطویل نہ ہم کو ضرورت نہ دلیل
 ابطال کی حاجت نہ ہم ابطال دلیل کر چکے تو جو دعوے کہ اسی قدر پس ہے کہ دعویٰ بے دلیل باطل و
 ذلیل۔ رہا حقیقت ماننا اس کے لئے شہادت جس کا کافی ہے کہ کسی قدر کثیر حجم کی سروں پر موجود ہے اور
 ہا نہیں ڈالتی بلکہ دلیل اس شہادت کو غلط نہیں کہہ سکتے جیسے جس بصر میں اغلاط ہوتے ہیں، مگر غلطی وہیں
 مانی جاتی ہے جہاں دلیل سے خلاف ثابت ہو بلا دلیل تغلیط جس سے امان اٹھا دیتا ہے تو روشن ہوا
 کہ ہوا کو خفیف ہی کہا جائے گا اور اس کا قتل ماننا باطل۔

(۱۹) ہوائے تجارت یعنی مقامی ہوا کہ خط استوا میں ہمیشہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے اور عرض شمال میں شمال اور جنوبی میں جنوب سے خط استوا کی طرف مائل ہوتی ہے اور بحر اوقیانوس میں ہمیشہ سواحل عرب شرقین کی موازات کا لحاظ رکھتی ہے اور تجارت کے لئے کمال نافع ہے اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ خط استوا پر حرارت شمس زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں کی ہوا ہلکی ہو کر اوپر چڑھتی ہے اور قطبین کی ہوا تبدیل کے لئے یہاں آتی ہے خط استوا پر حرکت زائد ہے کہ مدار بڑا ہے جتنی تیز حرکت یہاں ہے ہوا کہ طرفین سے اتنی تیز حرکت نہ کرے گی تو اس کی گردش زمین کے برابر نہ ہوگی بلکہ زمین اس کے اندر گردش کرے گی اور مشرق کو زیادہ بڑھ جائے گی ہوا مغرب کی طرف پیچھے نہ جائے گی لہذا خط استوا پر ہوا شرقی ہوگی یعنی مشرق سے مغرب کو جاتی معلوم ہوگی۔ ہوا کی قطبین سے خط استوا کی طرف تبدیل کے لئے پہل شمالی سیدھی جنوبی نہیں رہتی بلکہ جنوبی مغرب کی ہوا جاتی ہے اور جنوبی سیدھی شمالی نہیں رہتی بلکہ شمالی مغرب کی کہ وہ خط استوا کے قریب اتنی تیز رفتار نہیں کر سکتی تو زمین کا وہ حصہ نکل جائے گا اور شمالی ہوا کا رخ بجائے جنوب جنوب و مغرب اور جنوب کا بجائے شمال شمال و مغرب کو ہو جائے گا۔

اقول تبدیل کیا واجب ہے اور خلا تصادمے نزدیک محال نہیں ہو رہا ہیں کیوں اُلٹ چلت ہوتی ہیں۔

(۲۰) زمین کے اگر ابتدائے آفرینش میں جامد ہوتی اور اپنے محور پر ٹھومتی تو خط استوا پر پانی کے سبب یکساں رہتی مگر پانی سیال تھا اور خط استوا پر حرکت سب سے زیادہ تو اسی طرف پانی کا جھرم ہوتا اور قطبین جہاں حرکت نہیں پانی سے کھل جاتے لیکن ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ زمین ابتدا میں جامد نہ بنائی گئی۔

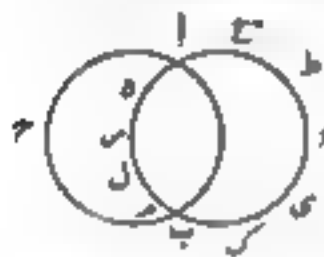
(۲۱) زمین خط استوا پر اونچی اور قطبین کے پاس چوٹی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اول میں سیال ہی بنائی گئی تھی تیزی حرکت کے باعث خط استوا پر اُس کے اجزاء زیادہ چڑھ گئے اور قطبین کے پاس کم ہو گئے، حدائق میں ان دونوں مضمرات کو یوں بیان کیا زمین کی محوری حرکت سے ضرور تھا کہ گراؤ آب شعلی شکل ہوتا کہ حرکت مستدیرہ میں جسم لطیف حرکتے متوازن ہوگا اور جہاں تیزی حرکت ہے وہاں زیادہ جھرم ہوگی شکل ہوا جائے گا اگر زمین ابتدا میں صلب ہوتی مواضع خط استوا فرق آب رہتے حالانکہ وہاں اکثر خشکی ہے، تو معلوم ہوا کہ زمین خود ہی شعلی ہے یعنی ابتدا میں سیال تھی حرکت محوری کے سبب یہ شکل ہو کر اُس کے بعد منجمد ہوئی اور

۱۷ ج ۹ ص ۱۷ ط ۱۳ ۱۲ ج ۹ ص ۱۷ ط ۱۳ ۱۱ ج ۹ ص ۱۷ ط ۱۳

۱۷ ج ۹ ص ۱۷ ط ۱۳ ۱۲ ج ۹ ص ۱۷ ط ۱۳

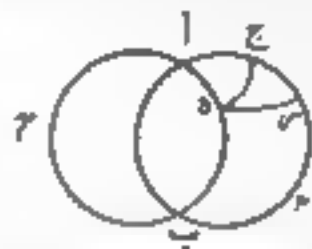
اسی کو شروع حلیقہ سوم میں تمام سیارات پر یوں ڈھالا کہ حرکتِ خفیفہ قطبین پر اصل نہیں ہوتی پھر چڑھتی جاتی ہے اور منطقہ پر سب سے زائد تیز ہوتی ہے اور طبعیات میں ثابت ہے کہ حرکت موجب حرارت جاذب و طوابعات تو ضرور ہو اگر قطبین ہے اجزا مختلف ہر کہ منطقہ پر چمچ ہو جائیں اور قطر استوائی محور سے بڑا ہو اور یہ تقریر تافریت سے دور اور قبول سے نزدیک ہے اگر سیارات کا میال ہونا ثابت ہوتا۔

(۲۲) دونوں نقطہ اعتدال ہر سال مغرب کو ۵۰۶۲ ہٹتے جاتے ہیں اسے مبادرت اعتدالین کہتے ہیں، یہ ہٹنا صحیح ہے جس کی وجہ ہیات قدیم میں فلک البروج کا بربط معدلی مشرق کو آنا ہے یہ نقطہ تقاطع مغرب میں رہ جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا نقطہ قائم ہوتا ہے۔ لہذا نقطہ تقاطع معدل النہار سے شخص سے ہے اور فلک البروج سے فوجی کہ منطقہ کی حرکت شرقی کے سبب معدل کے اُس نقطہ پر منطقہ کے مختلف نقطے آتے رہتے ہیں ا ح ب معدل النہار ۱ ب فلک البروج معدل کی حرکت کہ مشرق سے مغرب کو ہے اس میں آ منطقہ بھی اُس کا تابع ہے اس سے کوئی تفاوت نہ ہوگا لیکن منطقہ ہی ذاتی حرکتِ خفیفہ مغرب سے مشرق کو رکھتا ہے آج تقاطع نقطتیں ا ب پر ہے



اب منطقہ کا نقطہ ا حرکت کر کے ہ پر آیا تو ضرور نقطہ ح کہ اس سے مغرب کو تھا ا کی جگہ آئے گا اب ح پر تقاطع ہوگا جو اسے مغرب کو تھا جب ح چل کر ا کی جگہ آئے گا ط کہ اس سے مغرب ہے محل تقاطع پر آئے گا یونہی جب ا محل ہ پر آیا ضرور ہے کہ ب بڑھ کر ک کی جگہ آیا اور اب ۶ کہ اُس سے مغرب کو تھا ب کی جگہ تقاطع پر آیا جب یہ ک کی طرف بڑھا لیکن اس سے مغرب کو تھا تقاطع کیا یوں ہر روز تقاطع منطقہ کے دونوں نقطوں پر منتقل رہے گا جس کی مقدار روزانہ تقریباً مثلث ثانیاتی گئی ہے کتنی صاف دہر ہے جس پر عقلاً کچھ ہنسا نہیں لیکن ہیئت جدیدہ کو تو ہر چیز جا ذہبیت کے سر منہ صحن بنے خواہ نہ بنے اسکی وجہ یہ بتائی ہے کہ زمین خط استوا پر پھولی ہوئی ہے تو شمس و قمر کا بربست اور اجزائے زمین کے اس چھتے پر بوجہ قُرب جذب زائد ہے آفتاب اس کے ہر جز کو منطقہ البروج کی طرف کھینچتا ہے اور وہ جز زمین کی حرکت محوری سے اُسی چھتے کے ساتھ جانا چاہتا ہے، لہذا دونوں سمتوں کے بیچ میں بڑھتا ہے اور سارا چھلا اسی شمشک میں ہے لہذا منطقہ البروج سے تقاطع کے نقطے اب آگے مغرب کو پڑتے ہیں اور یہ فعل مستمر رہتا ہے مگر جب آفتاب نقطتیں اعتدال پر ہو جیسے مارچ ستمبر میں کچھ دیر تو اتنی دیر البتہ یہ فعل

باطن ہوگا کہ خط استوا یہاں خود ہی دائرۃ البروج سے متحد ہے تو ایک دوسرے کی طرف کھینچے گا کیا؟ اور سب سے
زائد اس وقت ہوگا جب آفتاب مدار میں ہو یعنی راس السرطان و راس الجدی پر اور اس میں بوجہ قریب قمر
کا فعل شمس سے زائد ہے یعنی ۶۰ اور چند شطر بعد کہا تقریباً ۵۰ مجموعہ جذب نیروں سے احتسابیں ۱۰۰۰ ہر سال
ہٹے ہیں مگر اور سیاروں کی جاذبیت اُن کے فعل کی ضد ہے وہ مبادرت کو ۲۱۰۰ گھٹاتی ہے لہذا ۵۰۰۰۰ رہتی
مبادرت کی تصویر یہ ہے



معدل کے مثلاً نقطہ کہ
نوری سے اسکی دائرۃ
تقاطعوں کے تجاذب سے

کے پنج میں ہو کر ح کی طرف بڑھے گا اور اب ا کی جگہ اور نقطہ کہ اس سے مغربی تقاطع قطع ہر جائیگا۔
اقول یعنی کہ ح کی طرف بڑھائیں تو نہ ہوگا کہ چھٹے سے نکل کر خط ح پر بڑھ جائے بلکہ سارا
ہی چھٹا اس طرح بڑھے گا کہ ا و ح سے قریب ہو جائے اور ا و ح سے تو ا اپنی اس جگہ سے باہر
نکل جائے گا اور اس کی جگہ اُس کے بعد کا نقطہ ح کی طرف قریب کے نقطہ سے مل کر تقاطع پیدا کئے گا لہذا
نہیں کہ معدل کا وہی نقطہ ہٹ کر تقاطع کرے کہ جذب کے سبب جست کر کے اونچا ہو گیا ہے تو یہاں ا کے
قابل خاصہ نہ رہا، لاجرم ا آگے نکل گیا اور اس کے پیچھے کا نقطہ محل تقاطع ہوا اور اب یہ شکل جو گ
اپنے نقطہ تقاطع تجاذب ہر کہ کی جگہ آیا خط استوا کا حصہ ا اب حصہ آقا ہوا
آ موضع تقاطع سے آگے نکل گیا اور تقاطع منطقہ کے نقطہ ا سے پیچھے ہٹ کر مغرب
کر پڑا تو اب ط نقطہ تقاطع ہوا کہ ۲ سے نسبت ۱۰ سے پہلے تقاطع کے قریب ہے
تو اُن کے طور پر تقاطع دائرۃ البروج و معدل النہار یعنی خط استوا دونوں سے نوری
ہے اس کا نوری ہونا تو ظاہر کہ تقاطع منطقہ کے اجزائے طریقہ پر مشتمل ہے اور اس کا یوں کہلے جاذبیت
نے بڑھایا اور پہلے نقطہ کو قائم نہ رہنے دیا ان کے طور پر مغربیت کہیں ٹھکی۔



اقول اسے ہر اپنے طریقے پر توضیح کریں اگرچہ دو نصبت باوائے افق و زیرانی کے اعتبار سے مشرق و
مغرب کی تعبیر بدلتی ہے۔ ہمارا مشرق امریکی کا مغرب ہے اور ہمارا مغرب اُس کا مشرق، مگر قرانی بروج تبدیل نہیں
اور وہ ہر جگہ مشرق سے مغرب کو ہے۔ محل جہاں ہو تو اس سے مشرق میں ہے کہ اُس کے بعد طالع و غار سب ہوگا

اور حوت مغرب میں کہ پہلے نوشی ہر جگہ میزان سے مغرب خرقی اور سنبلہ غربی تو جو چیز توالی بروج پر انتقال کرے مثلاً قمل۔ ثور میں آئے یا راس الحمل سے قمل کے دوسرے درجے میں وہ مغرب سے مشرق کو جاتی ہے اور جو چیز خلافت توالی متحرک ہو مثلاً قمل سے حوت کے ۲۰ سے ۲۹ میں وہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے۔ اس شکل میں اگر اُشراق مشرق پر راس الحمل ہے تو ضرور اطح س الح حوت دلو، جدی الخ ہیں خواہ اس قوس بالائے افق ہو کہ یہ اُس سے پہلے طلوع کرتے ہیں یا قوس زیر افق کہ اب آ کہ دلو کا مشرق ہی ہمارا مغرب ہے اور حوت دلو جدی الخ اُس سے پہلے غروب کرتے ہیں اور اگر مشرق پر راس المیزان ہے تو ضرور بوجہ مذکور دونوں صورتوں میں اطح س الح سنبلہ آسہ سرطان الخ ہیں اب اگر اکی جگہ نقطہ تقاطع ہوا، پہلی صورت میں راس الحمل اپنی جگہ سے ہٹ کر حوت سابق کا کوئی حصہ راس الحمل ٹھہرا اور دوسری صورت میں راس المیزان ہٹ کر سنبلہ سابقہ کا کوئی نقطہ راس المیزان ہو اب ہر حال نقطہ اعتدال خلافت توالی پر پڑے گا تو مغرب کو بٹا، دھو المقصود۔

تم مجھے کریں باذیت کے ہاتھوں مبارک بنی، اب زد ہونے،
فاقول اولاً ایک سہل سوال تو پہلے یہی ہے کہ شمس کا جذبہ صرف خط عمود پر نہیں بلکہ تمام اجزائے مقابل پر ہے اگرچہ موقع عمود پر زیادہ اور ظاہر ہے کہ چھتے کے اجزاء اگرچہ ایک سمت میں نہیں کہ قوس کے ٹکڑے ہیں مگر ان کی سمتیں قوس انتظام میں منتظم ہیں ان پر جذب کے جو خطوط آئیں گے ان کی سمتوں کا اختلاف اور رنگ کا ہونا اور مختلف زاویے بناتے آئیں گے ہر جز اپنے زاویے کے بیچ میں نکلے گا جو قوسی انتظام میں منتظم نہیں تو کیا وجہ کہ اجزاء متفرق ہو جائیں اس کا ثبوت تمہارے ذہن ہے کہ ان کا نکلنا ایسے ہی تناسب پر ہو گا کہ چھٹا بدستور برقرار رہے۔

ثانیاً جب عمود و مخروط کا بھی فرق اور قرب بھی مختلف، لا جرم جذب مختلف تو تاثریت مختلف تو چال مختلف تو احسن از مشرق اور چھٹا منتشر۔

ثالثاً وسط کے جز پر سب سے زیادہ جذب ہے اور دونوں پہلوؤں پر بتدریج منقص تو واجب کہ چھٹے کا جز۔ اوسط سب سے زیادہ اپنے محل سابق سے تباہ ذکر ہے اور دونوں طرف کے اجزاء اخیر تک بتدریج کم تو موضع تقاطع کے دونوں جز اپنے محل سابق سے بہت کم بٹے ہوں اور باقی کا بقصد بڑھتا جائے یہاں تک کہ جز اوسط سب سے زیادہ اپنی پہلی جگہ سے دور ہو جائے مگر یہاں یہ ناممکن بلکہ اس کا عکس واجب کہ جب دونوں دائروں کا نقطہ تقاطع پیچھے بٹا ہے تو خط استوا کی اب جو وضع ہوگی وہ پسینی وضع سے قطعاً وسط میں متقاطع ہوگی۔

راس الحمل ج پر ہوا تو واجب کہ
کونے والی قوس یقیناً قوس سابق آ ب
کو محل تقاطع کے اجزا اپنی جگہ سے
یہاں تک کہ وسط پر اصلاً نہ رہا
تھا تو جاذبیت سے مبادرت ماننا



مثلاً راس الحمل ب راس المیزان تھلا
راس المیزان ۶ پر ہو ج ۷ کو وصل
سے وسط میں تقاطع کرے گی تو ثابت
ہست زیادہ ہے اور پھر بُدب گھٹا گیا ،
بالکل اُٹس کا عکس جو جاذبیت کا مقتضی
جمل محض ہے ۔

مما بعداً جذب نیرین کا اثر ہمیشہ متوافق ماننا جہاں ہے بلکہ کبھی متوافق ہوگا جیسے اجتماع میں اور
اُس وقت مبادرت بہت سریع ہونا چاہئے کہ دسوں حصے ایک طرف کھینچ رہے ہیں اور کبھی متعارض ہوگا کبھی
متعارض جیسے اس شکل میں
اٹا پر جانا چاہتا ہے اور قوس
جانا ہوگا اور قمر کا پکڑش
بُعد قمر کے کبھی جذب اس نسبت
ضعیف ہوگا کہ قمر شمس کا اثر
اس پر تین مختلف اثر ہیں کمال تعارض اگر جذب نیرین ساقط ہو سیدھا اٹا پر جائے گا مبادرت ہوگی ہی نہیں
یکمال تعلق اگر سست معتد بہ نہ رہے اگر وہ آخر شمس سے قاطع ہو جائے اور اثر قمر قاطع پر وہ نہ ان تینوں
کے سوا چوتھا خط نکالے گا بطور مبادرت کی چال ہرگز ختم نہ ہوگی حالانکہ اتفاقاً ارماد ختم ہوگا ۔



خاصاً جاذبیت دیگر سیارات کا مبادرت کو گھٹانا تو ہی ہو سکتا ہے کہ نیرین احتدالین کو جانب
غرب بڑھاتے اور یہ جانب شرق پھینکتے یا مطلقاً حرکت سے روکتے ہوں ثانی تو بدبیش باطل کہ روکنا کار جاذبیت
نہیں اور اول یعنی تقاطع کا کسی ایسے نقطہ منقطع پر لے جانا جو پہلے نقطہ سے مشرق کو ہو اُسی حالت میں متصور
کہ وہ نصف شمالی میں خط استوا سے جنوب کو ہوں یا نصف جنوبی میں شمالی کو کہ اس صورت میں سیارہ ۲
وہ آ کی طرف جانا چاہے گا اور خط
کے بدلے سے تقاطع ہوگا جو ہائے
آ کے آگے اور اس سے شرقی ہے
ان کا میل شمالی اور جنوبی میں جنوبی
اوقات سیارات اس میں نیرین کے



مصل کے نقطہ آ کو اپنی طرف کھینچے گا اور
ج ۷ پر نکل کر منقطع سے دور ہوگا اور آ
بیان سابق کے مطابق قوالی ہر دو پر
سیارات میں ایسا نہیں نصف شمالی میں
ہوتا ہے اور برعکس بھی ہو تو نادر تو اکثر

موافق ہی ہوں گے نہ کہ حد نقطہ خط استوا کے آگے بڑھنے میں کچھ رکاوٹ پیدا کرنا بہادرت کو غریبی سے شرعی کرنا چاہیے کہ وہ منطق سے قریب ہوتا ہوا جتنا بھی بڑے بہر حال بہادرت غریب ہوگی۔

سادہ مشافہہ کیجئے کہ یہ نادر نہیں تو ہمیشہ کے لئے ہمیشہ عکس ہی لازم کہ نصف شمالی میں اُسی کا میل دامنہ جزئی ہو، اور جزوی میں دامنہ شمالی، اور یہ قطعاً باطل۔

سابعاً قرب قر سے اس کی جاذبیت اتنی ہونے کا رد ایک ثابت نہ کی وجہ چہارم میں گزارا۔
ثامناً مدارین پر عمل اتنی ہونا عجیب سے یعنی غایت بعد پر جذب اتنی اور جتنا قرب ہوتا ہے اسے اضعف۔

تاسعاً حلقہ استوائی کا ہر جزو ارتفاع اقرب ماننا بھی عجیب ہے ایسا کتنا فرق ارتفاع ہے قطب سے خط استوا تک تقریباً ۱۲ میل کا تو فرق ہے اور مدار سے خط استوا تک ۶۳ درجے ۲۰ دقیقے ہیں کہ ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ میل سے زیادہ ہوئے شمس جب مدارین میں ہرگز قریب کے مداروں کو کھینچنے لگایا پونے تین کروڑ میل سے زائد بیچ میں چھوڑ کر صرف ۱۲ میل بلندی کو جا کر کڑے گا۔

عاشرناً اب واجب ہے کہ جب شمس مدار صیفی میں ہو تمام مدارات کو کہ اس سے جانب جنوب ہیں شمالی ہوں خواہ جنوبی مع خط استوا سب کو جانب شمال کھینچے اور باقی تمام مدارات یعنی قطب شمالی تک ان کے موازی دائروں کو جانب جنوب۔ یوں ہی جس مدار پر منتقل ہو اسے چھوڑ کر اس سے شمالیوں کو جنوب اور جنوبیوں کو شمال کی طرف جذب کرے یہاں تک کہ خط استوا پر آئے اب اسے چھوڑ کر تمام شمالیات کو جنوب اور جمیع جنوبیات کو شمال کی طرف لئے جب اس سے جنوب کو چلے سب شمالیات و خط استوا کو جانب جنوب کشش کرے باقی کو جانب شمال، غرض نہ خط استوا بلکہ زمین کا ہر چھوڑا اس کے موازی ہے جانب شمس کھینچے مدار صیفی سے باہر جتنے چھوٹے ہیں سب ہمیشہ جنوب کو بڑھیں اور مدار سشتوی سے جتنے باہر ہیں سب ہمیشہ شمال کو تو زمین قطبین پر سے روز بروز خالی ہوتی جائے اور مدارین کے اندر چھوٹے ہیں وہ ہمیشہ برومات میں رہیں کسی جنوب کو ہٹیں کسی شمال کو، ایکھو کیا اچھی بہادرت اعتدالین بنی۔

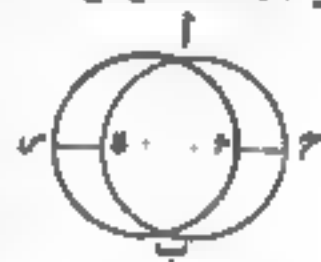
حادی عشر خط استوا پر فعل باطل ہونے کے کیا معنی، اب منطق کی طرف نہ کھینچے اپنی طرف تو کھینچے گا تو ہم کر تعلق کا نقطہ تعلق چھوڑ کر نہ صرف آگے بڑھے بلکہ اونچا ہو جائے۔

ثانی عشر یہ اپنی طرف کھینچنا خط استوا ہی پر نہیں بلکہ ہر مدار پر ہو گا دن کو اور صبح کے نقطے کو اونچ

کرے گذرات کو اُدھر کے نقطے کو تو لازم کہ باہرین المذاریع زمین بہت اونچی ہو جاتی اور قطر استوائی پر سال زیادہ ہوتا جاتا اور شکل زمین ہمہ روز نمایاں ہوتی ہے۔ یہ ہے تمہاری جاذبیت اور اس کے ہاتھوں نظم مہارت۔

(۲۳) میل کی ہمیشہ کم ہوتا جاتا ہے زمانہ اقلیدس میں ۲۲ درجے تھا اس لئے اُس نے مقدار رابعہ میں دائرے میں ۱۵ ضلع کی شکل بنانے کا طریقہ لکھا اور اب ۲۴، ۲۲ ہے اس کی وجہ بھی وہی بتائی کہ آفتاب خط استوا کے چھتے کو منطقہ کی طرف کھینچتا ہے اصول الیاء میں اس پر یہ طرہ بڑھایا کہ نصف چھتے کو چھ آفتاب سے قریب ہے منطقہ سے نزدیک کرتا ہے اور دوسرے نصف کو دور مگر اُس کی دوری اُس کی نزدیکی سے کم ہے لہذا قریب ہی بڑھتا ہے اور پھر گئے گا بھی، ان نصفوں میں فاصل وہ خط ہے کہ دونوں نقطہ اعتدال میں داخل ہے وہ اس دوری کا محور ہے۔

اقول اولاً جب دو غلیبے مثلاً ا س ب، ا ح ب متقاطع ہوں اور اُن کا تقاطع نہ ہو گا مگر نصف پر ہر نصف متعصب پر ان میں خایت بُعد ہو گا جسے میل کی ونبہ اعظم کہتے ہیں جیسے ح و ا، ک و س اور یہ قوس اس زاویہ آ یا ب کا قیاس ہوگی اور بڑا ہڈ و دونوں زاویہ ا ح ب، ک و س متساوی ہیں تو وجہاً ح و ک، ک و س دونوں قوسیں برابر ہیں تو محال ہے کہ ایک نصف مثلاً ا ح ب کو ا ع ب سے قریب کرے اور دوسرے نصف ا ق ب کو ا س ب سے بعید بلکہ جتنا ایک ا دھر کے نصف سے قریب ہو گا وجہاً ا س ب ہی دہرا نصف دوسرے نصف سے قریب تر ہو جائے گا ورنہ دائرے کا دیکھئے ہو جاتیں گے۔



ثانیاً اس قریب و بعید کرنے میں تفاوت کے کیا معنی !
ثالثاً چھتے کے دونوں نصف ہر روز آفتاب سے قُرب و بُعد بدلتے ہیں دن کو چھ نصف قریب ہے شب کو بعید ہو گا و بالعکس تو دن کا مل رات میں باطل رات کا مل دن میں زائل اور سال بھائی میل کی کمی غیر حاصل۔

سابعاً کیا دلیل ہے کہ مل کو ایک زمین کے بعد منعکس ہو گا اور میل کہ گھٹتا ہوتا ہے پھر بڑھنے لگے گا یا جو منہ پر آیا دھڑکی کر ڈالا یہاں تک کہ لکھ دیا کہ ابد الابد تک یونہی کبھی گھٹتا کبھی بڑھتا رہے گا۔

خاصاً کبر، مبادرت دونوں متکازم اور ایک علت کے معاذل ہیں جب کبر منطکس ہوگا اور میل بڑھے گا ضرور خط استوا منقطع سے دور ہوتا جائے گا اور تقاطع غرب سے شرق کو آئے گا کبھی ایسا سنا یا قدیم و جدید میں کسی کا ایسا زعم ہوا یا تمکلات بے سرو پا ہی کا نام تحقیق جدید ہے۔
(۲۴) مرکز شمس تحت حقیقی ہے جو اس سے قریب ہے نیچے ہے اور بعید اوپر۔

اقول یہ مضمون ہیئت جدیدہ سے بوجہ ثابت،
اولاً صاف تصریح کہ شمس کی بغیر حقیقی ہے باقی سب اضافی، ہر ایک بقدر اپنے ثقل کے مرکز شمس سے قُرب چاہتا ہے اور اُنس سے زیادہ قُرب سے بھاگتا ہے مع اس اقرار کے ثقل کا کام ہائیب زیریں کہینا ہے، تو روشن ہوا کہ مرکز شمس ہی تحت حقیقی ہے۔

ثانیاً ہماری طرح یہ بھی زہرہ و عطارد کو سفلیین اور مریخ و مافوقہ کو علویات کہتے ہیں ہمارے طور پر تو اس کی وجہ صحیح و ظاہر ہے کہ مرکز زمین تحت حقیقی ہے زہرہ و عطارد اُس سے قریب ہیں اگرچہ اپنے بعد اجد پر ہوں اور مریخ و مافوقہ بعید اگرچہ بعد اُردق پر ہوں لیکن ان کے طور پر یہ نہیں جنتی کہ ہیئت جدیدہ کے زلم میں بارہ مریخ زمین سے قریب اور زہرہ و عطارد دور ہوتے ہیں زیکیات سنویر یعنی الکونون میں دیکھے گا کہ ہر جاکھنے کہتے دی زمین سے بعد مریخ کے نوکار ثم میں عدد صحیح ۹ ہے کہ کسر محض ہوئی اور زہرہ و عطارد میں صفر کہ احاد صحاح کا مرتبہ ہوا۔ سب میں زیادہ تفاوت کا مقام وہ ہے کہ دونوں شمس کے ساتھ قرآن املی میں ہوں اور مریخ مقابلے میں اس صورت پر
قریب ہوگا اور زہرہ و عطارد دور ہیئت
عطارد کا بُعد اعظم ۱۳۵۶۳۱۰۴۹ تیرہ کروڑ میل
۱۵۹۵۵۱۴۳۹ سورہ کروڑ میل کے قریب
۲۶۳۸۸۹۸۵ کہ پونے تین کروڑ میل بھی
ہو تو لازم کہ بارہ مریخ نیچا اور زہرہ و عطارد اوپر ہوں، حالانکہ ایسا نہیں، لاجرم مرکز شمس کو تحت حقیقی یا کہ زہرہ و عطارد ہمیشہ اسی سے قریب ہیں اور مریخ بعید۔



ثالثاً صاف تصریح ہے کہ زہرہ و عطارد کا مدار زمین کے اندر ہونے کے سبب ان کو سفلیین

کھتے ہیں اور مریخ وغیرہ کا مدار مدارِ ارض سے باہر ہونے کے باعث اُن کو علویات۔ ظاہر ہے کہ یہ علو و سفلی اصنافی ہیں یعنی زہرہ و عطارد کا مدار اندر ہونے کے سبب تحتِ حقیقی سے نسبت مدارِ ارض نزدیک تر ہے اور مریخ وغیرہ کا دور تر کھل گیا کہ اُن کے نزدیک مرکزِ شمسی ہی تحتِ حقیقی ہے یہ ہے حیاتِ جدیدہ اور اُنس کی تحقیقاتِ جدیدہ تمام عقائدِ عالم کے خلاف اس نمبر کا پورا حرح فصل سوم میں لکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۵) غلامکس بلکہ واقع ہے بذریعہ آکسی طرف یا مکان کو ہوا سے بالکل منسلک کر لیتے ہیں۔

اقول یہ ان کا مضموم جا بجا ہے، آکسائیڈریمپ کا ذکر نمبر ۱۸ میں گزرا، فلسفہ قدیم غلامکس محال مانتا ہے، ہمارے نزدیک وہ ممکن ہے مگر زرافات و سترافات وغیرہ کی شہادت سے عادتِ محال اور ہوا بہت متخلخل جسم ہے کیا دلیل ہے کہ بذریعہ آکسائیڈریمپ نکل جاتی ہے جو قدیل متخلخل ہو کر سارے مکان کو بھر دیتا ہے جو بوجہ قلتِ قابلِ احساس نہیں ہوتا۔ نیوٹن نے کہا اگر زمین کو اتنا دباتے کہ مسام بالکل نہ رہتے تو اُن کی مسامت ایک انچ کھسب سے زیادہ نہ ہوتی جب یہ غنیمت کہ جس کی مسامت دو کرب انسٹارپ تینتالیس کوڑھیاں فوے لاکھ ساٹھ ہزار سے زرافہ پیکاری، سترافہ پیکاری۔ اس کا تنگ نہ اور نیچے باریک سوراخ پانی بھر کر اوپر اٹھوٹھے سے دھالو پانی نیچے دگرے گا کہ ہوا کے جانے کی کوئی جگہ نہ ہوگی پانی گرے تو غلامکس لازم آئے، اٹھوٹھا اٹھا لو داسب گرے گا کہ نیچے سے جتنا پانی نکلے گا تو پر سے اتنی ہوا داخل ہوگی، ڈاٹ پیکاری کے نختے تک دبا کر پانی پر رکھ کر کھینچو پانی چڑھ آئے گا کہ ڈاٹ کے نکلنے سے جگہ خالی ہوگی اس غلامکس بھرے اور جب پانی بھر جائے اور ڈاٹ سے منہ بند ہو جھکانے سے پانی دگرے گا جیسے نیچر سے نہ کرنا تھا کہ غلامکس لازم آئے، مدتِ نبوتی میں ایک مشہور طبیب کے یہاں دھوٹا گرمی کا موسم تھا حقہ بھر کر آیا غنیمت تھی دھواں دیا میں نے اسے کہا تازہ کہ دھواں دینے لگا۔ میں نے حکیم صاحب سے وجہ پوچھی، کچھ نہ بتائی، میں نے کہا جب نئے خشک تھی مسام کھلے ہوئے تھے پینے کے جذب سے جتنی ہوا نئے کے اندر سے منہ میں آتی اُس کے قریب باہر کی ہوا مسام کے ذریعہ سے نئے کے اندر آجھاتی جگہ بھر جاتی اور دھوئیں تک جذب کا اثر نہ پہنچا تازہ کرنے سے مسام بند ہو گئے اندر کی ہوا پینے سے کھینچی اور باہر کی آندھسکی لا جرم غلامکس بھرنے کو دھواں نئے میں آیا ۱۲ منہ خضر۔

بلکہ ط ص ۱۲

ص ۱۲ میں اس سے بھی زائد بتائی دو کرب ساٹھ ارب انسٹارپ کوڑھیاں فوے لاکھ میل گرمی نے مقرراتِ جدیدہ پر حساب کیا تو اس قدر آئی ہم نے اپنے رسالہ الہی النہیر میں ذکر کیا ہے کہ (باقی برصغیر آئندہ)

میں کل حج ۱۱۰۵۹۲ ذرے۔ اگر کئے اجزائے دیمقراطیسیہ بال کی نوک سے چھوٹے ہیں تو قطر میں ۶۰ نہیں بہت ہیں۔
اقول ایسے کتنے بہت ہیں ایسے کتنے چھوٹے ہیں ذہنی تقسیم میں کلام نہیں جس پر کہیں روک نہیں ایک
 خشکاش کے دانہ پر دائرہ عمیقہ کے واسطے ۳۶۰ درجے ۶۰ ہر درجے کے ۶۰ دقیقے ۶۰ ثانیے
 یوں ہی عاشرے اور عاشرے کے عاشرے تک جتنے چاہئے حساب کر لیجئے کیا یہ جس میں متناہز ہو سکتے ہیں ،
 یہ فلک کسی جسے تم دائرہ زمین کہتے ہو جس کا محیط دائرہ ۵۸ کروڑ میل سے زیادہ ہے۔ ہم فصل اول میں ثابت کر چکے
 کہ اس کا عاشرہ ایک بال کی نوک کے سوا لاکھ حصوں سے ایک حصہ ہے تقسیم جتنی میں کلام ہے جس کا انتفا
 اجزاء دیمقراطیسیہ میں لیا گیا ہے اور شک نہیں کہ بال کی نوک کا پچاسواں حصہ بھی جتنا جدا نہیں ہو سکتا تو
 جو دیمقراطیسی زیادہ سے زیادہ ایک ذرے میں پچاس رکھ لیجئے ، نہ سہی ہر بال کی نوک میں ۱۳۲ حصہ
 کیجئے اب تو کوئی گھڑ نہ رہا اور کاسے میں آتش بدستور جب ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر تھا
 اب ہر ذرہ دوسرے سے میل میل بھر کے فاصلے پر ہوا اب کیا اس کا قطر بال کی ۶۰ نوک سے بڑھ جاتا ایک نوک کے
 حصے کتنے ہی ٹھہر لو کیا زمین محسوس ہو سکتی اب کیا جسم احد بھی جاتی اب کیا اس پر کھڑا ہونا یا مسکان ممکن ہو جاتا اب کیا اُدھر کی
 آبادی اُدھر نظر نہ آتی ، اب کیا چاند سورج یا کوئی تار افروہ کر سکتا ہر ذرہ جو میں ایک میل کا فاصلہ کیا
 کم ہے ، ملاحظہ ہو یہ ہیں ان کی تحقیقات جدیدہ اور یہ ہیں ان کے اتباع کی خوش اعتقادات کہ قبوح کیسی
 ہی ہے عقل کا ذہیان لکھ جائے یہ امتا کئے کو موجود۔

انہی میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ صحت کی تمام تر کوشش کے باوجود
 (۲۶) آسمان کچھ نہیں فضا کے خالی نامحدود وغیرہ تنہا ہی ہے ایک پتھر کہ پھینکا جائے اگر جذب
 زمین و مزاحمت ہوا وغیرہ نہ روکیں تو ہمیشہ یکساں رفتار سے چلا جائے کبھی نہ ٹھہرے زمین کو کشش آفتاب
 حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ مساوی حرکت سے سیدھی ایک طرف چل جاتی۔ یہ اُن کی خام خیالیاں ہیں۔ آسمان پر
 ایمان ہر آسمانی کتاب مانتے والے پر لازم اور بُند موجود قطعاً محدود لاغتہا ہی ابعاد و طول قاطع سے مردود۔
 (۲۷) اگلے تو غلطی میں پڑ کر وجود فلک کے قائل ہوئے اور ہم گھیلے (یعنی) بیات جدیدہ والے
 اگرچہ آسمان نہیں مانتے پھر بھی حسابی غلطیوں اور ہندی غلطوں کے رفع کے لئے ان تمام حرکات و دوائر
 کو انھوں کی طرح ایک کڑہ کے مقعر میں مانتے ہیں جو مانتے نظر راہد پر ہے اور اسی کامرکز مرکز زمین۔

اقول اولاً یہ اقرار غنیمت ہے کہ بے آسمانی کُرہ مانے حساب میں غلطی اور ہندسی اعمال میں غلطی پڑتی ہے مگر یہ منطقی زوالی ہے کہ وہی غلط ہے جس کے ماننے سے غلطیاں رُفح ہوتی ہیں۔

ثانیاً تمام عقلا تو ان دوائر کو آسمانی کُرہ کی محسوس پر مانتے ہیں مگر یہ انہیں کیونکر راست آتا کہ فضائے نامحدود کا محسوس کہاں، لہذا مقولہ آں اس کو بھی تجدید و تکرار وہ انتہائے نظر راہد سے لی، تحدید تو اب بھی نہ ہوتی، راہدوں کی نظری مختلف ہیں، اور سب سے تیز نظر کا لیا جائے تو آٹھے آلات ہیں اور ان کی قوتیں مختلف، سب سے قوی قوت کا لیا جائے تو اس کی بھی حد نہیں روز نئے آلے ایجاب ہوتے ہیں۔ نگاہ مجرہ ہو یا مع آں اس کی اپنی انتہا اس مقبوعہ پر ہے جسے ہیئت قدیر نہایت عالم نسیم کُرہ بخیر کہتی ہے اور حد یہ ایک شخص جو ہم مد نظر اور حقیقت میں وہ اس آسمان و دنیا یعنی ملک قمر کا مقعر ہے اس کے بعد روشن اجرام نہ جوتے تو کچھ نظر نہ آتا اور روشن اجرام زاویہ باہر جانے کے لائق بُعد پر کتنے ہی دور لئے جائیں نگاہ اُن تک پہنچنے کی واقع میں کوئی حد نہیں، ہاں یہ کہے کہ کل جب تک یہ آلات نہ نکلے تھے جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی اُس بُعد پر یہ مقعر و دوائر بنتے تھے آلات بن کر ان سے زائد پر جوتے اور جو آلہ قوی تر ایجاد ہوتا گیا یہ کُرہ عالم اونچا ہوتا گیا اور آئندہ یوں ہی ہوتا رہے گا حد بندی کچھ نہیں کیونکہ حساب و ہندسہ کی غلطیاں رُفح کرنے کو ایک غلط بات ماننا اور کار ہے جیسی بھی ہو۔

ثالثاً سماوی کُرہ واقعی خواہ فرضی بالطبع ایسا ہونا لازم کثمت حقیقی سے اُس تک بُعد ہر جانب سے برابر ہو ۱۰ اس کے کوئی معنی نہیں کہ یہ مقعر ایک طرف زیادہ اونچا ہے دوسری طرف کم، تو اسے مرکز شمس پر لینا تھا کہ وہی تمہارے نزدیک تحت حقیقی ہے مگر اگر مجبوری سب کچھ کراتی ہے وہ حسابی و ہندسی غلطیاں یونہی رُفح ہوتی ہیں کہ بات خارج قدام مرکز عالم مرکز زمین پر لیا جائے۔

ما بعداً مرکز زمین ہو یا مرکز شمس یا کوئی ایک مرکز معین ہیئت جدیدہ سب دوائر کو جن سے ہیئت کا نظام بنتا ہے ایک مرکز پر مان سکتی ہی نہیں جس کا بیان عنقریب آتا ہے اور بے ایک مرکز پر مانے ہیئت کا نظام سب درہم و درہم، غرض بچارے میں مشکل ہیں، دوائر اور ان کے مسائل سب قدام سے دیکھے اور انہیں کی طرح اُن سے بحث چاہتے ہیں مگر جدید مذہب والا بننے کو اصولی محکوس لئے اب نہ وہ بنتے ہیں نہ یہ چھوٹتے ہیں، سانپ کے منہ کی چھو نہ رہیں۔ آسمان گما کر سورج تھا کہ جاذبیت کے مثل دانتوں ستیار سے گما کر چار طرف ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور غنیمت کچھ نہیں۔ یعونہ تعالیٰ یہ سب بیان میں ہو جائے گا و با خدا التوفیق۔

(۲۸) زمین کے خط استوا کو جب مقرر سماوی تک لے جائیں تو ایک دائرہ عظیمہ پیدا ہو گا کہ

کروہ فلک کے دو حصے مساوی کر دے۔ یہ خط اعتدال یا آسمانی خط استوا یعنی مُعدل النہار ہے دائرہ عظیمہ وہ دائرہ ہے کہ کروہ کے دو برابر حصے کر دے۔

اقول اتنا قضا سے سیکر کر ٹھیک کئی مگر بیات جدیدہ ہرگز اسے ٹھیک نہ رکھے گی جس کا بیان بعد از تھانے منقریب آتا ہے۔ حقائق نے اس میں ایک محل اضافہ کیا کہ منطقہ حرکت پر مہ زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے عالم علوی میں مُعدل النہار اور زمین پر خط استوا پیدا ہوتا ہے۔

اقول خط استوا ہی تو وہ منطقہ ہے اُسے قاطع عالم ماننے سے خود اس کا پیدا ہونا عجیب ہے۔

(۲۹) تمام مباحث بیات کی اہمات دو دائرہ دو دائرے میں مُعدل النہار کے گزراؤ دوسرا دائرہ البروج اس کی تعین بیات جدیدہ کے اضطراب دیکھے، سیکھا اسے بھی قضا سے اور بے اس کے بیات کے کام احکام چل نہیں سکتے۔ ناچار ابکات و احکام میں بھی خدا کی تعلیم کی مگر تجربہ کہ بیات جدیدہ کے خط اصول ان کا قتل پیرا نہ رکھیں گے نہ تمہیں دائرہ البروج کی صحیح تعریف کرنے دیں گے۔ اصول علم الہیات میں کہا زمین اپنے دو دائرہ سالانہ گردش سے جو دائرہ عظیمہ بناتی ہے وہ دائرہ البروج ہے اس کی سطح مُعدل پر ۲۳ درجے ۲۷ دقیقہ کچھ ٹٹنیے مائل ہے یہ بارہ برج مساوی پر تقسیم ہے جن میں چھ خط استوا سے شمال کو ہیں چھ جنوب کو ہر برج ۳۰ درجے۔ حقائق میں کہا یہ دائرہ مدار زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے فضائے علوی میں حادث ہوتا ہے۔

افول اول اوکلا یہ سب غلط ہے بلکہ مدارِ شمس (جسے یہ مدار زمین کہتے ہیں) مرکز عالم سے مدارِ مرکز پر واقع ہے تو اس کے قطر کا ایک نقطہ مرکز عالم سے غایت بُعد پر ہے جسے ادج کہتے ہیں دوسرا غایت قُرب پر جسے ضیقہ جی کی تصویر مائل میں آتی ہے مرکز عالم پر ادج کی دوری سے دائرہ کھینچیں کہ منطقہ و قس ہے اس دائرے کو قاطع عالم یعنی مہذب فلک الافلاک پر اس کے موازی مدار بناؤ دائرہ البروج ہے جس کا مرکز مرکز عالم ہے ہمارے بیان کا حق اور اُن کے مزعم کا باطل ہونا بھی خود اُن کے اقراؤں سے کھلا جاتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ثانیاً اس سے قطع نظر جو تو طریق علمی سے مشابہ ہی ہے جو حقائق میں کہا نہ کہ نفس مدار کو دائرہ البروج ماننا جس سے اوپر ڈیڑھ سو کے قریب مدار موجود ہیں اور سب کی مبانیات اس سے لی جاتی ہے جو اسے مستقر مساوی سے اتنا نیچا لینے پر نہیں بن سکتی۔

ثالث مدار زمین تو بعضی مانتے ہو دائرہ البروج دائرہ کیسے ہوا اور مدار کا دامن تمام نام کام نہ دے گا کرمل و عرض ہما کے نوکرات علم شکست کر دی پر مبنی اور وہ دائرہ نامری میں جاری۔

(۳۰) مُعدل النہار و دائرہ البروج کا قاطع تناصف پر ہے یعنی تقطعتین اعتدال سے دونوں کی تنصیف کر دی ہے، بیات جدیدہ میں بھی جتنے گزے جتنے ہیں مساوی خواہ از غی جن کو مگلوب کہتے ہیں سب

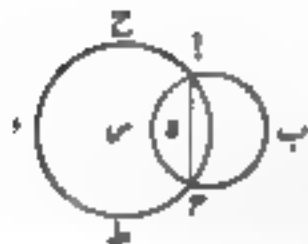
میں دیکھ لو دونوں دائرے متناصف ملیں گے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے ہر جگہ آگاہ ہے جس نے قدیم خواہ جدیدہ کسی بیات کے دروازے میں پہلا قدم رکھا ہو۔ نیز اسی نمبر ۲۹ میں اصول علم الہیات سے گزرا کہ ایک نقطہ اعتدال سے دوسرے تک دائرۃ البروج کے ۱۸۰ درجے ہیں یہ اس کی تنصیف ہوئی اور اور اسی سے نمبر ۲۳ میں گزرا کہ خط استوا کے نصفین کی تحدید انھیں دو نقطہ اعتدال سے ہے، نیز اسی کے نمبر ۵۹ میں ہے کہ یہ دونوں علیے ایک دوسرے کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتے ہیں ظاہر ہے کہ دائرے پر متقابل نقطہ وہی ہوتے ہیں جن میں نصف دور کا فصل ہوا اور سب سے صاف تر یہاں میں کہا کہ دونوں نقطہ اعتدال میں مطابق یعنی معتدل کی قوس ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یعنی دائرۃ البروج خط استوا کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتا ہے جن میں فصل ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یہ برہان ہے اس پر کہ دائرۃ البروج دائرۃ عظیمہ ہی ہے کہ سوا عظیمہ کے کوئی دائرہ خط استوا یعنی معتدل کو اس طرح قطع نہیں کر سکتا غرض یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر بیات جدیدہ و جملہ عقلائے عالم سب کا اتفاق ہے۔

اقول اب اسے یہی نتیجے یہ بھی طور پر لازم

(۱) یہ دونوں دائرے مساوی ہیں۔

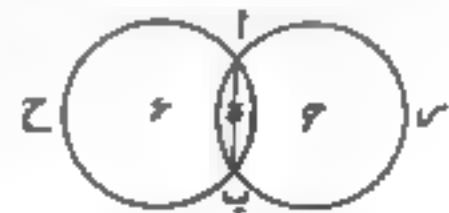
(ب) دونوں مرکز واحد پر ہیں۔

(ج) دونوں ایک کُرے کے دائرۃ عظیمہ ہیں۔



ظاہر ہے کہ چوتھے نمبر سے دائروں کا متناصف ملنے نہیں در نہ جزو کل مساوی ہو جائیں دائرہ ا ح نے چھوئے دائرہ اب ح کی نقطتیں اس پر تنصیف کی اح وصل کیا ضرور ہے کہ اب ح کے مرکز سے گزرا اور اس کا قطر ہوا اب انھیں نقطوں پر دائرہ ا ح کی بھی تنصیف مانو تو اگر یہی اح اس کا بھی قطر ہو تو دونوں دائرے مساوی ہو گئے اور اگر اس کا قطر ح ط ہو تو قوس اح ح بھی اس کی نصف ہوئی اور ح ط بھی ہر حال جزو کل برابر ہو گئے۔ یا نہی دو مساوی دائروں کا مرکز مختلف ہو تو ان کا متناصف محال۔

دائرہ اس اب کا مرکز ح ہے اور ا ح ب کا ع، اور نقطتیں اب ب متناصف، اب وصل کیا ضرور ہے ہر ایک کا قطر ہوا کہ اس کے نصفین میں فاصل ہے تو قطعاً دونوں کے مرکز پر گزرا کہ ح ہے تو ہر دائرے کے دو مرکز ہو گئے اور یہ محال ہے ورنہ



جزو کل مساوی ہوں اور جب یہ دونوں علیے مساوی دائرے مرکز واحد پر ہیں تو قطعاً کُرۃ واحدہ کے عظام سے

ہیں، بالحدیہ تینوں نتیجے متفق علیہ ہیں اور خود جگہ ثواب ارضی و سماوی کہ اب تک حیات جدیدہ میں بنتے ہیں ان کی صحت پر شاہد عادل۔

قواعد : ۱۔ سطح مستوی میں کبھی دو دائرے متماثل نہیں کرتے کہ اس کے لئے اتحاد مرکز لازم اور وہ اس کے متقاطع دائروں میں محال (اقلیدس مقالہ ۲ شکل ۵) جب دائرۃ البروج کی تعریف کہ حدائق میں کی باطل ہے کہ معتدل سے مرکز بدل گیا، جہ اصول الہیات کہ تعریف اس نے باطل تر ہے کہ مرکز بھی مختلف اور دائرے بھی چھوٹے بڑے۔ اور حق وہ ہے جو ہم نے کہل ۶ جب ان کے مرکز مختلف تو دونوں جیسے کیسے ہو سکتے ہیں کہ عظیمہ کا مرکز نفس مرکز کُرو ہو نا لازم (دیکھو شلٹ گروی باب اول نمبر ۳) کا حدائق نے سنی سنائی یا اسی ہر شکاری سے سب دائرہ کو ایک مقعر سماوی پر لیا جس کا مرکز زمین ہے مگر جب تک کہ تمہارے نزدیک تو وہ مدار زمین سے یا مقعر فلک پر اس کا موازی۔ بہر حال اس کا مرکز مرکز مدار زمین مرکز زمین ہونا کیسی صریح جنون کی بات ہے۔ دائرۃ البروج کو اپنے مرکز پر رکھ کر مقعر سماوی پر لیا ہے تو نہ وہ عظیمہ ہو سکتا ہے نہ معتدل النہار اس کا تماثل ممکن اور اگر اسے مرکز زمین کی طرف منتقل کر لیا تو دائرہ ہی وہ نہ رہا نہ اس کی جگہ وہ رہی نہ اب اس جدید دائرے اور معتدل کا غایت بعد کہ میل کی کہلاتا ہے دائرۃ البروج کا میل ہو سکتا ہے، غرض تمام نظام حیات تو وہاں ہے، اقلیدس بائیں لکتے چلے گئے اور خیر نہیں کہ ان کے اصول کی شامت لگ گئی۔

(۳۱) معتدل النہار و دائرۃ البروج دونوں دائرۃ منقسمہ ہیں یعنی ہر ایک شخص واحد معین ہے کہ اختلاف لگاتار سے نہ اس کا عمل بدلے نہ حال بخلاف وہ دائرہ فوج کہ مختلف لگاتار سے مختلف پڑتے ہیں جیسے دائرۃ نصف النہار کہ ہر طول میں جدا ہے اور دائرۃ افق کہ ہر عرض و ہر طول میں نیا ہے۔

۱۔ اقلیدس نے ایک شکل یہ رکھی چھٹی کہ دو متساوی دائروں کا ایک مرکز نہیں ہو سکتا اور ایک شق باقی رہی کہ دو جہاتیں غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہو سکتی نہیں، مناسب یہ تھا کہ ایک شکل ان تینوں کو عادی رکھی جاتی کہ دو غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہو نا ممکن خواہ متقاطع ہوں یا متساوی کہ جب مرکز ایک ہے تو اس سے ہر دائرے تک ہر طرف فیصد مساوی ہے اور مساویوں سے مساوی ساقط کر کے مساوی رہیں گے تو دونوں دائروں کا ہر طرف فصل مساوی ہوا تو متوازی ہو گئے اور غرض کہتے تھے نا متوازی ۱۲ منہ غفرلہ۔

اقول بلاشبہ جی جی ہے اور خود ہیأت جدیدہ کے مساوی وارضی گزے اس پر شاہد کہ دونوں دائروں کو غیر تبدیل بناتے ہیں بخلاف اُنی و نصف النہار کہ اُن کی تبدیل حسب موقع کا طریقہ رکھتے ہیں مگر ہیأت جدیدہ کا یہ اقرار اور قوت و فاعل اظہار بھی زرا تعقیدی ہے جس نے اس کے اصول کا خاتمہ کر دیا علیٰ اہلہا تجسبی براقش (براقش اپنے ہی اہل پر مصیبت لاتی ہے) دائرۃ البروج کا حال تو ایسی گزرا کہ تھا مرکز مدار پر اور لیتے ہیں مرکز زمین پر تو وہ شخص کیسا وہ نوع ہی بدل گئی اور معدل کا حال ابھی آتا ہے۔

(۳۲) قطبین جنوبی و شمال ساکن نہیں بلکہ قطبین دائرۃ البروج کے گرد گھومتے ہیں مبادرت القطبین کے باعث ۲۵۸۱ برس میں قطب بروج کے گردان کا دورہ پورا ہوتا ہے مبادرت ہر سال ۵۰۶۲ ہے اور ہر دائرے میں ۱۲۹۶۰۰۰ اٹا نیے ان کو ۵۰۶۲ پر تقسیم کئے سے ۲۵۸۱۶ حاصل ہوتے۔

اقول ہیأت جدیدہ کہ ہمیشہ منکوس گوئی کی عادی ہے جس کا کچھ بیان بعونہ تعالیٰ آتا ہے اس پر مجبور ہے کہ قطبین عالم کو متحرک مانے کو زمین اُس دائرے پر حرکت کرتی ہے جس کا قطر ۹ کروڑ میل کے قریب ہے اور اس کا مدار ایک دائرہ ثابت ہے تو قطبین مدار قوس کن ہیں اور قطبین جنوب و شمال کہ قطبین اعتدال ہیں اور زمین کے محور کو ٹک کے دونوں کناروں پر ہیں ضرور اس کی حرکت سے کروڑوں میل اوپر اٹھیں گے اور کروڑوں میل نیچے کریں گے مگر اولاً اب معدل النہار دائرۃ شخصیہ کب رہا بلکہ ہر آن نیا ہے کہ ہر آن اس کے مرکز کا مقام ہوتا ہے۔

ثانیاً وہ فرض کئے ہوئے مقعر مساوی کو بھی دم بھر زمین نہ لینے دے گا کہ اس مقعر کا مرکز بھی مرکز زمین مانا ہے مثلاً ۲، اور وہ کروڑوں میل اُٹھنے گرنے میں ہے تو کوئی ہر آن مقعر مساوی بدلے گا اور اگر وہ بحال رہے تو دائرہ اس پر کب رہا کروڑوں میل اس کے اندر جاتے گا اور دوسری طرف خلا چھوڑے گا پھر دوسری طرف کروڑوں میل اندر جائے گا اور دوسرا چھوڑے گا، اسی کو کہا تھا کہ یہ سب دائرہ ایک مقعر مساوی پر لیتے ہیں۔

ثالثاً بفرض باطل دائرۃ البروج کو بھی اسی مقعر و مرکز پر لے لیا اور یہ ہر آن تبدیل ہیں دائرۃ البروج بھی ہر آن بدلے گا تو شخصیہ کب رہا یا وہ تنہا خواہ مخ مقعر مساوی پر قرار رکھا جائے گا کہ اُس کا مرکز ثابت ہے تو اس کی تبدیلی کی وجہ نہیں تو میل اور صد ہا مسائل کا کیا ٹھکانا رہے گا، غرض بات وہی ہے کہ

الحمد للہ الشاعت کراچی ص ۱۱۹

۳۳ ص ۱۹۶ و ۱۹۷ ص ۱۲

۳۳ یعنی ۲۵۸۱۶۶۳۳۳ یا ستارہ خفیف ۱۷ منہ غفرلہ

14

19

تعلیقاً معدل الفسار و دائرة البروج کا نام سن لیا اور اُدھر اُن احکام کی تعلیق کی جو اصول قضا پر مبنی تھے اُدھر اپنے اصول کا گندہ برو نہ ملایا وہ ایک محض معجون باطل ہو کر رہ گیا۔ یہ ہے حیات جدیدہ اور اسکی تحقیقات جدیدہ۔ (۳۳) زمین وغیرہ ہر ستارے کا اپنے محور پر گھومنا اس سبب سے ہے کہ طبیعیات میں ثابت ہوا ہے کہ ہر چیز بالطبع آفتاب سے نور و حرارت لینا چاہتا ہے اگر ستارے حرکت و ضعیف نہ کریں صحیح اجزا کو نور و حرارت نہ پہنچے۔

اقول یہ وجہ موجود نہیں اولاً اجزا میں جاذبہ و ماسکہ و نافذہ کے علاوہ ایک قوت شائقہ مانتی پڑے گی اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

ثانیاً زمین سے ذرے اور ریگ کے دانے خفیف چوبک سے ہڈا ہوجاتے ہیں ان کا یہ ثوق طبع کیا اتنی بھی قوت نہ رکھے گا کہ زمین سے بے ہڈا کئے ان کو گھمائے پھر ایک ایک ذرہ اور ریتے کا دانہ آفتاب میں اپنے نفس پر حرکت مستدیرہ کیوں نہ کیا کرتا اُس کا جو حصہ مقابل آفتاب ہے سو برس گزر جائیں جب تک ہٹایا نہ جائے وہی مقابل رہتا ہے دوسرا حصہ کہ آفتاب سے حجاب میں ہے کیوں نہیں طلب حرارت و نور کے لئے آگے آتا۔

ثالثاً زمین میں مسام اتنے ہیں کہ پوری دہائیں تو ایک آنچ کی رہ جائے (۳۴) تو ظاہر ہے کہ اس کا کوئی جزو دوسرے سے متصل نہیں سب ایک دوسرے سے بہت فصل پر ہیں تو ہر جزو اپنے نفس پر کیوں نہ گھوما کہ اس کے سب اطراف کو روشنی و گرمی پہنچی صرف کُرسے کے محور پر گھومنے سے ہر جزو پورے انتفاع سے محروم رہا۔

سابعاً اگرہ کی حرکت و ضعیف سے سطح بالہی کے سب اجزا رقی الجملہ مستفید ہوں گے اندر کے جملہ اجزا۔ اب بھی محروم مطلق رہے تو جمیع اجزا کا استفادہ کب ہو اندر کے اجزا طلب نور و حرارت کے لئے اور کیوں نہیں آتے، اگر کچھ لوہے کے اجزا جگہ روکے ہوئے ہیں۔

اقول اولاً غلط۔ انچ بھری زمین سبب پونے تین کھرب میل میں پھیلی ہوئی ہے اس میں کس قدر وسیع مسام ہوں گے (نمبر ۲) اُن سوراخوں سے ہر کیوں نہیں آتے۔

ثانیاً اُدھر کے اجزا میں جو آفتاب سے حجاب میں اُن کی جگہ اگلے اجزا کے ہوئے ہیں جو مقابل شمس ہیں، پھر حرکت و ضعیف کیونکر ہوتی ہے۔

ثالثاً آفتاب بھی تو اپنے محور پر گھومتا ہے وہ کسی نور و حرارت کی طلب کو ہے۔ بالجملہ یہ وجہ یہودیہ ہے بلکہ اصولی حیثیت جدیدہ پر اس کی وجہ ہم بیان کریں۔

اقول اس کا سبب بھی جائزہ و تاخرہ ہے جذبِ قرب و بُعد سے مختلف ہوتا ہے و لہذا خطِ عمود پر سب سے زیادہ ہے کلیتِ سیارہ شفقِ ارض کے لئے جاذب سے تنفر کا جواب دہا پر جانے سے ہو گیا مگر اب بھی اس کے اجزاء پر جذب مختلف ہے خاص وہ اجزاء کہ مقابلِ شمس میں اُن پر جذب اتنی ہے اور اُن میں بھی جو بالخصوص زیرِ عمود ہے پھر قریب ہے (مثلاً یہ اجزاء اس سے بچنے کے لئے مقابلہ سے ہٹتے اور بالظہور اپنے اگلے اجزاء کو اپنے لئے جگہ خالی کرنے کو مدعو کرتے ہیں وہ اپنے اگلوں کو وہ اپنے اگلوں کو یوں محور پر دورہ پیدا ہوتا ہے اب جو اجزاء پہلے اجزاء سے مقابلہ کے بچنے تھے مقابل آئے اب یہ مقابلہ سے بچنے کو اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں اور وہی سلسلہ چلتا ہے یوں دورہ پر دورہ مستمر ہوتا ہے۔ اگر کئے زمین پر جو کثرتِ بُعد و قلتِ جلم آفتاب کے آگے گویا ایک نقطہ ہے و لہذا آفتاب کا اختلافِ منظرہ ثانیہ بھی نہیں تو اس کے اجزاء پر مقابلہ و جواب کا اختلاف نہ ہو گا بلکہ گویا سب مقابل ہیں۔

اقول اولاً نقطہٴ ظاہر میں تو یہی کافی کہ ایسا ہے تو تقریباً نصف کُرۃٴ زمین میں ہمیشہ راست کیوں رہتی ہے سب ہی روشن رہا کرے کہ سب مقابلِ شمس ہے۔

ثانیاً آخر کہ نہیں تو اختلافِ منظر کریں، جب نصف قطر کی یہ مقدار ہے کل سطح کی اکثرہ اکبر ہے۔ اس کا قدر اختلاف جذب کو بس ہے۔

ثالثاً بالفرض سب ہی مقابل ہی عمود و مخروط کا فرق کر جائسے گا۔ یوں بھی اختلافِ حاصل، بالجملہ تقریباً اُن مقدمات پر مبنی ہے جو ضرور حیثیاتِ جدیدہ کے اصول مقررہ ہیں تو یہی اسے واجبِ تسلیم ہے اگرچہ حقیقتاً اعتراض سے خالی نہ ہو۔ بلکہ ہم ترفیقہٴ قضائی فصلی سوم میں روشن کریں گے کہ دونوں وجہیں باطل محض ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اصولِ باطل حیثیاتِ جدیدہ پر مبنی ہیں پھر بھی یہ اس سے اسلم اور اصولی جدیدہ پر تو نہایت محکم ہے۔

تنبیہ: اقول وجہ یہ ہو خواہ وہ بہر طور زمین کی حرکت مستدیرہ حقیقتہً حرکت و ضمیر لغنی

سہ یہ وجہ شمس کو بھی شامل ہے کہ وہ بھی اور سیارہوں کے جذب سے بچنے کو اپنے محور پر گھومتا ہے۔ **تجلیہ** ۱۲ منظرہ ۱۲
اس سے ایک ترقی دہی کی طرف اشارہ ہے جسے ہم نے اپنے رسالہ صبح میں روشن کیا ۱۲ منظرہ ۱۲

رسالہ صبح سے مراد ہے درد الفجر عن دیک وقت الصبح (زبان اردو فقہ) (۱۲ منظرہ) عبد النعمان یزیدی

مجموعہ کوا کی حرکت واحدہ محوریہ نہیں بلکہ کثیر متوالی حرکات اتیریہ اجزاء کا مجموعہ وجہ اول پر پچھلے اجزاء کے مقابل آنے کے لئے ہٹاتے ہیں پھر ان سے پچھلے ان کو ان سے پچھلے ان کو اسی طرح آخر تک اور دہر دوم پر اگلے اجزاء مقابلہ سے ہٹنے کے لئے اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں، وہ اپنے اگلوں یہ اپنے اگلوں کو یونہی آخر تک، ہر حال یہ حرکت خاص اجزاء سے پیدا ہو کر سب میں یکے بعد دیگرے بتدریج پھیلتی ہے نہ کہ مجموعہ کوا کی حرکت واحدہ سے متحرک ہو۔ وجہ اول پر تمام اجزاء کے لئے قوت بر قوت طبعی بھی ہے اور قسری بھی، جو اجزاء عجاب میں ہیں ان کے لئے طبعی اور جرم مقابل میں ان کے لئے قسری کے پچھلے احسن ان کے حاصل شدہ منقصائے طبع سے ہٹاتے ہیں جب یہ بالقمر مقابلہ سے ہٹ جائیں گے بالطبع حرکت چاہیں گے اور تازہ مقابلہ والوں کو قسری کریں گے اور دہر دوم پر سب کے لئے قسری کہ جاذبہ سے پیدا ہوتی اگرچہ تازہ طبعی ہو، فافہم۔



(۳۴) اس باب میں بعضی ملاحظہ زمین ہے۔ اس باب میں اب قضا طول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ج سے پورا بعد ہے اس کا قطر۔ اس کے دونوں نقطوں پر ج سے بعدا قرب ج، ۴ دونوں مرکز یعنی محرق ہیں جن کے اسفل پر شمس مستقر ہے نقطہ اوک شمس سے غایت بعد پر ہے اور ب حقیقی غایت قرب پر

زمین آ پر مرکز شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے پختے ہی اس نطق اول میں دونوں سے قریب ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے اس باب نطق دوم میں مرکز سے دور ہونا مشہور کر دیا ہے لیکن شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ب حقیقی مرکز سے دوبارہ غایت بعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے اس نصف حقیقی اس باب میں شمس سے قرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے تیزی کی انتہا نقطہ ب پر ہوتی ہے پھر انہیں قدموں پر سست نہ ہوتی جاتی ہے ب نطق سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ ب دوبارہ مرکز سے کمال قرب پر آ جاتی ہے نطق چہارم میں مرکز شمس دونوں سے دور ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آپ دونوں سے کمال بعد پاتی ہے اس

لئے قرب و بعد مرکز کے سبب یہاں نطق لئے ہمارے نزدیک خط اس منصف مابین مرکزین پر لیتے ہیں کہ یہاں بعد اوسط ہے یا مرکز عالم پر کہ یہاں سیر اوسط ہے ۱۲ منہ غفرلہ

نصف اوجی ب ۵۰ میں شمس سے بعد ہی بڑھتا اور چال برابر تھا جس دہتی ہے سستی کی انتہا نقطہ آ پر ہوتی ہے پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ یہ سب مسائل عام کتب میں ہیں اور خود مشہور اور قریب و بید شمس و مرکز کی حالت کا نقطہ شکل ہی سے مشہور۔ اور ہمارے نزدیک بھی قطروں کے خلاف اور مرکز سے قریب و بید کے سوا اصل گروی میں ناممکن یہ سب باتیں یوں ہی ہیں جبکہ دانشمندانہ اور نقطہ آ پر مرکز زمین اور اگر ماریٹیمی مان لیں تو یہ سارا بیان متفقہ علیہ ہے صرف شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے۔

(۳۵) چال میں تیزی و سستی کا اختلاف دوسرے مرکز کے لحاظ سے ہے واقع میں اس کی چال نہ کی تیز ہوتی ہے نہ سست ہمیشہ یکساں رہتی ہے اور مساوی وقتوں میں مساوی قوسیں قطع کرتی ہے۔ قواعد کچھکے سے دوسرا قاعدہ یہی ہے اقول یہ بھی غلطی ہے لہذا طویل الذیل برہان ہندسی کی حاجت نہیں۔



چند ہی کے لئے ہمارے طور پر اس کا تصور اس تصویر سے ظاہر آج سہ طار شمس مرکز خارج آ پر ہے اور آکل ی دائرۃ البروج مرکز عالم قہ پر آطہ طہ س، س، ح، ح آ خارج مرکز یعنی حار شمس کے چار مربع مساوی ہیں جن کو وہ برابریت میں قطع کرتا ہے لیکن ان کے مقابل دائرۃ البروج کی مختلف قوسیں ہیں جب شمس آ سے طہ پر آیا مرکز عالم قہ سے اس پر خط قہ ب گزرا تو

اس مدت میں اس پر قوس آب قطع کی جو ربع سے بہت یعنی بقدر ب ب ک چھوٹی ہے جب ط سے س تک آیا اس ربع کے مقابل دائرۃ البروج کی قوس ب ب ل ہوتی جو ربع سے بہت بڑی ہے یعنی دو ربع باقی ہیں تو ب ا ک شمس واقع میں ہمیشہ ایک ہی چال پر ہے دائرۃ البروج کے اعتبار سے اس کی چال تیز و سست ہوتی ہے ط س ح کی ششما ہی میں ب ل ح قطع کرتا ہے کہ نصف سے بہت زیادہ ہے اور ح آ ط کی ششما ہی میں ح آب چلتا ہے کہ نصف سے بہت کم ہے لہذا تیز و سست نظر آتا ہے حالانکہ واقع میں اس کی چال ہمیشہ یکساں ہے یہی حال ریات جدیدہ کے نزدیک زمین کا ہے۔ الحمد للہ مقدمہ ختم ہوا، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ اچھا۔

فصل اول

نافرست کارڈ اور اس کے بطلان حرکت میں پر بارہ دلیلیں

رقبہ دوم، اقول۔ مرکز دائرہ سے محیط کے نقطہ پر خط قاطع
اب گھینچو اور یہ کے دونوں طرف اس کے مساوی پھر خط جی میں
ح ، ح ، ع ، غاس ہوں اور س ، ح ، ط ، ی ، ان دونوں کا کول
کی بنا پر تقسیم کرنے والے اور سب کو آسے ملا دو۔ ظاہر ہے کہ ان میں
برخط اپنے نظیر کے مساوی ہو گا اور اح سے آسا ، اس سے اح ،

اح سے اب بڑا ہرنگہ۔ یوں ہی ای سے اط، اط سے اب اس لئے کہ مثلثاتہ ۵۳۰ ۵۳۱ اس۔
۵۳۲ میں مشترک۔ اور ۵۳۳، ۵۳۴ برابر ہیں۔ اور ۵۳۵ پر کا زاویہ بڑھ گیا ہے کہ ہر پہلا دوسرے کا
جز ہے لاجرم اح، اس، اح قاعدے بڑھتے جائیں گے (اقلیس متعارف شکل ۲۳) اب،
ح ب ملا دیا تو مثلث قسادی الساقین ح ق ب کے دونوں زاویہ ح ب مساوی ہو گئے۔ اور ظاہر ہے
کہ مثلث اح ب میں زاویہ ح جس کا وتر اب ہے زاویہ ح ب سے بڑا ہے تو اح ب کے چھوٹے زاویہ کا
وتر ہے اب سے چھوٹا ہے (مشکل ۱۹) فرض اب میں سب سے زیادہ مرکز سے دوری اب کو ہے باقی جتنا
محاس کی طرف آؤ مرکز سے قریب ہے کہ اب زمین نقطہ کا پرستی اور نا فریت کے سبب اس کے مرکز سے دور ہونا چاہا
واجب ہے کہ خط اب پر ہے کہ اسی طرف مرکز سے بُعد محض ہے اور سب بُعد اضافی ہیں کیا یک وجہ سے بُعد میں
تو دوسری وجہ سے قریب ہیں بُعد محض چھوڑ کر ان میں سے کسی کو کہیں لیا یہ ترجیح مروج ہوئی پھر اس میں جس خط پر
چاہئے دوسری طرف اس کا مساوی موجود ہے اور کہیں نہ گئی ترجیح بلا مرجع ہے اور دونوں باطل ہیں زمین کوئی

جا نذر ذی محل نہیں جسے ہرگز نہ ارادے کا اختیار ہے اور جب δ ب پر جائے گی دورہ محال ہوگا۔ اگر نافریت غالب آئے گی δ سے قریب ہو جائے گی اور جاذبیت تو اسے اور برابر دیتی تو δ پر رسے کی کسی طرف نہ جانے گی ہر حال دورہ نہ کرے گی۔

رقبہ سوم: اقول نہیں نہیں بلکہ واجب ہے کہ δ ہی پر رسے کے کنارے نزدیک نافریت و جاذبیت برابر ہیں مطلق اور دائرہ پر حرکت میں اختلاف سرعت سے جذب و نفرت باہم کم و بیش ہوں تو ابتدا سے آخرینش میں جبکہ زمین پہلے نقطہ δ پر ہے کہاں دائرہ اور کہاں حرکت اور کہاں اختلاف سرعت۔ لاجرم اس وقت دونوں کائنات کی قوت برابر ہیں تو واجب کی زمین جہاں اول پسیدائش میں بنی تھی اب تک وہی ٹھہری ہوئی ہے اور وہیں ٹھہری رہے گی تو تھاری نافریت و جاذبیت ہی نے زمین کا سکون مبرہن کر دیا۔ اللہ الحمد۔

رقبہ چہارم: اقول معلوم ہو گیا نافریت ضعیفہ نہ اس کا مقتضی ہرگز خط محاسس پر ملے جانا اور بے اس کے زمین کی حرکت دوریہ گردش منظم نہیں ہو سکتی تو ضرور کوئی واقعہ قائم رکھا ہے کہ اسے ہر وقت خط محاسس پر واقع کرے اور شمس اپنی طرف کھینچے دونوں کا واسطہ دائرے پر گردش نکلے ایک دفعہ کا دھچکا کافی نہیں۔ زمین میں کیل کا ذکر اس میں ڈورا اور ڈورے میں گیند باندھو اور ایک بار اسے مارو ڈورا تن جائے گا، گیند ایک ہی ضرب سے کیل کے گرد دورہ نہ کرے گی تو ہر وقت دفع و نقل کی حاجت ہے یہ شمس کا اثر ہو نہیں سکتا کہ وہ تو اس کے نفوذ جذب چاہ رہا ہے تو ضرور کوئی اور ستارہ چاہئے جو زمین کو محاسس پر جذب کرے اور ہر وقت زمین کے ساتھ پھرے۔ نقل کا کام دے وہ ستارہ کہاں ہے اور بغرض ہو تو اسے کس نے گردش دی اس کے لئے اور ستارہ درکار ہر گاہ اور اسی طرح غیرتناہی سلسلہ چلا جائے گا تو مسلسل محال، لاجرم زمین کی گردش محض باطل خیال۔

رقبہ پنجم: اقول دو مایوں میں ایک کا اختیار کرنا نقل و ارادہ کا کام ہے نہ طبیعت غیر شاعر کا، ظاہر ہے کہ نقطہ δ سے c اور e دونوں طرف قائمہ اور یکساں حالت ہے اور ظاہر ہے کہ زمین صاحب شعور و ارادہ نہیں، اب اگر بغرض باطل زمین میں نافریت ہے اور بغرض باطل نافریت محاسس پر پھینکتی یعنی جاذبیت پر قائمہ بناتی ہے، مگر نافریت کا اس طرف کے محاسس سے کوئی رشتہ ہے جس سے زمین کو اکب سرطانی جزا، ثور میں جاتی تو ایک طرف کو لینا دوسری کو چھوڑنا کس بنا پر ہوا، یہ تو بیج بلا مرجع ہے اور وہ باطل اور بغرض ایک بار جو اٹا ایک سمت کی ہمیشہ اس کا التزام کس لئے، کیوں نہیں ہوتا کہ ایک بار نقطہ δ پر آکر پھر انھیں قدموں پیچھے پٹ جائے کہ جاذبیت و نافریت کے اقتضائوں بھی کمال ہیں بالجلوہ

حکمت کسی طرح نافریت کے ماتھے نہیں جاسکتی۔

رقبہ ششم : یہ سب محض ہے دلیل ٹھکان لیجئے تو نافریت قائم ہی پر تو لے جائیگی (۵) عادیہ پر لانا تو اور مرکز سے قریب کرنا ہے تو نفرت نہ ہوئی بلکہ رغبت لیگی ہیأت جدیدہ طائر زمین دائرہ نہیں رہتی بلکہ بیضی اور اس میں طرغین قطر کے سوا باقی سب زاویے حادثے نہیں گئے جس کا خود ان کو احتراف ہے۔ تو نافریت باطل اور رغبت حاصل۔

قائدہ : اس دلیل کو چاہے ابطال نافریت و ابطال حرکت زمین پر کر لو چاہے ابطال بیضیت مدار پر اول قریبوں میں یہی مذکور ہوا کہ نافریت جوئی تو مدار بیضی نہ ہوتا۔ لیکن وہ بیضی ہے اور نافریت باطل تو حرکت زمین باطل اور آخر میں ہوا کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو نافریت نہ ہوئی تو دورہ نہ ہوتا اور دورہ نہ ہوتا تو مدار نہ ہوتا، نتیجہ یہ کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو مدار نہ ہوتا جسے خود اپنے نفس کی مطلق، لہذا بیضیت باطل۔ اب ہیأت جدیدہ کو اختیار ہے جس کا بطلان چاہے قبول کرے مگر یاد رہے کہ بیضیت وہ چیز ہے کہ شروع ستر سو تیس صدی عیسوی میں کپلر نے آٹھ سال رصد بندی کی جانکاہ محنت کی اور مدار کو دائرہ مان کر ۱۹ طریقے خاکے کوئی نہ بنا اس کے بعد مدار بیضی لیا اور سب حساب بن گیا اور اسی پر قواعد کپلر کی بنا ہوئی جس بیضیت اور قواعد کپلر پر تمام یورپ کا ایمان ہے اسے باطل مان لینا سہل نہ ہوگا، لہذا راہ یہی ہے کہ حرکت زمین سے ہاتھ اٹھائیں کہ ان تمام فرخشنوں سے نجات پائیں۔

رقبہ ہفتم : اقول ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے اور جذب مبیح جہات شمس سے یکساں اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت (۵) تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو اور جتنی نافریت اتنا ہی بعد، تو لازم کہ سب طرف شمس سے بُعد یکساں ہو آفتاب میں مرکز مدار ہو لیکن وہ مرکز سے ۲۱ لاکھ میل فاصلہ پر مرکز اسفل میں ہے تو نافریت باطل کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو امر واقع و ثابت کے خلاف ہے۔

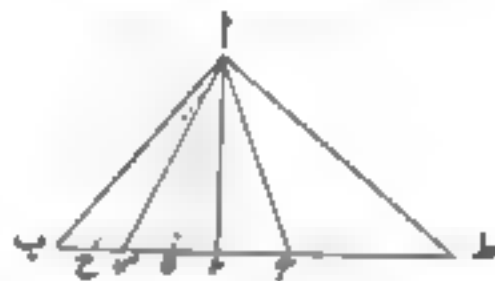
۱۔ اگر کئے ارادۃ النبی نے ایک سمت معین کر دی اگرچہ اس کئے کی تم سے امید نہیں کہ طبیعات والے اسے بالکل بخیرے بیٹھے ہیں، ہر بات میں طبیعت و مادہ کے بندے ہیں، یوں کہنے تو جائز نیست و نافریت کا سارا گور کہ دھندہ اٹھا رکھے ارادۃ النبی خود سب کچھ کر سکتا ہے اور جب رجوع الی اللہ کی طہری تو ہیأت جدیدہ کا تصل بیڑہ نہ لگا رہے گا اس کا ارادہ وہ جاسنے یا تم کتب الیہ آسمانوں کا وجود بتائیں گی اور آفتاب کی حرکت جیسا کہ یحییٰ بن قتیبہ خاتمی میں آتا ہے اس پر ایمان لانا ہوگا ۱۲ منہ فقرہ۔

نقشہ ششم : اقول نافریت یا ذریت سے دست و گریبان ہو کر کوئی مارتنا ہی نہیں سکتی۔ نمبر ۴۴
 میں شی کے کڑیوں کو نصف حقیقی میں قریب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور نصف اوچی میں بعد اور نفاق اول و سوم
 میں مرکز سے قریب ہوتا جاتا ہے اور دوم و چہارم میں بُعد۔ یہ مسائل مسئلہ میں جن میں کسی کو جوابی بھی نہیں لیکن نافریت و
 ہا ذریت کا تاجا ذب ہرگز یہ کھیل نہ بنا رکھے گا۔

مستطیلوں کے قطر کا جو ہر جزر حرکت پر جذب و نفرت سے پناہ کر بیچ میں پڑتے اور ایک لہر ازمنہ تیز الزوایا شکل بناتے ہیں غایت مغر کے سبب ان کے زاویے اصلاً کسی آلے سے بھی قابل اساس نہ رہیں اور ایک منظم گولائی لئے ہوئے شبیدہ وارہ یا بیضی پیدا ہر مثلث اُطّاح میں آنصاف قائم ہوگا، اور طّوحہ خضیعت کا عدم زاویہ اور حّ منفرجہ کہ ۱۳۵ درجے سے صرف بقدر طّ چھوٹا ہے لاجرم طّ حّ کہ عادیہ کا وتر ہے، اُطّ سے چھوٹا ہوگا یعنی طّ سے زمین کا بُعد کم ہوگا۔ اب حّ پر وہی کشمکش ہے جاذبیت آسے طّ کی طرف کھینچتی ہے اور نافریت حّ کی طرف قائمہ پر کھینچتی اور تعادل قوتیں دونوں سے بچا کر طّ حّ و قائمہ کے منصف حّ حّ پر قائمہ کا نا اور پھر حّ اور حّ طّ اتنا ہی خضیعت بنا اور طّ حّ و تر عادیہ طّ حّ و تر منفرجہ سے چھوٹا ہوتا ہے یعنی طّ سے اور قریب ہوئی، یونہی حّ پر وہی معادلہ پیش آئے گا اور طّ حّ حّ سے چھوٹا ہوگا ہمیشہ یہی حالت رہے گی تو زمین کو حّ سے ہر وقت قُرب ہی بڑھے گا تو اس کا کوئی مدار بنانا اصلاً ممکن نہیں وارہ جو کہ ہر طرف بُعد برابر چاہے گا اور یہاں ہر وقت مختلف ہے اور بیانی اُطّیلہ شلبی کوئی شکل ہو تو ایک قطر اُطّول ایک انصر رہے جس میں دو نطّاق مرکز سے قریب کریں گے تو دو بعیدہ ایک نصف شمس سے قریب کرے گا تو دوسرا بعیدہ حالانکہ یہاں ہر وقت قُرب ہی بڑھ رہا ہے تو زمین اگر گردش

گھڑی تو شکل یہ بنائے گی • جس میں ہر وقت شمس سے قریب ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اس سے مل جائے
 نہ کہ کسی مدار واحد پر دائرہ ہو۔

ترجمہ : اقول بالفرض جاذبہ و نافذہ کو مساوی مانتے سے استعنا بھی دو اور خط آح کو نصف قائرہ
 سے بڑا یا تو سم دعوی کرتے ہیں کہ وہیں تک بڑھ سکتا ہے کہ زاویہ ط سے مل کر ایک قائرہ کم رہے یعنی لازم
 کہ آح ط منفرد آئے کہ اگر قائرہ ہو تو ی آح بھی ط کے برابر ہوگا کہ دونوں ط آح کے تمام قائرہ ہیں تو
 نافریت کا حصہ ایک عاشرہ کم پورا قائرہ رہا اور جاذبیت کا حصہ ایک ہی عاشرہ جو اس کے سامنے عدم محض
 ہے اور اگر عاودہ ہو تو اور بھی صغیر و حقیر رہے گا۔



فرض کر آح قائرہ کا خط ہے یعنی جس سے آ سے نکل کر
 ط ب پر قائرہ بنایا تو عاودے کا خط اس سے نیچا مل
 آح نہیں کر سکتا ورنہ مثلث آح ط قائرہ و منفرد جسہ
 جمع ہو جائیں نہ آح پر آ سکتا ہے ورنہ قائرہ و
 عاودہ برابر ہو جائیں۔ ط جرم اس سے اوپر پڑے گا
 خواہ آح کی طرف نہ ط، آ ط قطع کرے کہ یہ عاودہ آ کے مساوی ہو یا آ قہ کی طرح آ ط سے چھوٹا کر یہ عاودہ
 آ سے بڑا ہو یا آح کی طرح اس سے بڑا کہ یہ عاودہ آ سے چھوٹا ہو بہر حال جب خط آح سے اوپر پڑا تو زاویہ
 زاویہ ب آ سے بھی چھوٹا ہوا اور حصہ جاذبیت ایک عاشرہ تک بھی نہ پہنچا۔ یہ سب صورتیں نہ معقول
 نہ مقبول، اگر ب آ ایک عاشرہ پورا ہی ہو تو قائلے میں ۵۳۴۱۹۵۵۸۳ عاشرے
 ہوتے ہیں، حاصل یہ کہ نافریت کہ ب کی طرف لئے جاتی تھی اسے پانچ ہاسٹکے چوالیس سٹکے انیس پدم
 پچپن نیل تر اسی کھرب تنا نوے ارب تنا نوے کروڑ تنا نوے لاکھ تنا نوے ہزار نوے سو تنا نوے صے کھینچے
 ملے گی اور جیسا کہ ط کی طرف لاتی تھی صرف ایک حصہ کھینچ سکی یہ نہ معقول ہے نہ اس کی
 کوئی وجہ نہ کوئی اتنا فرق مانتا ہے نہ مانی سکتا ہے۔ جانتے ہو کہ ایک عاشرے کی تو کتنی ہے ط شمس
 یا تھارے طور مدار زمین میں جس کا قطر اوسطاً اٹھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل ہے ایک بال کی نوک کا لاکھواں
 حصہ بھی نہیں محیط ۳۶۰ درجے ہے درجہ ۶۰ دقیقہ اور ہم نے حساب کیا اس مدار ایک دقیقہ ستائیس ہزار
 تیس میل ۵۵ ہے اور ہر میل ۶۰ انچ ۸۴ انچ، ہر انگل چھ سو ہرچو دم اس پتر کی کے چھ بال، تو ایک
 درجے میں صرف ۳۸۰۰ ۳۹۳۱۱۶۱۸۰ بال ہوتے کہ پچاس کھرب بھی نہیں، اور ایک درجے میں
 عاشرے ۶۰۴۶۶۱۷۶۰۰ ہوتے ہیں کہ چھ سٹکے سے بھی زائد ہیں اس پر تقسیم کئے گئے

۸ حاصل ہوا یعنی اس مدار عظیم کا عارضہ ایک ہال کی نوک سواہ کے شعروں سے ایک حصہ ہے کیا ہا ذہبت
اتنا ہی کھینچ سکی باقی سارا تاثر تا فریت کے گئی، ۱۰ اجرم واجب کہ ج ۵ ح سب مغرب آئیں اور بوندہ ہمیشہ
گھٹتا جائے بلکہ انصافاً اگر نصف قاتے سے فرق کرے گا بھی تو قلیل اور ۶ وغیرہ ۱۲۵ درجے سے کچھ بھی کم
ہوں گے اور قریب بین فرق سے دامن بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ زمین آفتاب سے لپٹ جائے اب مدار
پنانے کی خبریں گئے۔

رقی و ہمہ اقول انہم بر علم تو یہاں بعد کی کبیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطق اول کم
ہوتا گیا، دوم میں زیادہ، سوم میں پھر کم، چارم میں پھر زیادہ، اور شمس سے نصف حقیقی میں کم ہوتا گیا
نصف ادبی میں زیادہ (۲) کیا وجہ ہے کہ تا فریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے
مشورے لے کر میں نطق میں جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر لکھتے کہ نطق
اول و سوم میں تا فریت ضعیف ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعد کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطق دوم و چارم
میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔

اقول یہ محض ہر س ہے اؤ کلا اس کے اس اختلاف قوت و ضعف کا کیا سبب ہے۔
ثانیاً کیوں انہیں نطقوں پر اس کا یعنی مختلف مرتب ہے۔

ثالثاً نطق دوم میں مرکز سے بعد بڑھتا ہے شمس سے قرب کیا وہی تا فریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی
اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے جو تھار سے طر پر ریل
قوت تا فریت ہے۔

۱۱ ابعداً نطق سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا ہے اور شمس سے بعد کیا وہی تا فریت اب یہاں اٹلی
ہو کہ مرکز کے حق میں کمزور پڑتی اور شمس کے لئے تیز ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال ہر پرست
پڑتی جاتی ہے جو دلیل ضعف تا فریت ہے مگر یہ کہہ کر کہ تا فریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے اسے
مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے لیکن وہ اپنی طاقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے اور جب سسر پر
آگئی ہے اس وقت جاگتی ہے مگر پھر بھی غائبانہ ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پر آگئی دوسری آنکھ
سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے یوں آپ کا نظام پاسے کا دیکھو شکل مذکور ۱۲ فقط آ یعنی ادبی پر
تا فریت دونوں آنکھوں سے سوتی فاضل پڑی خزانے لے رہی ہے اور اس کی دشمن جا فریت اپنا کام
کر رہی ہے زمین کو چپکے چپکے مرکز و شمس دونوں سے فریب لاد رہی ہے سپہ حایوں نہیں کھینچتی کہ تا فریت
ہاگ اٹھے گی نندہ ابجی نتراتی میر بکری بجاتی لاد رہی ہے یہاں تک کہ نقطہ تر یعنی ایک کنارہ قطر اقصیٰ

پر لے آئی جہاں مرکز سے غایت قریب ہے اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف سے کھلی کہ اسی طرف سے
 زد آئی تھی زمین کو مرکز سے لے کر بھاگی اور دُور کرنا شروع کیا مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب سو
 رہی ہے اسے غیر نہیں کہ شمس سے دُور کرتی تو مرکز سے تو قریب لا رہی ہوگی یہاں تک کہ نقطہ کا پر دو بارہ مرکز
 سے غایت قریب میں آئی البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں اور زمین کو دونوں سے دُور لے کر بھاگی یہاں تک
 کہ نقطہ آپہنچی کھینچے تان کی محنت بہت اٹھائی تھی سال پُر ادا دڑتے دڑتے ہو گیا یہاں اگر چاروں شانے
 پست دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی اور پھر وہی دورہ شروع ہوا، یہ فسانہ عجائب یا بوستان خیال
 تم تسلیم کرو کوئی مائل تر ہے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔

ترقی یا زرد ہم : اقول یہاں سے ایک اور زد کا دروازہ کھلا ہر غیر ممنون جانتا ہے کہ نافریت کا اثر
 بعید کرنا ہے جیسے ہا ذبیت کا اثر قریب کرنا اور تم خود کہتے ہو کہ جتنی جا ذبیت قوی ہوگی اتنی نافریت زور پر کُشدگی
 کہ اس کی مقاومت کر سکے (دش) اتنی قرین قیاس ہے آگے کہتے ہیں کہ جتنی نافریت قوی ہوگی چال تیز
 ہوگی (دش) یہ بھی قرین قیاس تھی اگر وہ چال تیز ہوتی جو بعید کرے لیکن نافریت کی بدستوری سے چال وہ تیسرے
 ہوتی ہے جو زمین کو شمس سے قریب کرے یعنی نصف فیضی میں اور مرکز سے تو کو نفاق اول رو کو حاضر کر جتنی
 چال تیز ہوتی ہے اتنا مرکز سے قرب بڑھتا ہے یہ الٹی نافریت کیسی !

زرد و زرد ہم : اقول جانے دو کیسی بھی چال سہی بڑی اوندھی مگر جا ذبیت اگر کوئی شے ہر تو نصف
 فیضی میں اس کی قوت ہر وقت بڑھنا آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز آفتاب قریب سے بڑھتا جاتا
 ہے تو اگر نافریت ہوتی واجب کہ وہ بھی واقعی بڑھتی جس طرح جا ذبیت فی الواقع بڑھی ذکر عرض برائے
 گفتن اور اس کے واقعی بڑھنے کو لازم تھا کہ چال حقیقت میں تیز ہو جاتی لسیکس تمام مقلد کا اتفاق
 اور تمہیں خود مسلم ہے کہ شمس کہو یا زمین اس مدار پر دورہ کرنے والے کی چال ہمیشہ تھسا ہے کبھی نہ سست
 ہوتی ہے نہ تیز، ہمیشہ مساوی وقروں میں مساوی قوسیں قطع کرتی ہے اگرچہ دوسرے دائرے کے
 اعتبار سے دیکھنے والوں کو تیز و سست نظر آئے (دیکھو مشا) تو ثابت ہوا کہ نافریت باطل ہے کہ انتفاع
 لازم کو انتفاع ملزوم لازم ہے یعنی ترقی جا ذبیت تو مشاہدہ ہے اگر نافریت واقعی میں ہوتی تو اس وقت ضرور
 بڑھتی اور اس کے بڑھنے سے چال واقعی تیز ہوتی لیکن اسلاف نہ ہوتی تو نافریت کو ضرور غلط ہے تو گردش زمین باطل
 ہے کہ بے نافریت اس کا پیسہ اٹھکے گایا یوں کہتے کہ اس کی گردش دو پیسے ہیں نافریت و جا ذبیت ایک کے گردانے
 نے زمین کی گاڑی نہیں میں گاڑی کہ چل نہیں سکتی، ورنہ الحمد۔

فصل دوم

جاذبیت کا رد اور اس کے بطلان حرکت زمین پر پچائش دلیلیں

ردِ اول : اقول اہل ہیأت جدیدہ کی ساری مہارت دیا فیض و ہندسہ و ہیأت میں منہک ہے عقیدات میں ان کی بضاقت قاصر یا قریب مغربہ وہ نہ طریق استدلال جانتے ہیں نہ ادب بحث ، کسی پڑھے ماننے والے کی بے دلیل باتوں کو اصول موضوعہ ٹھہرا کر ان پر بے سرو پا تعزلیات کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر رونق دے کر گویا ان کیلئے سے دیکھیں ہیں بلکہ مشاہدہ میں غلطی ٹپسکتی ہے ان میں نہیں ای کے عقائد کا قائل ہوں تو سننا نہیں جانتے نہیں تو کھن نہیں چاہئے ، سمجھیں تو ماننا نہیں چاہتے ۔ دل میں مان بھی جاتیں تو اس نیکر سے بھرنا نہیں چاہتے ۔ جاذبیت ان کے لئے ایسے ہی مسائل سے ہے اور وہ اس درجہ اہم ہے کہ ان کا تمام نظام محسسی سارا علم ہیأت اسی پر مبنی ہے وہ باطل ہو تو سب کچھ باطل ، وہ لڑکوں کے کھیل کے برابر برابر کھڑی ہوئی ایٹمیں ہیں کہ ایک گراؤ سب گرجائیں ایسی چیز کا روشنی قاطع دلیل پر مبنی ہونا تھا نہ کہ محض خیالی نیوٹن پر ایک سیب ٹوٹ کر گرتا ہے وہ اس سے یہ انکل دوتا ہے کہ زمین کی کشش ہے جس نے کھینچ کر گرایا مگر اس پر دلیل کیا ہے جواب ندارد ۔

اذلا حقائق عالم افعال میں میل سفلی مانتے ہیں کیا وہ میل اس کے گرانے کو کافی نہ تھا یا میل نجبہ انہوں نے کچھ سکتا تھا کہ ثقل کے استقرار کو وہ محل چاہئے جو اس کا بوجھ سہارے سیب وہی ٹوٹے گا جس کا علاقہ شاخ سے ضعیف ہو جائے وہ مرکز و ثقل اب اس کا بوجھ د سہارے کے در نہ بھی نہ ایک ساتھ ٹوٹ جاتیں ، اور تو ضعیف علاقہ کے سبب شاخ سے چھوٹا اور اس سے نرم تر طار ہوا کا طار اسے کیا سہارتی لہذا

الحق تبلیغ و مطلقاً جاذبیت سے انکار نہیں کہ کوئی شے کو جذب نہیں کرتی مطلقاً طیس و کربا کا جذب مشہور ہے بلکہ جاذبیت شمس وارض کا رد مقصود ہے اول کا لفظ اتہ کہ اس کی بنا پر حرکت زمینی ہے اور دوم کا اس لئے کہ اسی کو دیکھ کر اس میں بلا دلیل جذب مانا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

اس سے کثیف تر ملا۔ درکار ہوا کہ زمین جو پانی کیا اتنی کھجڑ سخی یا بطلان میل پر کوئی قطعی دلیل قائم کر لی اور جب کچھ نہیں تو جاذبیت کا خیال محض ایک احتمال جو محتمل مشکوک ہے ثبوت بات پر علوم کی بہت رکھنا کار فرماں نیست (عقائد وں کا کام نہیں ہے۔)

ثانیاً لطیف یہ کہ یہی حیات جدیدہ والے جا بجا ثقیل میں میل سفلی جتنے خفیف میں میل علوی کو جلتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ میل جاذبیت کا سا را میل کاٹ دے گا جب ثقیل اپنے میل سے گرتا سیب کا ٹوٹنا جاذبیت پر کہاں دلالت کرتا ہے یہ یقین و احتمال و طریق استدلال و منصب مدعی و سوال سے ان کی نادانگی ہے مطلق کے لئے علت و درکار ہے جب ایک کافی و دوائی علت موجود اور تمہیں بھی مسلم ہے تو اسے چھوڑ کر دوسری بے ثبوت کی طرف اسے منسوب کرنا کون سی عقل ہے۔ بالفرض اگر علت کا فیہ معلوم نہ ہوتی بلا دلیل کسی شئی کو علت بنا دینا مردود ہوتا ہے وہاں یہ کہنا متنازعہ نہیں معلوم نہیں کہ یہ کہ کافی علت موجود و مسلم ہوتے جتنے اس سے فرار اور دوسری بے دلیل قرار جاذبیت کے رد کو ایک یہی بس ہے یہاں سے ظاہر ہوا جاذبیت پر پانی یا لقیب انہیں مجبورانہ میل طبعی کے انکار پر لانا ہے اگرچہ وہ نادانی سے کہیں مقرر ہوں اگرچہ وہ بے دلیل منسکہ ہوں (ملا ملا) اور میل طبعی کا ثبوت بجز احتمال ہی جاذبیت کو باطل کرتا ہے کہ جب میل ہے جاذبیت کی کیا حاجت اور اس کے وجود پر کیا دلیل، یہ تقریر بعض دلائل آئندہ میں غور و خاطر ہے۔

رقہ دوم، اقوال فرض کردم کہ سبب گرنے سے زمین پر جاذبیت کا آسیب آیا مگر اس سے شمس بن جاذبیت کیسے کبھی گئی جس کے سبب گردش کا طوار ہانہ دیا گیا اس پر بھی کوئی سیب گرتے دیکھا یا یہ ضرور ہے کہ ہر کچھ زمین کے لئے ثابت ہو آفتاب میں بھی ہو۔ زمین بے نور ہے آفتاب سے منور ہوتی ہے آفتاب بھی بے نور ہوگا کسی اور سے روشن ہوگا یونہی یہ قیاس اس ثالث کو نہ چھوڑے گا اس کے لئے

مثلاً ج مثلاً قتل جیشہ اجسام کو جانب سفلی کھینچتا ہے۔ مثلاً اجسام کو جانب پائیں مائل کرتا ہے۔ مثلاً اجسام بقدر ثقیل مطلق سے قرب کے طالب پانی ہمیشہ یا طبع بلندی سے پستی کی طرف میل کرتا ہے مثلاً بخار جتنا ہلکا ہوگا زیادہ بلند ہوگا۔ مثلاً بخار ہوا سے زیادہ نلایت و خفیف لہذا میل علوی کرتا ہے۔

مثلاً حرارت آفتاب کے سبب اجزائے آب ہلکے ہو کر قعر بالا کرتے ہیں یونہی زمین کے جملہ حصے اجزاء حرارت و قفٹ کے باعث۔ مثلاً ابر بحسب ثقل یا لطافت نیچے یا اوپر حرکت کرتا ہے۔ ط مثلاً منجمد اجسام کے تمام اجزاء مل کر زمین کی طرف میل کرتے ہیں اور سیال اجسام کا ہر جز جدا میل زمین کرتا ہے مثلاً ۱۴ ہوا گرمی سے ہلکی ہو کر بالا صعود کرتی ہے یونہی جمعہ ۱۵ میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

بہر حال وہ جرم کہ اس کے ۱۲ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی کیا مقادیرت کر سکتا ہے تو
 گرد و دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جانا کیا ۱۲ لاکھ اختصاص مل کر ایک کو کھینچیں اور وہ دوری چاہے
 تو بارہ لاکھ سے کھینچ دے گا بلکہ ان کے گرد گھومے گا اور کامل علیٰ زور ہے کہ کسی قوت کا قوی پر کم ضعیف ہو جانا
 محتاج علت ہے اگرچہ اسی قدر کہ نذال علت قوت جبکہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب اگر ۳۱ لاکھ میل
 سے زائد زمین کو قریب کھینچ لاتی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ دور
 بھاگ گئی حالانکہ قریب موجب قوت اثر جذب ہے (مثلاً) تو حسیض بر لاکر جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا
 اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہونا جانا لازم تھا کہ نہایت قریب پر آکر اس کی قوت سست پڑے اور زمین
 اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے شاید جو اتنی سے جزوی تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے
 قوت تیز ہوتی ہے اور جزوی سے ہر لاتی تک بچو کا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دویم اگر برابر کے ہوتے
 تو یہ کنٹیکٹ ظاہری بنتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ نہ کہ وہ جرم
 کہ زمین کے ۱۲ لاکھ اشال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور میں شباب اثر
 جذب کے وقت سست پڑ جائے اور ادھر ایک اور ۱۲ لاکھ سے زائد پر جذب و مظلوبیت کا دورہ پورا نصف
 نصف انقسام پائے اس پر یہ عمل مقرر پیش ہو گا کہ کہ نقطہ حسیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے وہ
 زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

اقول یہ بارے کا میل عرض بے سرو پا ہے اور کلا جاذبیت و نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم
 ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی رہی گی ۱۲ لاکھ، یہاں اگر نافریت

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

۸۷۹۹۱۹۵۶ لوائیال محیط ۴۰۳۳۳۵۲۸۰ لوائیال محیط ۴۰۳۱۷۲۱۸۰ لوائیال محیط ۴۰۳۱۷۲۱۸۰ لوائیال محیط ۴۰۳۱۷۲۱۸۰
 ۱۰۵۹۰۵۲۹ لوائیال قطر شمس = ۵۰۹۳۷۷۹۵۷ لوائیال قطر شمس = ۳۰۸۹۸۳۵۹ لوائیال قطر زمین
 = ۲۰۰۹۲۲۹۸۰ لائبیت قطبیں ۳۰۸۹۸۳۵۹ لوائیال قطر شمس = ۳۰۸۹۸۳۵۹ لوائیال قطر زمین
 لائبیت کریمہ ۱۳۱۳۲۵۹ لوائیال قطر شمس = ۳۰۸۹۸۳۵۹ لوائیال قطر زمین
 اور ایک دقیقہ محیط ۲۷۷۲۲۰۵ میل اور قطر شمس ۲۷۷۲۲۰۵ میل اور ۵۰۹۳۷۷۹۵۷ لوائیال قطر زمین کے ۱۰۹۶۵۰۹
 مثل ہے اور جرم شمس تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپچھ زمینوں کے برابر اور علمی اس کی خالق عزوجل کو ۱۲ لاکھ

بدرجہ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت بھی بحد کمال ہے کہ قریب شمس سب جگہ سے نازد ہے
نافریت جاذبیت سے چھینے تو جب کہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی!

ثانیثا اگر مساوی قوت دوسری پر غالب آسکتی ہے تو یہاں خاص نافریت کیوں غالب آئی جاذبیت
بھی تو مساوی تھی وہ کیوں نہ غالب ہوئی یہ ترجیح بلا مرجع ہے۔

ثالثا اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ کمال مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات
تو روز اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی اسی نقطہ کی تعیین کیوں ہوئی۔

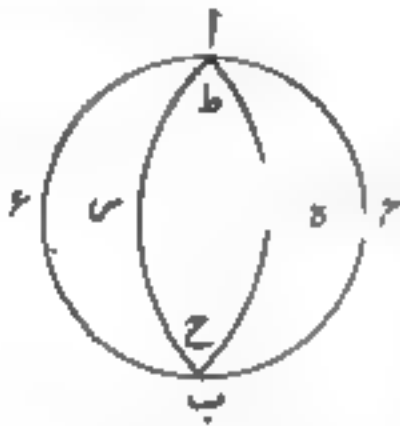
مرا بچا ہمیشہ اسی کا التزام کیوں ہوا۔

خاصثا مساوات تو تم بگھار رہے ہو ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ نقطہ اوج سے نقطہ حقیض تک جاذبیت
غالب آرہی ہے قوت کا غلبہ اس کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے جاذبیت قرب کرنا چاہتی ہے اور نافریت
دور پھینکنا مگر وہاں سے یہاں تک برابر شمس سے قرب ہی بڑھتا جاتا ہے نافریت اگرچہ پیار سے ہر بری کے
درجے پر متواتر چال تیز کر رہی ہے لیکن اس کی ایک نہیں چلتی اور جاذبیت ہی کا اثر علی الاتصال غالب
آ رہا ہے پھر کیا معنی کہ میں شہاب ظہیر پر دفعہ مغلوب ہو جائے۔

سادسثا نافریت اگر برسی ہے تو خاص نقطہ حقیض پر، یہاں تو اُنس نے زمین کو آفتاب سے بال بھر
بھی نہ پھینکا کہ غایت قرب پر ہے چھینے لگی۔ آگے بڑھ کر اس نقطہ سے چل کر شمس سے بُد بڑھتا جائے گا مگر
اس نقطہ سے سرکتے ہی نافریت بھی تیزی پر نہ رہے گی برآں ضعیف ہوتی جائے گی کہ قدم قدم پر چال سست ہوگی،
عجب کہ اپنی کمال قوت پر تو نہ چھین سکی جب ضعیف پڑی چھین لی گئی۔

سابعثا طرفیہ کہ جتنی ضعیف ہوتی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ چھین رہی ہے کہ جس قدر چال سست
ہوتی ہے اتنا ہی بُد بڑھتا ہے یہاں تک کہ اگر کمال سستی کے ساتھ نہایت بُد ہے کیا عقل سلیم ان
مسکوس باتوں کو قبول کر سکتی ہے، ہرگز نہیں، عاجزی سب کچھ کراتی ہے۔ اصول علم الہیاء نے اس پر
غذر گھڑا کہ مرکز شمس کے گرد دائرہ ہے اوج میں زمین کا راستہ اس دائرے کے اندر ہو کر ہے لہذا شمس
کی طرف آتی ہے اور حقیض میں اس دائرے سے باہر ہے لہذا انکل جاتی ہے۔

اقول اوّل کون سا دائرہ یہاں ایک دائرہ معزل المسیر لیا جاتا ہے کہ مرکز شمس کے گرد
نہیں مرکز جینی کے گرد ہے اور دونوں نقطہ اوج و حقیض پر یکساں گزرا ہوا ہے اس شکل سے

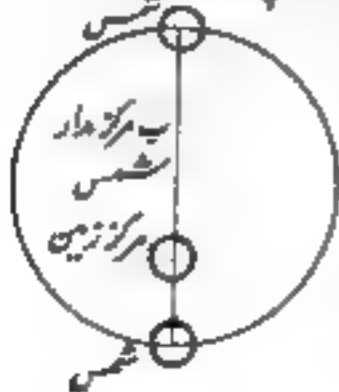


اے سب بارہ یعنی ہے مرکز ط شمس اس کے نیچے نقطہ ح پر
اوج ب حقیض مرکز ط پر بعد اٹیا ط ب سے کہ مساوی
ہیں دائرہ آب ح و معدل المسیر ہے اور اگر یہ مراد کہ مرکز شمس
پر اوج کی دوری سے دائرہ حقیض ظاہر ہے کہ زمین اوج میں
اس دائرے پر آئے گی اور حقیض میں اس سے باہر ہوگی
یعنی اس پر نہ ہوگی اس کے اندر ہوگی تو اس کے تعیین کی کیا
ملکت، کیوں کہ مرکز شمس پر حقیض کی دوری سے دائرہ کھینچنے کہ

زمین حقیض میں اس پر ہو اور اوج میں نہ اس پر نہ اندر حقیقتاً باہر معتبرہ طوطہ دائرہ معدل المسیر ہی کیوں
نہیں لیا جاتا کہ دونوں میں اس پر گزرتے۔

ثانیاً اس دائرے پر آنے کو شمس کی جانب سے اور اس سے جدائی کو شمس سے بچانے میں کیا
دخل ہے لانا جذب ہے اور کبب قرب ہے تو در سے لانا اور قریب بچانا الٹی مثلت ہے شاید نقطہ اوج
میں لانا ہے کہ طائر زمین کو پھانس لانا ہے نقطہ حقیض پر کھٹکھٹا بندھا ہے کہ بھگا دیتا ہے۔

ثالثاً اس دائرے ہی میں کچھ وصف ہے تو زمین صرف طول نقطہ اوجی ہی کے وقت وہ ایک
آن کے لئے اس پر ہوگی یہ آدھے سال آتا اور آدھے سال بھاگتا کیوں، فرض یہ کہ بنائے نہیں بنی،
ظاہر ہوا کہ چلے بھانے غرض اس کی لڑاکوں کو بھلانے کے لئے مغایط میں جا ذبیت و تافزیت کے ہاتھوں
ہرگز ماریں نہیں سکتا بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین سب کن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے
دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سو ہزار باون میل باہر ہے اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے
آفتاب کا بعد سیش یکساں رہتا مگر جو جب خروج مرکز جب آفتاب نقطہ آ پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فصل
آح ہوگا یعنی بقدر آب نصف قطر مدار شمس ب ح مابین مرکزین اور جب نقطہ ع پر ہوگا اس کا فصل



ح ع ہوگا یعنی بقدر ب ح نصف قطر مدار شمس مابین مرکزین دونوں
فصلوں میں دو چہند مابین مرکزین فرق ہوگا۔ یہ اصل گودی پر
ب ح ہے لیکن وہ بعد اوسط پر لیا گیا ہے۔ کہ مرکز مدار شمس
ب فوق اعلیٰ ح فوق اسفل جس پر زمین ہے اس میں شمس
اس مابین مرکزین ب ح مابین الفوکزین جانتے ہیں اور مابین مرکزین
ب ح اس کا نصف کہ بعد اوسط آج متعدد مابین الفوکزین پر ہے



تو بعد اوسط نصف مابین الفوکرین سے بعد البعد، نصف مذکور بعد اقرب لا جرم
شمس بہت در مابین الفوکرین و نصف مابین مرکزین حسب یہ فرق ہوگا اور
یہی نقطے اس قریب و بعد کے لئے خود ہی متعین رہیں گے، کتنی صاف بات ہے
جس میں نہ جاذبیت کا جھڑا نہ نا فریت کا کھڑا۔

رُتَبِ پچہم، جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قرع ہے، اصول علم الہیاء میں خود ہیہاۃ
جدیدہ پر ایک سوال قائم کیا جس کی توضیح یہ کہ اگرچہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دُور سے
مگر جرم شمس لاکھوں درجے زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت
سے $\frac{1}{10}$ ہے یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل، اور قمر نہیں کہ یہ زیادہ ست
ہزاروں برس سے مستقر ہے تو کیا وجہ ہے کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ چلا، تو معلوم ہوا کہ
جاذبیت باطل و محال خیال ہے اور اس کا یہ جواب دیا کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے کبھی قمر سے کم
کبھی زیادہ جیسا ان کا بعد آفتاب سے ہو تو شمس جتنا مستقر کو کھینچتا ہے زمین اپنا چاند
بچانے کو اس سے پوری جاذبیت کا مقابلہ کرنے کی محتاج نہیں بلکہ صرف اتنی کا جس قدر جاذبیت مذکورہ
زمین کو جاذبیت شمس سے زائد ہے اور یہ اس جاذبیت سے کم ہے جتنی زمین کو قمر پر ہے لہذا مستقر
آفتاب سے نہیں ملتا۔

اقول توضیح جواب یہ ہے کہ مستقر شمس سے ملنا اس جذب پر ہے جو قمر کو زمین سے جدا
کرے، جذب شمسی زمین و قمر دونوں پر ہے، تو جہاں تک وہ مساوی ہیں اس جذب کا اثر زمین سے
جدائی قمر نہ ہوگی کہ وہ بھی ساتھ ساتھ رہتی ہے، ہاں قمر پر جتنا جذب زمین پر جذب سے زائد ہوگا وہ موجب
جدائی قمر ہوتا لیکن زمین اس قدر سے زیادہ اسے جذب کر رہی ہے تو جدائی نہ ہوگی۔ فرض کرو شمس قمر کو
۹۹ گز کھینچتا ہے اور زمین سے ۱ سے ۵۵ گز کہ جذب شمس سے $\frac{1}{10}$ ہے اور آفتاب زمین کو ۹۰ گز کھینچے تو
۹۰ گز تک تو زمین و قمر مساوی ہیں مستقر پر ۹۰ گز جذب شمس زائد ہے لیکن زمین کا جذب اس پر ۵۵ گز
ہے تو جذب شمس سے بچکنا ہے لہذا شمس سے ملے نہیں پاتا۔

اقول خوب جواب دیا کہ قمر کو بڑے سفر سے بچایا، چھوٹا ہی سفر کرنا پڑا، اب کہ جذب زمین
اس پر زیادہ ہے زمین پر کیوں نہیں آگرتا، سوال کا غلط تو جذبات کا لغات تھا وہ اب کیا مثلاً قمر
شمس بہت گرا زمین پر ہی۔

رُتَبِ ششم، اقول نکتہ یہ کہ اجتماع کے وقت مستقر آفتاب سے قریب ہو جاتا ہے اور
لے اصول علم الہیاء عشا ۱۲

مقابلہ کے وقت ذور تر مالا نکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کے مجموع ہر دو جذب کی $\frac{1}{11}$ ہے صرف $\frac{1}{11}$ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس و ارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف پانچ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف گیارہ حصے، تو بقدر فصل جذب شمس $\frac{1}{11}$ جانب شمس کھینچا، نہیں نہیں، بلکہ بہت ہی خفیف، جیسا کہ ایسی رُو خیمہ میں واضح ہوا اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب ۱۶ حصے قمر کو جانب شمس کھینچے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔

غرض وہاں تغاضیل کا عمل تھا یہاں مجموعہ کا کہ اس کے سرچند کے قریب بلکہ بدرجہائے کثیرہ زائد ہے تو واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے نسبت اجتماع قریب تو آجائے حالانکہ اس کا عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ اصول الہیات مثلاً میں اس قریب و بعد کی یوں تقریر کی کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا رہتا ہے۔

اقول کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیروی کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ وہ سلسلہ آفتاب سے قریب کرنے کا مسلسل رہتا ہے یا زمین تو خطی کے بعد ایک کنارے کو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک بہت غلط شمس کھینچتی رہی اور اس کا جذب جذب شمس سے بدرجہائے کثیرہ جیسا کہ ایسی رُو خیمہ میں گزرا، پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھینچتا ہے شاید مقابلہ کی خفیف سامت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ چاہے میں کیس ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں اور کتنے ہی غالب دور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک دمانا کیونکہ وہ بڑا بڑا جاسا ہے اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سادہ مند کہ اسی پر کا رہند جب کھینچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچا یعنی اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پریشان ہوتی ہے اور بڑا کہ وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی گود سے اُسے چھین کر اُدھے دور سے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے یہاں آکر پھر بھول جاتی اور وہی انچھ چاند کے کان میں پھونکتی ہے ایسی پاگل زمین ہیأت جدیدہ میں ہوتی ہوگی، غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے اور وہ علت فنا ہو کہ علت ظاہر پیدا ہو تو فوراً غلط ہو جاتا ہے لیکن ہیأت جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہونے میں گزریں اور غلط کی علتیں باہر رو زائد ترقی پر ہیں مگر معلول اسی مردہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا ہے یعنی اور تو علت معدوم اور معلول قائم اور ادھر علت مروجہ دو ترقی اور معلوم معدوم۔

رُو خیمہ، **اقول** پھر وہ پانچ گیارہ کی نسبت تو مزعوم ہیأت جدیدہ تھی جس میں خود قاعدہ نیوٹن سے کہ جاذبیت بحسب مربع بعد بالقلب بدلتی ہے عدل تھا اس کا رُو خیمہ ۱۳ میں گزرا یہ قاعدہ نیوٹن اگر

۱۔ **اقول** ہزاروں بار جتنا ہے کہ سب ستیارسے منہ زمین ایک طرف ہوتے ہیں اور تنہا قرہ دوسری جانب اور ثوابت کا اثر جذب نہ مانا گیا ہے نہ ماننے کے قابل ہے کہ وہ سب طرف محیط ہیں تو وہ اب یکساں ہو کر اثر صفر ہوا، اب ترکیب نہیں کرتا۔ یہ تمام عظیم ہستی جمع ہو کر اپنی پوری طاقت سے اس چھوٹی سی چڑیا کو کھینچتے کھینچتے ہلکانے ہوئے جاتے ہیں اور چڑیا ہے کہ بال بخر نہیں سرکتی اس کی تیوری پر میل نہ نہیں آتا یہ کیسی جاذبیت ہے لاجن جاذبیت محض غلط ہے۔

۲۔ **اقول** تا فریت کی گندم پہلے کاٹ چکے ہیں اور بغرض باطل ہو بھی تو یہ قرار دے کہ وہ بقدر جاذبیت برکتی ہے اور چال بقدر تا فریت (نمبر) تو واجب تھا کہ جب سیارے گرد قرہ متفرق ہوتے اس کی چال کم ہوتی کہ ان کی جاذبیت باہم معارض ہو کر مستمر پائٹ کم پڑتا ہے اور جب سیارے قرہ سے ایک طرف ہوتے اس کی چال ہمیشہ سے بہت زائد ہو جاتی کہ اسے مگر جاذبیتوں کا مقابلہ کرنا ہے لیکن ایسا کسی نہیں ہوتا بلکہ والقصر قدس نہ مناسبتی (اور چاند کہ ہم نے منزل میں مقرر کیا۔ ت) کے زیر دست حکم انتظام نے اسے جس روش پر ڈال دیا ہے ہمیشہ اسی پر رہتا ہے وہ ستیاردوں کے اجتماع کی پرواہ کرتا ہے نہ تفرق کی، تو قطعاً ثابت ہوا کہ جاذبیت محض وہی ٹھرت ہے۔

۳۔ **اقول** وہ سب سے بڑا کہ بطلان جاذبیت پر شاہد بجز اوقیانوس کا وہ جو ہے، ہر روز دو بار پانی گردوں جی کہ ۷۰ فٹ تک اونچا اٹھتا اور پھر بیٹھ جاتا ہے اسے جاذبیت قرہ کے سر ڈھالنا جاذبیت ارض کو سلام کرنا ہے اگر قرہ کو اس کے بٹھ اُترے ۱۹، ۲۵ میل پر رکھے اور زمین کی جاذبیت اس کے مرکز سے لیجئے کہ پانی کو اس سے ۳۹۵۶۰۵ میل بعد ہو تو حسب قاعدہ نیوٹن اگر زمین و مستمر میں قوت جذب برابر ہوتی پانی پر دونوں کے جذب کی نسبت یہ ہوتی جذب قرہ، جذب ارض = (۳۹۵۶۰۵) = (۳۵۵۰۱۹) = ثنائی کو ایک فرض کریں کہ سوم چہارم = جذب قرہ ہو تا یعنی $\frac{15653892625}{5094496991} = 3059.42359$ ۔ لیکن قرہ میں قوت جذب زمین کی ۵۱۵ ہے لہذا اسے ۶۰۵ میں ضرب دیا حاصل ۴۶۰۰۰۰۰۰ یعنی پانی پر جذب مستمر اگر ۱۲ ہے تو جذب زمین پانچ لاکھ یا مستمر اگر ایک قوت سے جذب کرتا ہے تو زمین ۳۹۰۱۰۰۰ قوتوں سے پھر کریکر ممکن پانی بال برابر بھی اٹھنے پائے

سہ القرآن الکیم ۳۹/۳۹

سہ اصول ہر دو صفحہ مذکورہ

سہ اصول صفحہ ۲۶۴ ۱۲

ہم نے نمبر ۱ کے اعمال ج دس کے لحاظ سے پانی کا بعد مرکز زمین سے لیا اور نہ زمین سے تو اسے اصلاً بُعد نہیں اور ہم ثابت کر آئے کہ جذب اگر ہے تو ہرگز خاص مرکز نہیں تمام گردہ جاذب ہے۔

ہاں انتہائی جذب جانب مرکز ہے تو جب تک جسم و اصل مرکز نہ ہو زیر جذب رہے گا لہذا زمین پر رکھا ہو پھر بھی بھاری ہے اور وزن نہیں ہوتا مگر جذب سے تو ثابت ہوا کہ زمین میں جذب ہے تو ضرور ثقل متصل کو بھی جذب کرتی ہے بلکہ سب سے اقویٰ کہ جاذبیت قرب سے برقی ہے (۱۰) اور یہ نہایت قرب سے اب تو جذب قدر کو جذب زمین سے کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی ہے اور اگر اس سے بھی درگزر کر کے تسلیم کر لیں کہ جذب کے لئے فصل ضرور ہے تو ایک فصل معتد بہ مثلاً ایک انگل رکھتے بغرض غلط قبول کر لیں کہ قرعہ ایک انگل پانی زمین سے جُدا کر لیا اب محال ہے کہ بال کا ہزار واں حصہ اور بڑے ذکر شتر قش تک قرعہ کا بُعد اوسط ۲۳۸۸۲۳ میل ہے کہ ہر میل ۶۹۰ گز، ہر گز اڑتالیس انگل، تو بُعد قرعہ ۲۰۱۶۶۶۱۶۱۸۳۸ بیسیں ارب انگل مع زیادات ہوا۔ ایک انگل کا مربع ایک کہ جذب مستعد ہو اور اس بُعد کا مربع ۲۸۱۸۵۶۰۰۲۸۱۲۰۵۶۶۵۳۲۲۰۰۰۰ کہ جذب ارض ہوتا اگر قوت جذب دونوں گروں میں مساوی ہوتی لیکن شتر میں ۱۵ ہے تو اس حد کو ۱۵ پر تقسیم کیا جذب ارض۔

۲۰۱۳۹۶۱۱۰۲۳۸۰۱۸۵۹۰۳۰۰۰ ہوا یعنی پانی پر جذب شتر کی ایک قوت ہے تو جذب زمین کی دوسوا کہ شتر ہما سکو سے بھی سکھوں زائد ہے تو یہ محال قطعی ہوتا ہے لیکن واقع ہے تو یقیناً زمین میں جاذبیت نہیں، اگر کچھ ہیئت جدیدہ والے قویہ کہتے ہیں کہ چاند سارے گردہ زمین کو گروں، و غیبا اٹھا لیتا ہے تو پانی کا شتر قش اٹھا لینا کیا دشوار ہے۔

اقول چاند کا زمین کو اونچا اٹھالینا بڑا مذہیان ہے زمین کا وزن
..... ۱۶۹۹۳۲ سولہ ہزار نو سو ترائو سے بھرا سنگہ من اور بیس سنگہ
من ہے وہ قرعے انچاس حصے بڑی ہے بلکہ اس کا جرم جرم قسمر کا وزن میں ۸۱۰۵ کھل ہے ایسا
چٹنگی ڈیڑھ چٹانک پانچ سیر بختہ وزن پغالب آکر اسے کھینچ لے گی یا قر کو جو قسبیل کی کوئی کل دی گئی
ہے، اس کے پاس ایک کل ہوگی تو زمین کے پاس انچاس کو قبل اس کے کہ وہ اسے بال بھلاٹا کے
پر اسے کھینچ کر مٹا لے گی اور اگر بالفرض قسمر زمین کو اٹھا بھی لے تو زمین چاہے سو گز نہیں سو میل

۱۲۰۰

11 12 13

۱۰ اصول ہر دو صفحہ مذکورہ ہوا

۱۹۷۷ء

کھینچ جائے پانی کا ذرہ بھرا اٹھنا ممکن نہیں زمین کے اس طرف چاند کے خلاف کوئی دوسرا حال الوری نہ تھا جس سے چاند اسے نہ چھین سکتا اور پانی کو زمین ہمارے سنگھوں زیادہ زور سے کھینچ رہی ہے چاند اسے کیونکر کھینچ سکے گا، اس کی نظیر یہ ہے کہ مثلاً سیر بھروزن کے ایک گولے میں گولے کا پتر نہایت مضبوط کیلوں سے جڑا ہوا ہے تم اس گولے کو ہاتھ سے کھینچ سکتے ہو لیکن اس پتر کو گولے سے جدا نہیں کر سکتے جب تک وہ کیلیں نہ نکالو یہاں پانی پر وہ کیلیں صدمہ ہمارے سنگھوں طاقت سے جذب ہے جب تک یہ معدوم نہ ہو پانی ہزاروں چاندوں کے بجائے ہل نہیں سکتا لیکن ہٹا کیا گزوں اٹھتا ہے تو ضرور جذب زمین معدوم ہے وہو المقصود۔ اگر کئے ضرور اس سے زمین کی جاذبیت تو باطل ہوگئی لیکن قرکی تو مستلزم رہی۔

اقول اولاً مقصود ابطال حرکت زمین ہے وہ جاذبیت شمس پر مبنی اور اوپر گزارا کہ زمین ہی میں جاذبیت گمان کے شمس کو اس پر بنا دلیل قیاس کیا ہے جب یہی باطل ہوگئی قیاس کا دریا ہی جل گیا شمس میں کہاں سے آئے گی یا یوں کہے کہ حیات جہ یہ کا وہ کلیہ کہ ہر جسم میں بقدر مادہ جاذبیت ہے جس کی بنا پر شمس میں اس کے قوتی جاذبیت اور اس کے سبب زمین کی حرکت مانی تھی باطل ہو گیا اور جب معلوم ہو گیا کہ بعض اجسام میں جذب ہے بعض میں نہیں تو جذب شمس پر دلیل نہ رہی لیکن کہ شمس انہیں اجسام سے ہو جن میں جذب نہیں۔

ثانیاً مد کا جذب کرے ہونا بھی بوجہ کیونکہ شمس ہے جن کا بیان نمبر ۱۶ میں گزارا۔
رَوِّ یا زدہم، اقول جو دوسری طرف کی مد کی توجہ کی کہ زمین اُٹھتی ہے اور ادھر کے پانی کو چھوڑ آتی ہے۔ جاذبیت ارض کی نفسی پر دلیل روشنی ہے سمت موابج کے پانی پر توازن و مستمر کا تجاذب تھا یہ غلط مان لیا کہ مستمر غالب آیا، سمت دیگر کے پانی کو تو دونوں جانب زمین ہی کھینچ رہی ہے اسے زمین نے کیونکر چھوڑا مستمر کا جذب اس پر کم تو زمین کا جذب تو بقوت اتم ہے اور یہاں اس کا معارض نہیں پھر چھوڑ دینے کے کیا معنی!

رَوِّ دو از دہم، اقول یہ جو حیات جدیدہ نے اقرار کیا کہ جذب مستمر میں پانی زمین کا لازم نہیں رہتا مگر کی جانب سراج میں بوجہ لطافت و قرب آب پانی زمین سے زیادہ اٹھتا ہے اور دوسری طرف بوجہ ثقل آب زمین پانی سے زیادہ اُٹھتی ہے یہ بڑے کام کی بات ہے اس نے زمین پر جاذبیت شمس کا نفس خاتمہ کر دیا اگر وہ منسحب ہوتی تو جب جذب مستمر سے یہ حالت ہے جو انتہا درجہ صرف ۵۰ ہی فٹ اٹھا سکتا ہے تو جذب شمس کہ زمین کو ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ کھینچ لاتا ہے واجب تھا کہ پانی پر اسی ۵۰ فٹ اور ۳۱ لاکھ ۱۶ ہزار باون میل کی نسبت سے اس شدہ و اتوی ہوتا سامنے کے پانی زمین کو چھوڑ کر

لاکھوں میل چلے جاتے زمین نری سرکھی رہ جاتی یا قوت جذب کے سبب قوت مغزیت پانی کو زمین سے بہت زیادہ جلد تر گھٹاتی یا قوت ساری زمین پانی میں ڈوب جاتی اگر پانی پھیلتا یا ہر سال سارے جنگل اور شہر غرقاب ہو کر سمندر ہو جاتے اور تمام سمندر پھیل زمین ہوجایا کرتے اگر پانی اتنی ہی مساحت پر رہتا۔

ترقی سیزویم : اقول ہوا تر پانی سے بھی لطیف تر ہے اور بہ نسبت آب آفتاب سے قریب بھی زیادہ تو اس پر جذب شمس اور بھی اقوی ہوتا اور رو سے زمین پر ہوا کا نام و نشان نہ رہ جاتا یا قوت مغزیت اس سے آتی تو ہوا کو زمین سے بہت زیادہ گھٹاتی اب اگر ہوا بھی مثل زمین مشرق کو جاتی تو ہمارے طور پر لازم تھا کہ پتھر جو سیدھا اور پھینکا جاتا بہت دور مشرق میں جا کر گرنا کہ ہوا کی تیزی زمین سے دو چاند ہی ہوتی اور پتھر مثلاً ۲ سیکنڈ میں ۱۶ فٹ اوپر چڑھتا اور ایک سیکنڈ میں نیچے اترتا تو اس عین سیکنڈ میں زمین ۱۹۶۲ گز چلتی لیکن ہوا کہ ان سیکنڈوں میں پتھر جس کا تابع رہا ۳۰۳۸۶ گز جاتی تو پتھر ۱۹۶۲ گز دور جا کر اترتا حالانکہ جہاں سے پھینکا تھا وہی اترتا ہے اور اگر ہوا غرب کو جاتی تو پتھر ۵۵۸ گز دور غرب میں گرنا کہ عین سیکنڈ میں زمین کا وہ موضع جہاں سے پتھر پھینکا تھا ۱۹۶۲ گز مشرق کو چلا اور پتھر باقیات ہوا وہاں سے ۳۰۳۸۶ گز غرب کو گیا مجموعہ ۵۵۸ گز ڈھائی میل سے زیادہ کا فاصلہ ہو گیا لیکن وہاں کا وہی گرنا ہے تو یقیناً جذب شمس و حرکت زمین دونوں باطل۔

ترقی چارویم : اقول کتنی واضح و فیصلہ کن بات ہے کہ غرض کا تختہ دو برابر جتنے کر کے ایک ایسا ہی پھیلا ہوا ایک پتے میں رکھو اور دوسرا گولی بنا کر کہ پتے سے مساحت میں دسواں حصہ رہ جائے اگر جاذبیت ہے واجب کہ اس کا وزن گولی سے دس گنا ہو جائے کہ جذب بحسب مادہ جاذب بدلے گا (مثلاً) اور مادہ مجذب و جذب یہاں واحد ہیں اور اول کے مقابل زمین کے دس جتنے ہیں تو اس پر دس جذب ہیں اور گولی پر ایک اور وزنی جذب سے پیدا ہوتا ہے (مثلاً) تو واجب کہ اس کا وزن گولی وہ گنا ہو حالانکہ ہر ہتھ باطل ہے تو جذب قطعاً باطل بلکہ ان کا جھکنا اپنے میل طبعی سے ہے اور نوع واحد میں میل بحسب مادہ ہے اور یہاں مادہ مساوی لہذا میل برابر لہذا وزن یکساں۔

قائدہ : اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو مختلف گروں پر ششی کا وزن مختلف ہو جانا بتایا تھا (۱۵) سب محض تراشیدہ خیال باطل تھے ورنہ جیسے وہاں جذب شمس و ارض میں ۱ و ۲ کی نسبت تھی یہاں بھی دونوں حصے زمین میں اور ۱۰ کی نسبت ہے اور ۱ و ۲ اور ۱۰ کی ہو سکتی ہے۔

ترقی پانزدہم : اقول واجب کہ وہ تختہ اور گولی دونوں ایک مسافت سے ایک وقت میں

زمین پر اتریں کہ اگر تختہ پر ہوا کی مزاحمت وہ چند ہے تو اس پر زمین کا جذبہ بھی تو وہ چند ہے۔ بہرحال مانع و مقننی کی نسبت دونوں جگہ برابر ہے تو اترنے میں مساوات لازم حالانکہ قطعاً تختہ ویر میں اترے گا تو ثابت ہو کہ مقننی جذب نہیں بلکہ ان کا طبعی میل کہ دونوں میں برابر ہے تو مقننی مساوی ایک پر مانع وہ چند لا جرم دیر کرے گا۔

رَوِ شَانِزْدہِم، اَقُول ملا جلا کثیف تر ہا ذبیت بیشتر (عنا) تو وزن اکثر (عنا) تو پانی میں یہ نسبت ہوا وزن بڑھنا چاہئے حالانکہ عکس ہے اسناد اور یکاں بیرو کی نے سو شغال سونا ہوا میں تول کر سونے کا پتہ پانی میں رکھا اور ہاش کا ہوا میں، پتہ ۳۴ شغال رو گیا۔ بیسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا۔ ہم نے سونے کے کرے کہ ہوا میں ایک چٹانک چار روپے ایک چوٹی ڈیڑھ ماشے بھر سونا تھے پانی میں تولے سونے کا پتہ سطح آب سے ملے ہی ہلکا پڑا وزن کا پتہ ہوا میں جبکہ سونے کا پتہ پانی کے اندر پچھا وزن صرف ایک چٹانک تین روپے بھر رو گیا دسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا، یہ کی مقلات آب و ہوا و موسم سے بدلے گی۔ ابوریحان نے تجویز کا پانی زیادہ و غواہ زم میں فصل خریف میں تولادہ ہم نے کنویں کا پانی اپنے شہر میں موسم سرد میں میل طبعی پر، اس کی وجہ ظاہر ہے میل بقدر وزن جھکاتا ہے اور جس طایفہ میں ہے وہ بقدر کثافت مزاحمت کرتا ہے وزنی دونوں پلوں کا برابر ہے ہوا میں دونوں کا مزاج بھی برابر تھا برابر ہے جب ایک پانی سے ملا جھکنے کا مقننی کہ میل ہے اب بھی بدستور برابر ہے مگر ٹھیکے کا مزاج اس پتے پر بہت قوی ہے کہ پانی ہوا سے بدرجہا کثیف تر ہے لا جرم یہ کم جھکا اور ہوا کا پتہ زیادہ، فافہم و تاقی۔ لیکن بریلے جا ذبیت یہ اصل نہ ہی سکے گا کہ جس کثافت آب نے مزاحمت بڑھاتی ہے اسی کثافت نے اسی نسبت پر وزن بھی بڑھایا ہے تو مانع و مقننی برابر ہو کر حالت بدستور رہنی لازم تھی اور ایسا نہیں تو ضرور یا ذبیت باطل ہے اسلئے طبعی میں کہا سبب اس کا یہ ہے کہ پانی اوپر کی طرف زور کرتا ہے لہذا سونے کو سہارا دے کر وزن کم کرتا ہے۔

اَقُول افکا اگر اس سے صرف نیچے جانے کی مزاحمت مراد تو ضرور صحیح ہے اور اس کا جواب بھی سن چکے اور اگر یہ مقصود کہ پانی سونے کو اوپر پھینکتا ہے جیسا کہ اوپر کی طرف زور کرنے سے ظاہر تو عجیب جمل شدید ہے پانی اپنے سے ہلک چیز کو اوپر پھینکتا ہے کہ خود اس سے زیادہ اسفل کو چاہتا ہے اپنے سے بھاری کو سہارا دے تو ہوا بلکہ کوئی چیز پانی میں نہ ڈوبے۔

ثانیاً ایسا ہوتا ہے کہ زمین پر تازہ زود ہو گا جب پانی اپنے سے ہلکی بیماری ہر چیز کو چسبنا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی طبیعت میں وضع ہے اور دفع ضرر جذب ہے تو اس کی طبیعت میں جذب نہیں اور وہ زمین ہی کا جز ہے تو زمین میں نہیں تو شمس میں کس دلیل سے آئے گا اور حرکت زمین کا انتظام کدھر جیسے تھا۔

ترجمہ مخدوم، اقول ایک بڑی مشک اور ایک مشکیزہ ہوا سے خوب بھر کوئٹہ باندھ کر پانی میں بٹھانا چاہو تو مشک زیادہ طاقت مانگے گی اور دیر میں بیٹھے گی اور بٹھا کر چھوڑ دو تو مشکیزہ سے جلد اوپر اٹسے گی اور ایک بڑا پتھر اور ایک چھوٹا اوپر جھڑوا کر دیکھیں کہ پتھر تو بڑا زیادہ طاقت چاہے گا اور دیر میں جائے گا اور چھوٹے سے جلد اتر آئے گا، پانی کا دھاڑا اگر مشکوں کو اٹھاتا اور زمین کا جذب پتھروں کو گرانا تو قسراً قوی پر ضعف ہوتا ہے اور اضعف پر اقوی چھوٹا پتھر اور مشکیزہ جلد آتا ہے، اور بڑا پتھر اور مشک دیر میں۔ ہاں ہاں یہ کہنے کے بڑے کا دافع بڑا ہے زیادہ دفع کرے گا تو وہ مدفع بھی تو بڑا ہے کہ مدفع بگاڑا تو قنایت یہ کہ نسبت برابر ہے دونوں برابر انھیں مشک پر زیادہ کیوں، یونہی جذب میں اگر کتنے مشک اور بڑے پتھر نے یہی جلدی کی کہ نیچ میں چلا جائے ہے بڑی چیز اس کے چرہ پر زیادہ قادر ہے تو اولاً بڑے کا حامل بھی بڑا ہے تو نسبت برابر ہی۔ یہ وجہ کہ بڑی چیز اثر قسراً قبول کرتی ہے تو پانی کے دباؤ سے مشک کیوں جلد اٹھی اور زمین کے جذب سے بڑا پتھر کیوں جلد آیا، اگر کتنے جذب بکس مادہ ہے بڑے پتھر میں مادہ زائد تھا اس پر جذب زمین زیادہ تھا لہذا دیر میں اُپر گیا اور جلد نیچے آیا۔

اقول اولاً یہ مردہ دسے دیکھو گا۔

ثانیاً خود اس قول کو تفاوت اثر سے انکار ہے (علا) ثالثاً یہ وہی بات ہے کہ ہاذا بیت کا قتل پڑا لگا رکھے گی تمہارے یہاں وہی اجزا اُسے دمیتر اطمینان بالطنین ہیں (عش) تو جذب کیوں ہو وہ اپنی طبیعت سے طالب سفلی ہوں گے۔ مابعداً بڑی مشک کی ہوا میں بھی مادہ زیادہ ہے اور حیاتِ جدیدہ میں ہوا بھی ثقیل مانی گئی ہے (عشا) تو بلاشبہ بڑی مشک پر جذب زمین زائد ہے پھر دیر میں نیچے کیوں جیٹی اور جلد اوپر کیوں آئی، اگر کہتے پانی اس سے زیادہ ثقیل ہے لہذا زمین اسے زیادہ جذب کرتی ہے اس لئے یہ اوپر منفع ہوتی ہے۔

اقول اولاً یہ وہی قول مردود ہے کہ جذب بکس مجذوب ہے۔

ثانیاً دفع بکس نسبت ثقل ہو گا پانی اس مشک سے اقل ہے اور مشک یہ مشکیزہ سے تو مشک پر جذب زمینی مشکیزہ سے زائد ہوا اور دفع مشکیزہ سے

کم تو واجبہ کہ مشک جلد بیٹھے اور شکیزہ جلد اٹھے حالانکہ اگر بالکس ہے یا بدستور بلحاظ نسبت تساوٰی رہے۔ غرض کوئی کل شیک نہیں بیٹھتا اُحد اگر جذب کو چھوڑ کر میل طبعی مانو تو سب موجد ہیں ہوا کا میل فرق اور جبر کا قوت ہے مشک پر باد کا بیٹنا اور پتھر کا اوپر جانا خلاف طبع تھا، اس لئے اکبر نے زیادہ مقاومت کی اور دیر ہوئی اور مشک کا اٹھنا اور پتھر کا گرنا مقتضائے طبع تھا لہذا اکبر نے جلد ہی کی۔

رقیہ ہیز و ہم : اقول شے واحد پر بعد واحد سے جاذب واحد کا جذب مختلف ہونے کی کوئی وجہ نہیں تبلیہ بعد (علا) پھر مایٹر کا پارہ ہوا سے معتدل میں ایک جگہ پر قائم ہے اس پر جذب زمین کی ایک مقدار معین محدود ہے جو ان کے مادوں اور اس کے بُعد معین کا تقاضا ہے اب اگر ہوا گرم ہوئی پارہ اوپر چڑھے گا کیا جذب زمین کم پڑے گا، کیوں کم ہوا، اس وقت بھی تو زمین و ذہن انہیں مادوں پر تھے وہی بُعد تھا گرمی نے زمین یا پارے میں سے کچھ کتر دیا یہاں اگر پارہ ٹھہرے گا جب تک اسی گرمی پر ہے، اب ہوا سرد پڑی پارہ نیچے اترے گا اور خطا اعتدال پر بھی نہ ٹھہرے گا۔ کیا جذب زمین بڑھے گا کیوں، اب بھی تو ارض و سیلاب کے وہی مادے وہی بُعد تھا سردی نے زمین یا پارے میں کوئی پیوند جوڑ نہ دیا یہ اختلاف ہوا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کہ پارہ ہوا سے ہمیشہ اٹقل ہے۔ گرمی ہوانے اگر اس میں کچھ خفت پیدا کی تو اس سے پہلے جو میں اس سے زیادہ پیدا ہو چکی بلکہ لطافت و کثافت ہوا کا کس ہے، لا جرم جذب غلط ہے بلکہ برودت موجب ثقل ہے، اور ثقل طالب سفلی، اور حرارت موجب خفت ہے، اور خفت طالب علوی۔

رقیہ نور و ہم : اقول بخانات پیدا ہوتے ہی اوپر جاتے ہیں ان کا مرکب اجزائے مائید و ہوائیہ سے ہے اور ان کے نزدیک ہوا بھی ثقیل ہے (علا) اور پانی اٹقل کہ ہوا سے سات سو مشرب یا آٹھ سو گنی یا آٹھ سو ترائیس مثل بھاری ہے اور ظاہر ہے کہ جو ثقیل و اٹقل سے ایسا مرکب ہو وہ اس ثقیل سے اٹقل ہو گا تو بخار ہوا سے بھاری ہے تو یہاں وہ مذر نہیں چلتا جو پانی کے تیل کو پھینکنے میں ہوتا کہ بھاری چیز ہلکی کو پھینکتی ہے کہ ہلکی بھاری کو، پھر ان کے جانے کی کیا وجہ ہے، زمین اگر انہیں جذب کرتی تو کون چیز انہیں زمین سے چھین کر اوپر لے جاتی، کیا کوئی سیارہ تو شب کا وہ وقت لیجئے کہ کوئی سیارہ

نصف النهار بلکہ افق پر اصل نہ ہو جیسے وہ زمانہ کہ استیارات و قمر نور سے منسلک ہو اور طالع راس الحمل یا ثوابت تو ہمارے سنگسوں میل دور سے اجزائے زمین کو خاص اس کی گرد سے اپکے لیتے، تو چاہتے کہ تمام دنیا کے ریگستانوں میں ریت کا ٹیلہ نہ رہتا سب کو ثوابت اڑالے گئے ہوتے زمین کو ان کو جذب کر رہی ہے محال ہے کہ وہی دفع کرتی کہ دو ضدین مقتضائے طبع نہیں ہو سکتیں، تو ثابت ہوا کہ جذب زمین غلط ہے بلکہ ہوا خفیف ہے اور ان میں ہوا جزائے ہوائیہ میں گرمی کے سبب اور لطیف ہو گئے اور اجزائے مائیکہ ان میں جو بس ہیں ان میں بوجہ حرارت خفت آگنی جوش دینے میں پانی کے اجزا اوپر اٹھتے ہیں لہذا اجزائے ہوائیہ انھیں اڑا لے گئے کہ حقیقت طالب علو ہے تو بالضرورة تعقل طالب سفلی ہے کہ اللہ بالصدیق میل طبعی ہے تو جاذبیت مہمل یہ اسی دلیل میں دوسری وجہ سے رد جاذبیت ہوا، اگر کہتے اس حقیقت نے ہیں کیوں نہ فائدہ دیا، حرارت نے اجزائے آب و ہوا کو ہلکا کیا لہذا ان پر جذب کم ہوا اور برابر کی ہوا نے جس جذب زائد سے ان کو اوپر پھینکا جیسے پانی نے تیل کو۔

اقول اذکلا کیا بخار اسی وقت اٹھتا ہے جب شعلہ پانی جہاں گرم ہوا اتنا دباؤں سے ہٹا کر شعلہ جگہ لے جاوے جہاں کہ ہوا کو اثر گرمی نہ پہنچا سکا بلکہ وہ پیدا ہوتے ہی مٹا اٹھتا وہ حرارت کہ اس ہوا کو گرم کرے گی کیا اس کے برابر دالی کو گرم کرے گی خصوصاً تیز شمس کے پانی سے بخار اٹھتا کہ آفتاب نے قطعی برابر دالی ہوا کو بھی اتنا ہی گرم کیا جتنا اسے پھر اس میں اجزائے مائیکہ ہونے سے وزن زائد۔

ثانیہ بالکل الٹی کہی تھا کہ نزدیک تو جتنا جذب کم اتنا وزن کم (مثلاً) تو خفت قلب جذب سے پیدا ہوتی ہے ذکر قلب جذب خفت سے۔

ثالث وہی ہوا اوپر گزرا کہ وہ پرستور بعد پرستور پھر حرارت سے جذب میں کیوں غور، کیا سبب کہ گرمی نے ہلکا کر دیا، اگر کہتے کہ حرارت بالطبع طالب علو ہے، ولہذا امار و ہوا اوپر جاتی ہیں اور بدلتے بالطبع طالب سفلی ہے ولہذا آب و خاک نیچے جھکتے ہیں تو حرور حرارت سے خفت پیدا ہوئی گرمیہ میل طبعی کا اقرار اور جاذبیت پر تلوار ہو گا۔

ترقیہ ستم جو شعلہ کے رابع میں گزرا کہ جذب زمینی سے تو اندر کی ہوا کا اوپر کو ابھارنا کیا معنی اذ وہ اس قوت سے کہ حد ہوا کے بوجہ کہ سہارا دے نہیں نہیں فنا کر دے کہ محسوس ہی نہ ہو۔

ترقیہ ستم و یکم : اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ رانی کا دانہ پہاڑ کے کروڑوں جتنے کے بھی ہم وزن نہیں ہو سکتا نہ کہ سارے پہاڑ سے کانٹے کی تولی برابر، مگر مسئلہ جاذبیت صحیح ہے تو یہ ہو کہ رہے گا، بلکہ رانی کا دانہ پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہو گا۔ ظاہر ہے کہ پتے کا جھلنا اثر جذب ہے، جس پر

ثانیاً اگر پہاڑ خود وزنی ہے تو کیا اس کا اور راتی کے والے کا اتنا ہی فرق ہے کہ اس کا پڑا ٹھکے نہیں، نہیں یقیناً اپنے وزن ہی سے زمین پر پہنچے گا، اور جس طرح وہاں جکے میں جذب کا محتاج نہ تھا زمین تک آنے کی جذب کا محتاج نہ ہوگا بلکہ اس کے اپنے ذاتی وزن کی نسبت ہے اسے زمین پر دیکھی تو ثابت ہوا کہ جذب باطل ہے ورنہ راتی کا دانہ پہاڑ سے بھاری ہوا، یہ جاذبیت کی خوبی ہے اور میل لیجے تو چاہے راتی اور پہاڑ کو آسمان ہفتم پر رکھ دیجئے ہمیشہ ان میں وہی نسبت رہے گی جو زمین پر ہے کہ ان کا میل ذاتی نہ بدلے گا۔

رقبہ اول و دوم: اقول دونوں بیاتوں کے اتفاق سے اعتدالین کی مغرب کو حرکت منظر ہے اور ہم نمبر ۲۲ میں دلائل قاطعہ سے روشن کر چکے کہ وہ جاذبیت سے بنا سکندار کنار جاذبیت ہو تو ہرگز منتظر نہ رہے گی۔

رقبہ اول و سوم: اقول میل کل ہر سال منظم روش پر ڈوبی ہے اسے بھی جاذبیت منقل کو دے گی۔ (۲۳)

رقبہ اول و چہارم: اقول جاذبیت ہو تو زمین کے چلوں کا نظام منقل ہو جائے اور ہر سال قطبین پر زمین زیادہ خالی ہوتی جائے۔

رقبہ اول و پنجم: اقول تقاطع اعتدالین کا نقطہ تقاطع چوڑ کر اونچا ہو جائے۔

رقبہ اول و ششم: اقول ہر سال قطر استوائی بڑھے۔

رقبہ اول و ہفتم: اقول زمین کی شکل ہو جائے ☉ یہ سب مطالب نمبر ۱۲ میں واضح ہوئے۔

دلائل نیوٹن ساز جاذبیت گداز

رقبہ اول و ہشتم: جب ترکیب اجسام اجزائے ثقیدہ باطبع سے ہے اور اس کی تصریح خود نیوٹن ساز نے کی (۱۸) کہ قطعاً جسم ثقیل بلا جذب جاذب خود اپنی ذات میں ثقیل ہے اور ثقیل نہیں مگر وہ کہ جانب ثقل جکڑ چاہے دو چیزوں میں جو زیادہ ٹھکے اسے دوسری سے ثقیل تر کہیں گے، تو ثابت ہوا کہ یہ اجسام بذات خود بے جذب جاذب ثقل ہے، اس سے زیادہ میل طبعی کا ثبوت اور جاذبیت کا ابطال کیا درکار ہے جس کا خود مختار جاذبیت نیوٹن کو اقرار ہے۔

رقبہ اول و نهم: اقول ظاہر ہے کہ جذب زمین اگر ہو تو وہ نہیں مگر ایک تحریک قسری اور

ہر جسم میں قوت ماسکھ ہے جسے حرکت سے ایسا ہے اور اس کا خشا جیم کا ثقل وزن ہے (عک) تو زمین جسے جذب کرے گی اُس کا وزن جذب کی مقاومت کرے گا تو ضرور وزن ذات جسم میں ہے اور وزن ہی وہ شے ہے جس سے پڑا جھکتا ہے تو میل ثقل طبیعت کا مقتضی ہے تو جذب لغو و بے معنی ہے، و عبارتہ آخری ہر اہم معلوم کہ اجسام اپنے جذب کو مختلف قوت چاہتے ہیں، پہاڑ اس قوت سے نہیں کھینچ سکتا جس سے رانی کا دانہ، یہ اختلاف ان کی ثقل کا ہے، جسم جتنا بھاری ہے اس کے جذب کو اتنی ہی قوت درکار ہے (عک) کہ ثقل خود جسم میں ہے قوت جذب سے پیدا نہیں بلکہ قوت جذب کا اختلاف اس پر متفرع ہے، یہی میل طبی ہے۔

دلائل بر بنائے اتحاد و اثر جذب

نمبر ۱۲ میں گزرا کہ چھوٹے بڑے، ہلکے بھاری تمام اقسام اجسام پر اثر جذب یکساں ہے، اگر موافقت ہو نہ ہوتی تو سب جسم ایک ہی رفتار سے اترتے اور جیت ہر یہ کہ اُس پر اتحاد و ثقل ہے کہ اسے مشاہد سے ثابت ہوتی ہے، مشاہد سے زیادہ اور کیا چاہئے، یہ دلائل اسی نمبر کی بنا پر ہیں۔
رؤسیم، اقول اجسام کا نیچے آنا جذب سے ہو اور اس کا اثر سب پر یکساں ہو، اور وزن اسی سے پیدا ہوتا ہے (عک) تو لازم ہے کہ تمام اجسام کا وزن برابر ہو، رانی اور پہاڑ جسم وزن ہوں۔ کانٹے، ترازو، ہاٹ سب آلات وزن چھوٹے ہو جائیں، بازاروں کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اگر کئے وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے اور جذب بحسب مادہ مجذب ہے (عک) تو جس میں مادہ زیادہ اُس پر جذب زیادہ اور جس پر جذب زیادہ اس کا وزن زیادہ۔

اقول اذکلا عک مردود محض ہے کما تقدم۔

ثانیاً عامی وزنوں سے کام نہیں چلتا۔ وزن زیادہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ نیچے زیادہ جھکے جو زیادہ جھکے جسم میں کتنا ہی بڑا ہو وزن میں زیادہ نہیں ہو سکتا، جیسے لوہے کا پشیر اور پالہ سیر رُوئی کے گالے۔ اور زیادہ جھکنا تیزی رفتار کو مستلزم۔ ظاہر ہے کہ مثلاً دس گز مسافت سے نیچے اترنے والی دو چیزوں میں جو زیادہ جھکے گی اس مسافت کو زیادہ جھکے گی کہ یہ مسافت جھکے ہی سے قطع ہوتی ہے جس کا جھکنا زیادہ اس کا قطع زیادہ، تو اسی کی رفتار زیادہ اور جیت ہر یہ کہ چکی کا جذب پر چھوٹے بڑے ہلکے بھاری میں مساوی رفتار پیدا کرتا ہے کہ خارج سے روک نہ ہو تو باقی تمام جذب سب برابر اترتی تو جذب سب کو یکساں جھکاتا ہے اور میں عامل وزن تھا تو روشن ہو کہ جذب سب میں یکساں وزن

21

21

پیدا کرتا ہے اور وزن نہیں مگر جذب سے، تو قطعاً تمام اجسام رانی اور پہاڑ ہم وزن ہوں گے اس سے بڑھ کر اور کیا مضبوط ہے۔ لاجرم جذب باطل بلکہ اجسام میں خود وزن ہے اور وہ اپنے میل سے آتے ہیں جو بڑے ہیں چوڑے سے زائد، لہذا اُس کی رفتار زائد۔

رَدّی و کیم، اقول ہر مائل جانتا ہے کہ نیچے اترنے والے جسم کا جو اکو زیادہ چیز یا زیادہ جھکنے کی بنا پر ہوگا، اگر اصل نہ جھکے اصل نہ پیرے گا کہ جھکے کم شق کرے گا زیادہ تو زیادہ لیکن ثابت ہو چکا کہ جذب سب اجسام کو برابر جھکاتا ہے تو سب ہر اکو برابر شق کریں گے پھر ہر اسے اختلاف کرنا دھوکا ہے تو واجب کر رانی اور پہاڑ ایک ہی چال سے اتریں اور یہ جنون ہے۔ ہلکا بھاری کہنا محض مغالطہ ہے۔ بھاری وہ زیادہ جھکے جب کوئی آپ نہیں جھکتا سب کو جذب جھکاتا ہے اور وہ سب کو برابر جھکاتا ہے تو نہ کوئی ہلکا ہے کہ ہوا پر کم دباؤ ڈالے نہ بھاری کہ زیادہ۔

رَدّی و دوم، ہر مائل جانتا ہے کہ مزاحمت طلب خلافت سے ہوتی ہے جو چیز نیچے جھکنے چاہے اور تم اُسے اوپر اٹھاؤ کہ مزاحمت کرے گی، اور جو جتنا زیادہ جھکے گی زیادہ مزاحمت ہوگی، اور دو چیزیں کہ برابر جھکیں مزاحمت میں بھی برابر ہوں گی کہ مخالفت مساوی ہے اور ابھی ثابت ہو چکا کہ نیچے جھکنے میں تمام اجسام برابر ہیں تو کسی میں دوسرے سے زائد مزاحمت نہیں تو جس طاقت سے تم ایک پتھر اٹھاتے لیتے ہو اسی خفیف تار سے پہاڑ کیوں نہ اٹھاؤ، اور اگر پہاڑ نہیں اٹھاتا تو کنکری کیسے اٹھا لیتے ہو، اُس پر بھی تو جذب زمین کا ویسا ہی اثر ہے جیسا پہاڑ پر، یہاں تو ہوا کی روک باندھ کوئی جھکڑا نہیں اور وزن کی گند اوپر کٹ چکی کہ اس میں وزن کے سوا کچھ باقی نہیں۔

رَدّی و سوم، اقول محاس میں تیل، ہوا اور پانی ڈالو تیل کیوں اوپر آتا ہے اور جذب کا اثر تو دونوں پر ایک سا ہے اگر دھار کے صدر سے ایسا ہوتا ہے تو پانی پر تیل ڈالنے سے پانی کیوں نہیں اوپر آ جاتا۔

رَدّی و چہارم، اقول کنکری ڈوبتی ہے، ٹکڑی تیرتی ہے۔ یہ کس لئے؟ اثر تو یکساں ہے۔

رَدّی و پنجم، اقول اب بخار جاؤیت سے بخار نکالے گا اور دھواں اُس کے دھوئیں بجھ رہے گا یہ اوپر کیوں اٹھتے ہیں، ہوا انہیں دباتی ہے یہ ہوا کیوں نہیں دباتے، اثر تو سب پر برابر ہے۔ واجب کہ بخار دو خان زمین سے لپٹے رہیں بال بھر نہ اٹھیں۔

رَدّی و ششم، اقول پہاڑ گرے تو دور تک زمین کو توڑتا اس کے اندر گھس جائیگا

یہ پہاڑ کی نہ اپنی طاقت ہے کہ اُس میں میل نہیں نہ اپنا وزن کہ وزن تو جذب سے ہوا، جذب کا اثر جیسا اُس پر وہ جیسا ہی تم پر، تم اوپر سے گر کر زمین میں کیوں نہیں دھنس جاتے۔ اگر کئے اس کا سبب صدر ہے کہ پہاڑ سے زیادہ پختہ ہے۔

اقول صدر کو وہ چیزیں درکار، شدت ثقل و قوت رفتار۔ اثر جذب کی مساوات دونوں کو اس میں برابر کر چکی کما عرف (جیسا کہ ٹو جان چکا ہے۔ ت) پھر تفاوت کیا معنی! بالکل ہزاروں استعمالے ہیں۔

یہ بھی تحقیقات جدیدہ اور ان کے مشاہدات چشم دیدہ۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

دلائل بر بناء جذب کلی

ہم نمبر ۱۰ و ۱۱ میں روشنی کر آئے کہ جاذب طبیعی پر مجذب کو اپنی پوری قوت سے جذب کرتا ہے اور یہ کہ قوت غیر شاعرہ کا جذب بحسب زیادت کافی کہ مجذب زائد ہونا محض جہالت سفسطہ ہے اور ہیأت جدیدہ کے نزدیک ہر جسم میں اس کے مادے کے لائق ماسکہ ہے جس کی حرکت سے آیا ہے وہ اسی قدر حرک کی مزاحمت کرتا ہے۔ دلائل آئندہ کی انہیں روشنی منکرات پر بنا ہے اور وہ ہیں ان کی آسانی کہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہر شے کو کل نہ جاذب نہیں بلکہ مرکز تک اُس کا جتنا حصہ سطح مجذب کے مقابل ہو کر ساری زمین اپنی پوری قوت سے ہر شے کو جذب کرے تو ان پر اور بھی مشکل ہو، و لہذا التساوی قوت جذب کیئے مجذوبات کی سطح مواجہ زمین کی مساوات ل۔

رقسی و سفسٹم، اقول بلاشبہ معلوم اور ہیأت جدیدہ کو بھی اقرار کہ ہوا اور پانی اُن میں اترنے ل چیزوں کی ان کے لائق مزاحمت کرتے ہیں، پر اور کاغذ کی نائہ اور لوہے اور پتھر کی کم۔ یہ دلیل قاطع ہے کہ ان کا اترنا اپنا فعل ہے یعنی میل طبیعی سے نہ فعل زمین کے اس کے جذب سے اس لئے کسی فعل میں مزاحمت جس پر فعل ہو رہا ہے اُس کی مخالفت نہیں، بلکہ جو فعل کر رہا ہے اس کے مقابلہ ہے۔ اب چار صورتیں ہیں۔

مزام اگر فاعل سے قوی ہو اور فعل ثلاث چاہے فعل واقع کوسہ گا اور صرف روک چاہے یا فاعل سے قوت میں مساوی ہو تو فعل ہونے نہ دے گا اور خفیف ہو اگر معتد بہ تو دیر لگائے گا یعنی فعل تو خفیف و خفیف فاعل ہو مگر بہرہ اور معتد بہ کہ اصل اثر مزاحمت ظاہر نہ ہو گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زمین سے گز بھراؤنگی ہوا آدھا گز بلکہ انگلی بھری اونچا پاؤں اجسام کی مزاحمت کرتے ہیں۔ کہاں ان کی ہستی اور کہاں ان کے مقابلے

چار ہزار میل تک زمین جس کا ایک ٹکڑا اگر ان کے برابر کا ہوا ہے کثافت و طاقت میں دوجوں زائد ہے نہ کہ وہ پورا حصہ، یقیناً یہ اس کے سامنے محض کا عدم ہیں۔ ہرگز اس کے فعل میں نام کو مزاحم نہیں ہو سکتے تو روشن ہوا کہ اجسام کا ارتقا زمین کا فعل نہیں بلکہ خود ان کا جن کی نسبت سے ہوا اور پانی چاروں قسم کے ہو سکتے ہیں۔
ردسی و ششم، اقول مقناطیس کی ذرا سی بیٹا اور کھربا کا چھوٹا سا دانہ لو ہے اور تنکے کو کھینچ لیتے ہیں اگر جذب زمین ہوتی تو اس سے مقابل چار ہزار میل پر جو حصہ زمین ہے یہ خود ان ہاڈوں کو اور ان سے ہزاروں حصے زائد کو یہ نہایت آسانی سے کھینچ لے جاتے۔ اس کے سامنے ان کی کیا حقیقت تھی کہ یہ اس سے چھین کر اپنے سے ملا لیتے۔ لاجرم قطعاً یہ زمین سے اتصال لو ہے اور تنکے کا اپنا فعل تھا جس پر مقناطیس و کھربا کی قوت غالب آگئی۔

ردسی و ششم، اقول پتھریب ٹپک پڑتا ہے اور کچا اگرچہ حجم میں اس سے زائد ہو نہیں سکتا اور شک نہیں کہ لوہے کا ستون جس کی سطح ۱۰۰ ابراہیم سیب کے برابر ہو اگرچہ دس ہزار من کا ہو زمین اُسے کھینچ لے گی، یہاں جس طاقت سے دس ہزار من لوہے کا ستون یا آسانی کھینچ آئے گا کچے سیب کا شائع سے تعلق زچوٹ کے گا تو واجب کہ کچے پتے پھل سب یکساں ٹوٹ پڑیں، لیکن ایسا نہیں ہوتا، تو یقیناً جذب زمین باطل، بلکہ سب اپنے میل سے آتا ہے۔ پتے کا میل اس کے ضعیف تعلق پر غالب آیا ٹوٹ پڑا کچے کا اس کے قوی تعلق پر غالب نہ آسکا آویزاں رہا۔

ردچہلم، اقول آدمی کے پاؤں کی اتنی سطح ہے اس مساحت کا ستون آبی دس ہزار گراڈ ارتفاع کا آدمی کیا ہرگز قوت سے بھی نہ مل سکے گا اور بوجہ مساوات سطح سراجہ آدمی پر بھی جذب زمین اتنا ہی قوی ہے، تو واجب کہ انسان کو قدم اٹھانا محال ہو دوڑنا تو بڑی بات۔ یونہی ہر جانور کا چلنا، پرند کا اڑنا سب ناممکن ہوا لیکن واقع میں تو جذب باطل۔

ردچہلم و یکم، پانی اور تیل جو وزن لے کر گھاس میں تیل ڈالو اور پتے پانی کی دھار، پانی نیچے آجائے گا۔ خود ہی بات شہیدہ کہ مسلم کہ اس کی وجہ پانی کا وزن ہوتا ہے۔ یہ کلمہ حق ہے کہ بے کج کہہ دیا اور جاؤ بیت کا خاتمہ کر لیا پر بنائے جاؤ بیت ہرگز یہ پانی تیل سے وزن نہیں، وزن جذب سے ہوتا ہے تو وزن جس پر جذب زیادہ ہو وہ اس پانی پر کم ہے کہ ایک کہ وہ نسبت روضی زمین سے دور ہے تم نے نمبر ۱۶ میں کہا تھا کہ ادھر کا پانی اگرچہ زمین سے متصل ہے نسبت زمین قمر سے دور ہے دوسری دھار کی مساحت اس گلاس میں

پھیلے ہوئے تیل سے کم قواس کا جاذب چھوٹا کثرت مادہ سے وزنی بتاتے اس کا علاج ہوزن لینے سے کر دیا بلکہ وہ
پورا پانی پڑنے سے بھی نہ پائیکا تو تیل کو اچھال دے گا تو ہر طرح پانی ہی کم وزنی ہے اور تیل پہلے پہنچا تو اس پر واجب
تھا کہ پانی اوپر ہی رہتا مگر جاذبیت ابطال کر نیچے ہی جاتا ہے۔ اب کوئی سبیل نہ رہی کہ سراسر اس کے کہ اپنے
مزحوم غمیرہ یعنی اتحاد عقل و وزن کو استیعفہ دو اور کہو کہ اگر چہ پانی ہم وزن بلکہ کم وزن ہو عقل طبعی میں تیسل
سے زائد ہے۔ لہذا اُس سے اسفل کا طالب ہے اور اُسے اعلیٰ کی طرف دافع اب ٹھکانے سے آگئے اور
ثابت ہوا کہ جاذب باطل و مہمل اور میل طبعی مستعمل۔

رد چہل و دوم، اقول جذب زمین پر تو واجب کہ جسم میں جتنا مادہ کم ہو اسی قدر وزن زائد ہو اور جتنا
زائد اسی قدر کم مثلاً گز مربع کاغذ کے تختے سے گز بھر کعب لوسہ کی بسل بہت بگی ہو اور وہ سل جس کی
سطح مزاج ایک گز مربع اور ارتفاع سو گز ہے اور زیادہ خفیف ہو اور جتنا ارتفاع زائد اور گز کثیر ہوتا جائے
اتنا ہی وزن ہلکا ہوتا جائے یہاں تک کہ کاغذ کا تختہ اگر قولہ بھر کا تھا تو وہ عظیم لوسہ کی بسل رتی بھر بھی نہ ہو
نہ رتی کا ہزار واں لاکھواں حصہ ہو، وہ دہستے جسم میں جتنا مادہ ماسک زیادہ اور جتنی ماسک زیادہ
جاذب کی مزاحمت زیادہ اور جتنی مزاحمت زیادہ اتنا ہی جذب کم اتنا ہی وزن کم کہ وزن تو جذب ہی سے
پیدا ہوتا ہے جو کم کھینچے گا کم جکھے گا اور کم جکھائی وزن میں کمی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جتنا مادہ زیادہ اتنا ہی
وزن کم۔ بالکل ہر ماقول جانتا ہے کہ قوی پر اثر ضعیف ہوتا ہے اور ضعیف پر قوی، جب دو چیزوں کے
جاذب مساوی ہوں ان کی قوتیں مادی ہوں گی اور مساوی قوتوں کا اثر اختلاف مادہ مجذب و سب سے
بالطبع ملے گا یعنی مجذب میں جتنا مادہ زائد اتنا اُس پر جذب کم ہوگا لا جرم اتنا ہی وزن کم ہوگا
اس سے بڑھ کر اور کیا استعمال درکار ہے۔ بقیہ کلام رد چہالیس میں آتا ہے۔

رد چہل و سوم، اقول جذب جس طرح اوپر سے نیچے لانے کا سبب ہوتا ہے نیچے سے اوپر
اٹھانے کا مزاج ہوتا ہے کہ جاذب کے خلاف پر حرکت دینا ہے۔ پہلوان اور لڑکے کی مثال رد چہالیس
میں آتی ہے۔ اور ثابت ہو چکا کہ جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب قوی تو واجب کہ ہزار گز ارتفاع والی لوسہ
کی بسل ایک پشکی سے اٹھ آئے، جیسے کاغذ کا تختہ، اور کاغذ کا تختہ سو پہلوانوں کے ہلاتے نہ ملے۔
جیسے وہ لوسہ کی بسل بغرض جاذبیت سلامت ہے تو زمین و آسمان نہ وبالہو کر رہیں گے، تمام نظام عالم
منقلب ہو جائے گا۔

رد چہل و چہارم، اقول واجب کہ وہ کاغذ کا تختہ اُس ہزار گز ارتفاع والی لوسہ کی بسل سے
بہت جلد اترے کہ جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب زائد اتنا ہی جکھنا زائد، اور جتنا جکھنا زائد اتنا ہی اترنا جلد

حالانکہ قطعاً اس کا عکس ہے۔ تو واضح ہوا کہ اثرنا جذب سے نہیں بلکہ ان کی اپنی طاقت سے جس میں مادہ زائد میل زائد تو جھکنا زائد تو اثرنا جلد ہوا مزاحمت ہوا کا عذر (عکس) اقول اولاً ابھی ہم ثابت کر چکے کہ ہر ایسی اصل کتاب مزاحمت نہیں۔

ثانیاً بالفرض ہو تو وہ باعتبار سطح مقابل ہوگی جس کا ہیئت جدیدہ کو اعتراض ہے اور سطح مقابل مساوی دونوں پر مزاحمت ہو ایکساں اور کاغذ پر جذب اُس ریل سے ہزاروں حصے زائد تو اُس کا جذبہ اثرنا واجب، اگر کہتے جذب سے وزن بحسب مادہ پیدا ہوتا ہے جس میں جتنا مادہ زائد اُسی قدر اس میں وزن زیادہ پیدا ہوگا اُس قدر زیادہ جھکے گا کہ وزنی موجب تسفل ہوگا۔ یہاں سے نمبر ۲۲ تا ۳۳ کا جواب ہو گیا۔ اقول یہ محض ہوس خام ہے، اولاً کہ وزن جذب سے پیدا ہوگا اس کی خفیف نہیں، مگر جھکنا

کہ بلا واسطہ جذب کا اثر ہے نہ یہ کہ جذب مادہ میں کوئی صفت جدیدہ پیدا کرے جس کا نام وزن ہو اور بحسب مادہ پیدا ہو اور اب وہ صفت جھکنے کا اقتضا کرے، وہاں صرف چار چیزیں ہیں مادہ اور اس کے ماسکے اور اس کے موافق مزاحمت اور چوتھی چیز مطاوعت یعنی اثر جذب سے متاثر ہو کر جھکنا۔ پہلی تین چیزیں جذب سے نہیں صرف یہ چارم اثر جذب ہے اور بلا شبہ خود جذب ہی کا اثر ہے نہ کہ جذب منفی تو نہ جھکنا بلکہ اس سے کوئی اور پانچویں چیز پیدا ہوئی وہ جھکنے کی مقدی ہوئی ایسا ہوتا اور وہ پانچویں جسے اب وزن کہتے ہو اثر جذب سے بحسب مادہ پیدا ہوتی تو یہاں دو مسئلے قائم ہوتے،

اول جتنا مادہ زائد ماسکے زائد تو مقادمت زائد تو اثر جذب کم ان میں کوئی جملہ ایسا نہیں جس میں کسی مائل کوتاہی ہو سکے، اور اب یہ ٹھہرا جتنا مادہ زائد وزن زائد تو جھکنا زائد۔

دوم جتنا مادہ کم ماسکے کم تو مقادمت کم تو اثر جذب زائد، اور اب یہ ہوا کہ جتنا مادہ کم وزن کم تو جھکنا کم۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جتنا مادہ زائد اثر جذب کم اور جھکنا زیادہ، اور جتنا مادہ کم اثر جذب زائد اور جھکنا کم، تو جھکنا اثر جذب کا مخالفت ہوا کہ اس کے گھٹنے سے بڑھتا اور بڑھنے سے گھٹتا ہے۔ کوئی مائل اسے قبول کر سکتا ہے اثر جذب جھکنے کے سوا اور کس جانور کا نام تھا۔ اُس کا اثر ششی کو اپنی طرف لانا اور قریب کرنا ہے تو زیادہ قرب اس کی زیادہ ہے۔ اور کی کی اور جب مجذوب اوپر ہو تو قرب نہ ہوگا مگر جھکنے سے

لے طرہٴ ۱۱ اجسام کو اترتے وقت موافق انداز سے ان کی مقدار کا مقابلہ کرتی ہے نہ کہ موافق ان کے وزن کے مزاحمت ایک قد کی گیند چھڑے کی یا لوسہ کی ہو برابر ہوگی ۱۲

تو زیادہ جھکنا ہی اُس کی زیادت ہے۔ اور کم جھکنا بھی اُس کی کمی دکھائے گا۔

ثانیاً فرض غلط ایسی ہی بات باطل مان لی جائے تو اب بھی اُن تینوں فیروں سے رہائی نہیں اب
نمبر ۴ کی یہ تقریر ہوگی کہ کاغذ کا تختہ اور وہ دس ہزار گز ارتفاع والی گہرے کی سبیل (تول کاٹنے کی)
ہموزن ہوں۔

اقول جو یہ کہ جذب اختلاف مادہ مجذب سے باغلب برے گا، یعنی جتن مادہ زائد جذب کم،
کما تقدم، اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے (مثلاً) اور مادہ جسم سے بالاستقامت برے گا یعنی
جتن مادہ زائد وزن زائد، جذب وزن کا سبب ہے۔ سبب جتن ضعیف ہوگا سبب کم اور مادہ وزن کا
محل ہے، محل جتن وسیع ہوگا حال زیادہ۔ تو بحال اتحاد جاذب پر دو جسم میں وزن برابر ہے گا اگرچہ مائع
کتنے ہی مختلف ہوں۔ گہرے کی سبیل میں بتقاضائے کثرت مادہ جتنا وزن بڑھنا چاہئے بتقاضائے ضعف
جذب اتنا ہی گھٹنا لازم اور کاغذ کے تختے میں بوجہ قلت مادہ جتنا وزن گھٹنا چاہئے بوجہ قوت جذب اتنا ہی
بڑھنا لازم کہ یہ ضعف و قوت اور وہ کثرت و قلت دونوں کسب مادہ ہیں۔ اسے دو رنگوں سے سمجھ کر ایک دوسرے
سے دس گنا گہری ہے۔ گہری میں ایک گز کپڑا ڈبویا اس پر دس گنا رنگ آیا ہلکی میں دس گز کپڑا ڈبویا
اس پر گہرا رنگ آیا۔ لیسکی ہر گز پر ایک حصہ ہے تو مجموع پر دس
حصے ہوا کہ اول کے برابر ہے۔ یعنی فرض کرو ایک حصہ جذب سے ایک حصہ مادہ میں ایک
اس پر وزن پیدا ہوتا ہے تو دس حصے جذب سے ایک حصہ مادہ میں دس سیر ہوگا اور ایک حصہ جذب سے
دس حصے مادہ میں بھی دس سیر کہ حصہ جذب سے ہر حصہ مادہ میں ایک سیر ہے تو ایک حصہ مادہ میں دس جذب
اور دس حصے مادہ میں ایک جذب سے حاصل دونوں میں دس سیر وزن ہوگا اور نمبر ۴ میں یہ کہا جائے گا کہ
جس آسانی سے کاغذ کے تختے کو زمین سے اٹھا لیتے ہو اُس ہزاروں گز ارتفاع والی آہستی سبیل کو بھی اُسی
آسانی سے اٹھا سکو جس طرح وہ سبیل ہزار آدمیوں سے چلی بھی نہیں سکتی کاغذ کا تختہ بھی جھپٹش نکال سکے گا
کہ دونوں کا وزن برابر ہے اور نمبر ۴ میں یہ کہ کاغذ اور وہ آہستی سبیل دونوں برابر اتریں اور لازم سبب
باطل ہیں، لہذا جاذبیت باطل۔ فرض یہاں دو نظریے ہوئے، ایک حقیقت بر بنائے جاذبیت کہ جسم میں جتن
مادہ زائد اتنا ہی وزن کم۔ دوسرے اُس باطل کے فرض پر یہ کہ جب جاذب مساوی ہوں تو سبب چھوٹے بڑے
اجسام ہموزن ہوں گے اور دونوں صریح باطل ہیں تو جاذبیت باطل۔

تو چیل و تحجیم، اقول مساوی سطح کی تین لکڑیاں بلندی سے تالاب میں گرتی ہیں، ایک رُوئے آب
پر رہ جاتی ہے، دوسری جیسے عود غرق تہ نشیں ہوتی ہے، تیسری پانی کے نصف عمق تک ڈوب کر پھر اوپر آتی
اور تیرتی رہتی ہے، یہ اختلاف کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ ہوگا مگر یہ کہ ان کے مادوں کا اختلاف

جس میں مادہ سب سے زائد تھا نہ نشیں ہوئی، جس میں سب سے کم تھا روئے آب پر رہی، اور متوسط متوسط
مگر بنائے جاذبیت اس جواب کی طرف راہ نہیں، حتیٰ ضعیف پر تو عکس لازم تھا کہ جس میں مادہ زائد اس پر
جذب کم اور اسی کا وزن کم تو اس کو روئے آب پر رہنا چاہیے تھا اور جس میں مادہ سب سے کم اُس کا نہ نشیں ہوتا
اور اُس فرض باطل پر کہا جائے گا کہ مختلف مادوں پر مساوی جذب سبب سے پیدا کرے گا پھر اختلاف کیوں!

نزد چیل و ششم، اقول تیسری کڑی کا نصف حق سے آگے نہ بڑھنا کیوں؛ زمین جس قوت سے اُسے
کھینچ کر لاتی تھی اب بھی اسی قوت سے کھینچ رہی ہے کہ ہنوز منہی ملک و مول نہ ہوا ملا آب کی مقاومت دوسیم
میں باطل ہو چکی اور اب بھی تو وہ مسلح آب سے ملنے ہی تھی، جب جاذب واحد مقاومت واحد بلکہ اب جذب اقویٰ ہے
کہ زمین سے قرب بڑھ گیا اور مقاومت کم ہے کہ ملا۔ آب آدھا رہ گیا تو آگے ثقیل نہ کرنا کیا معنی۔ اگر کتنے سنگ
پانی کے اندر جانا جذب زمین سے نہ تھا بلکہ اُس صدر کا اثر جو اس کے گرنے سے پانی کو پہنچا پہل کڑی نے پانی کو
اتنا صدر نہ دیا کہ اسے شق کرتی۔ دوسرے نے پورا صدر دیا اور تہ تک پہنچی۔ تیسری متوسط تھی متوسط رہی۔

اقول ادکا جذب مان کر جانب اسفل حرکت کو جذب سے نہ ماننا سخت عجیب ہے۔ صدر اس
حرکت ہی نے تو دیا کہ زمین اُسے بقوت کھینچ کر لاتی تھی اُسی قوت نے نصف پانی شق کیا آگے کیوں تھک رہی۔
اگر زمین میں ہمیں تک لانے کی قوت تھی تو دوسری کڑی کو کیسے تہ تک لے گئی۔

ثانیاً صدر کے لئے دو چیزیں درکار شدت ثقل متعادم اور اس کی قوت رفتار پہنچنے کو کتنی ہی
قوت سے زمین پر مارو یا کیسے ہی بھاری گولے کو زمین پر آہستہ سے رکھ دو صدر نہ دے گا یہی اگر
گولے کو قوت سے زمین پر پشکو صدر پہنچائے گا اور اس میں قوت رفتار کو شدت ثقل سے زیادہ دخل
ہے بندوق کی گولی جو کام دے گی اُس سے دس گنا سبباً ماتہ سے چھینک کر مارو وہ کام نہیں شے سکتا۔
صورت مذکورہ میں جاذبیت کی پلھیبی سے قوت رفتار و شدت ثقل دونوں میل طبعی کے ہاتھ
بکے ہوئے ہیں۔ جب اجسام اپنی ذات میں ثقل رکھتے اور اپنی قوت سے نیچے آتے ہیں اور وہ مختلف
ہیں تو جس میں ثقل زائد اس میں میل زائد اُسی کی رفتار تیز، اسی کا صدر قوی، اور کم میں کم، اوسط میں
اوسط، اور برائے جاذبیت حتیٰ حقیقت لیجئے تو پہلی میں مادہ سب سے کم تو اس پر جذب سب سے
زائد، تو اسی کی رفتار قوی، اور دہی زیادہ بھاری تو اس سے صدر سب سے پہلے اقویٰ پہنچا تھا اور
دوسری میں مادہ سب سے زائد تو جذب سب سے کم تو رفتار سب سے ضعیف اور وزن سب سے ہلکا
تو اسی سے صدر نہ پہنچا تھا اور اُس فرض باطل پر سب پر اثر برابر محسوس اختلاف صدمہ
یعنی حیر۔

رد چیل و ہنقم، اقول تو اس تیسری ٹکڑی کا ڈوب کر اٹھنا کیوں؟ اس میں خود اوپر آنے کی میل نہیں (۱)۔ اور نہ ٹکڑیاں اُڑتی پھرتی نہ یہ زمین کا دفع ہے کہ وہ قویٰ جذب کر رہی ہے نہ کسی کو کب کا جذب کر وہ ہوتا تو جب اس سے قریب اور زمین سے دور تھی اور اس وقت گرنے نہ دیتا نہ کہ اُسی وقت خاموش بیٹھا رہا جب زمین کھینچ کر اسے نصف آب تک لے گئی اور جا ذبیت ارض بوجہ قرب زیادہ بوجی اس وقت جاکر اور اپنی مغلوب جا ذبیت سے اوپر لے گیا اور ایسا ہی تھا تو پہلی ٹکڑی اوپر کیوں نہیں اٹھانیتا۔ پانی کے چہرے سے ہوا کا چہرنا آسان ہے، غرض کہ کوئی صورت نہیں سوا اس کے کہ پانی نے اسے اچھالا اور اپنے محل سے دفع کر کے اوپر ڈالا۔ پانی رہتا تو زمین تینوں کو کھینچ کر اپنے سے ملا لیتی۔ اب سوال یہ ہے کہ پانی بھی تو زمین ہی کا جو نہ (۱) تو وہ بھی جا ذب ہو تا نہ کہ دفع، اگر کہے یہ دفع صدر کا جواب ہے۔ جسم کا قاعدہ ہے کہ دوسرا جسم جب اس سے مقاومت کرتا ہے یہ اس کو اتنی ہی طاقت سے دفع کرتا ہے جتنے زور کا صدر تھا۔ یہ دفع زمین میں بھی ہے گیند جتنے زور سے اُس پر مار داتے ہی زور سے اوپر اُٹھتی گی۔

اقول اولاً صدر کا خاتمہ اوپر ہر چکا کہ حق حقیقت پر بالکل برعکس ہوتا تھا اور فرض باطل پر مسادی اور یہ کہ اس کا ماننا میل طبعی پر ایمان لانا اور جا ذبیت کو رخصت کرنا ہے اور جب صدر نہیں جواب کسے کا۔
ثانیاً دوسری ٹکڑی نے تو اٹھا صدر دیا کہ نہ تکہ شش کر گئی اتنی ہی قوت سے اُسے کیوں نہ دفع کیا۔
ثالثاً پانی جو اب دفع چاہتا اور زمین جذب کر رہی ہے۔ یہ پانی انہی کی کیا مزاحمت کر سکتا نہ کہ انہی پر غالب آجائے اُس سے چھین کر اوپر لے جائے۔

سابعاً پانی کو صدر تو اس وقت پہنچا جب ٹکڑی اس کی سطح سے علی اُس وقت جواب کیوں نہ دیا؟
اگر کہے پانی طیف ہے اس وقت تک گرنے والی ٹکڑی کی طاقت باقی تھی پانی شش کرتا مگر جب اس کی طاقت پوری ہوئی اس وقت پانی نے جواب دیا۔

اقول ٹکڑی کی طاقت جذب زمین سے ہوتی تو نصف پانی تک جا کر تک نہ رہتی ضرور جذب نہیں بلکہ ٹکڑی اپنی طاقت سے آئی جو اُس کی ہستی ہے پھر نصف پانی چیر کی پھر پانی نے پلٹا دیا۔ بالحد اس سوال کا کوئی جواب نہیں سوا اس کے کہ یہ ٹکڑی پہلی ٹکڑی سے بھاری ہے۔ اسی نے اپنی متوسط قوت سے نصف آب تک نہ طاقت کی مگر پانی سے ہلکی ہے اور ہر بھاری چیز اسفل سے اپنا اتصال چاہتی ہے اُس سے ہلکی چیز ہر پہلے پہنچی ہوتی ہے اور یہ قدرت پائے تو اُسے اوپر پھینک کر وہاں مستقر ہوتی ہے جیسے گلاس کے تیل اور پانی کی مثال میں گرا۔ لہذا دوسری ٹکڑی کو نہ پھینکا کہ وہ پانی سے بھاری تھی اسفل اسی کا محل ہے، تو ثابت ہوا کہ ثقیل طالب سفلی ہے اور اقل طالب اسفل، اُسی کا نام

میل طبعی ہے تو جاذبیت باطل و مہمل، یہ دو باتوں سے رُوح جاذبیت ہوا، ایک تو یہی 'دوسری یہ کہ ان میں خود رُوح ہے جو جانب اسفل جھکتا ہے جس پر اس اختلاف کی بنا ہے۔ پھر جاذبیت کے لئے اختصاراً قہر مسافت کیجئے تو وہی جلد کافی ہے کہ چارہ معلوم کہ پہل کا اوپر ٹھہرنا اور تیسری کا نصف آب تک جا کر پٹنا دونوں باتیں قطعاً خلاف اصل معنی ہیں اور یہ نہیں مگر مزاحمت آب سے پانی نہ ہوتا تو یقیناً تنوں لکڑیاں نہ تک پہنچتیں اور بلاشبہ اُس سے ہزار حصے زائد پانی فصل زمین کا مزاج نہ ہو سکتا تھا تو قطعاً یہ اقتضائے زمین نہیں بلکہ خود ان لکڑیوں کی مختلف قوت، تو جاذبیت باطل و مہمل اور میل طبعی مستعمل۔ والحمد للہ العلی العظیم
الاجل فضل اللہ تعالیٰ سیدنا مولانا محمد نوالہ وصاحبہ وسلم و بچل احیاء!

دلائل تدبیر

بفضلہ تعالیٰ رد تا فریت میں وہ بارہ اور رُوح جاذبیت میں سینتالیس فیض قدیر سے قلب فیر پر فائز ہیں۔ تا فریت پر ترکیب کتاب میں بحث اصلاً نظر سے دگری۔ جاذبیت پر بعض کلام دیکھ گیا وہ صرف ایک دلیل جس کی ہم توجیہ بھی کریں اور طرز بیان سے ایک کو بھی کر دیں۔
رُوح چل و ہشتم: زمین میں جذب نہ ہو تو چاہئے کہ زمین کا کوئی جز اس سے جدا نہ کر سکے کہ قوت زمین کا مقابلہ کون کرے (مفتاح الرصد)

اقول اسی جذب کلی پر مبنی ہے کہ بر تقدیر جذب وہی قرینہ مفل تھا اور جاری تقریرات سابقہ سے واضح کہ جتنا بارہ زمین بیا جائے اس میں اتنی قوت جذب ہے جس کا انسان مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مقابل کو اگرچہ ہزاروں من کا ہو بے تکلف کھینچ لے گا اور وہی پوری طاقت پر مقابل پر مصروف ہے تو نہ صرف جزو زمین بلکہ کسی پتے کا زمین سے اٹھانا ناممکن ہے قلت مادہ کے سبب وزن نہ ہے تو جذب کی قوت تو بے تردید جو جس کا مقابلہ کرنا ہوگا، زمین کی ہلک شری کو دُور پس کا بچہ سہل سے اٹھا سکتا ہے لیکن اگر کوئی پہلوان دونوں ہاتھ سے اُسے مضبوط تھامے اپنے سینے سے ملائے ہے اب بچہ کیا کھوڑا مرد بھی ہرگز اُسے نہیں ہلا سکتا۔

رُوح چل و نہم: زمین میں جذب ہو تو اس کے اجزاء میں بھی ہو کہ طبیعت متحدہ ہے تو چاہئے کہ بڑے ڈھیلے کے نیچے چھوٹا لادیں اُس سے چٹ جائے بلکہ بڑا خود ہی چھوٹے کو کھینچ لے (مفتاح الرصد)
اقول اس کا ظاہر جواب یہ ہے کہ ایسا ہی ہوتا اگر زمین اُسے نہ کھینچتی۔ جذب زمین کے مقابل بڑے ڈھیلے کا جذب کیا ظاہر ہوگا مگر مقابیس دیکھا کہ اس جواب کو قائم نہ رکھے گا۔ جذب زمین کے مقابل اُس کا جذب کیسے ظاہر ہوتا ہے، یوں ہی بڑے ڈھیلے کا ظاہر ہوتا اگر اس میں جذب ہوتا لیکن وہ

ہرگز جذب نہیں کرتا تو زمین بھی جذب نہیں کرتی کو طبیعت متحد ہے۔ خافہم۔
 تو درنہیجا ہم زمین تا فریت کر کے نکالتی ہے، یہ حقیر چیزیں تو زنج سکتیں۔ اگر کئے آفتاب ضرور ان کو جذب کرتا
 ہے ہرگز زمین بھی تو کھینچتی ہے اور یہ اس سے متصل اور آفتاب سے کروڑوں میل دور، لہذا جذب زمین غالب آتا
 اور آفتاب انہیں نہیں اٹھا سکتا۔ ہم کہیں گے زمین کا اپنے اجزاء کو جذب ثابت ہے دیکھو ایسی دو دلیل سبالی (مفتاح الہدی)
 تذیل، کلام قدما میں ایک اور دلیل مذکور کہ جذب ہوتا تو چھوٹا پتھر جلد آتا (شرح تذکرہ دلو سی
 للعلامة الخضری) یعنی ظاہر ہے کہ جاذب کا جذب اضعف پر اقوی ہوگا تو چھوٹا پتھر جلد کھینچے حالانکہ مکس ہے
 جس سے ظاہر کہ وہ اپنی میل طبیعت سے گرتے ہیں جو بڑے میں زائد ہیں۔

اقول اضعف پر اقوی ہونا مساوی قوتوں میں ہے اور یہاں چھوٹے کا جاذب بھی چھوٹا ہے تو
 اتنے ضمیمہ کی حاجت ہے کہ دونوں کی سطح مواجدہ زمین مساوی ہو، اب حق حقیقت پر یہ بعینہ رد چاہیے کہ ہوگا
 اور اس فرض باطل پر اتنا بھی کافی نہ ہوگا کہ چھوٹا اب بھی جلد آئے گا بلکہ برابر کا ضرور۔ اب یہ صورت یعنی
 ہوگی کہ بڑا ارتقا میں ہزار گنا اور سطح مواجدہ میں مثلاً آدھا ہے، اب یہ اعتراض پورا ہوگا کہ چھوٹے کا جاذب
 بڑا ہے۔ فرض کر دو بڑے میں دس حصے مادہ ہے اور چھوٹے میں ایک حصہ، اگر سطح مواجدہ برابر ہوتی دونوں
 میں دس دس سیروزی ہوتا جس کی تقریر گزری۔ لیکن چھوٹے کی سطح مواجدہ دو چند ہے تو بڑے میں دس سیروزی
 ہوگا اور چھوٹے میں بیس سیر، لہذا اسی کا جلد آنا لازم، حالانکہ قطعاً اس کا نصف ہے تو ہا ذبیت باطل
 جرات ہے اور میل طبیعت کا میدان ہوا صاف ہے۔ حاشا سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

فصل سوم

حرکت زمین کے ابطال پر اور ۴۴ دلائل

بازہ رد تا فریت اور پائش جاذبیت پر سب حرکت زمین کے رد تھے کہ اُس کے کاری جان دو پہلو
کے نہیں چل سکتی تو یہاں تک ۶۲ دلائل مذکور ہوئیں۔

دلیل ۶۳ : اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل النهار و منطقه البروج
دونوں مساوی دائرے ہیں۔ (۱) جتنے مساوی وارضی کُرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب
اس پر شاہد ہیں لیکن منطقه کو مدار زمین مان کر یہ مرکز ممکن نہیں، معدل تو بال جماع مقعر مساوی چمچے (۲) اگر
منطقہ غرض مدار پر رکھو جیسا اصول الہیت کا زعم ہے (۳) جب تو ظاہر کہاں یہ صرف انہیں کر دے
میل کا ذرا سا قطر اور کہاں مقعر مساوی کا قطر اربوں میل سے زائد ہو آج تک اندازہ ہی نہیں ہو سکا اور
اگر حسب بیان حقائق مدار کو مقعر مساوی پر لے جاؤ یعنی اس کا موازی دوں بنا کر اُس کا نام منطقه رکھو
جب بھی قساوی محال کہ اس مقعر کا مرکز مرکز زمین ہے (۴) اور یہی مرکز معدل (۵) تو معدل عظیم ہے
لیکن مرکز مدار کا مرکز زمین سے اتحاد محال تو منطقه ضرورۃً دائرہ صغیرہ ہے کہ عظیم ہوتا تو اس کا مرکز مرکز مقعر
ہوتا۔ (۶) دائرہ صغیرہ عظیم کی مساوات محال تو منطقه کو مدار زمین ماننا قطعاً باطل خیالی۔

دلیل ۶۴ : تمام عقلائے عالم اور ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقه کا مرکز ایک ہے (تعبیر
نمبر ۳۰) جتنے مساوی وارضی کُرے ہیأت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن مدار
پر دور زمین مان کر یہ پابستہ محال کہ مرکز منطقه تو مرکز مدار ہے۔ اور اب مرکز معدل اگر مرکز زمین ہے
محیط مدار پر ہوگا، دائرہ مرکز و محیط کا انطباق کیسا جمل شدید ہے۔

دلیل ۶۵ : اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقه کا اتصال
تناصبت پر ہے (۱) جتنے مساوی وارضی کُرے ہیأت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں

لیکن زمین دائرہ ہوتی ہے محال کہ مرکز ایک نہ رہے گا، لہذا جو دائرہ زمین باطل۔

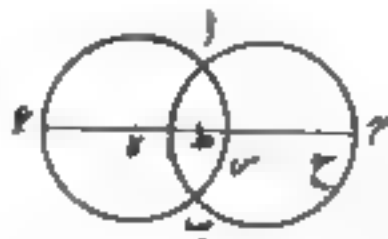
دلیل ۶۶: اقول ان سب سے خاص تر عقلائے عالم اور ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ دونوں گزے مساوی حقیقی یا مقدر کے دائرہ عظیمہ میں (غیر ۲۹، ۲۹، ۲۰) جتنے مساوی وارضی گزے ہیأت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن دورہ زمین پر یہ ہجوہ نا ممکن کہ نہ مساوی نہ اتحاد مرکز نہ تناصفت تو دورہ زمین قطعاً باطل۔

دلیل ۶۷: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ دائرہ شمس (۳۱) جتنے مساوی وارضی گزے ہیأت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن زمین دائرہ ہوتی ان میں کوئی شخص نہ رہے گا (دیکھو ۳۲، ۳۱) لہذا زمین کا دورہ باطل۔

دلیل ۶۸: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ بارہ برج مساوی ہیں ہر برج تیس درجے (۲۹) جتنے مساوی گزے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن منطقہ کو مار زمین مان کر ۶ برج ۳۰، ۳۰ درجے کے ہر جائیں گے اور ۶ صرف ۲۰، ۲۰ کے رہیں گے۔ اس کا بیان دو مقدموں میں واضح ہے۔

مقدمہ ۱: اقول دو مساوی دائروں میں جب ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو واجب کہ وہ دوسرا بھی اس کے مرکز پر گزرے۔

لے اقول مساوی و اتحاد مرکز میں قسم و خصوص من وجہ ہے۔ ہمارے مساوی ہیں اور اتحاد مرکز نہیں اور سطح معدل و خط استوا متحدہ مرکز ہیں اور مساوی نہیں ہرگز کے عظیمین مساوی بھی نہیں اور متحدہ مرکز بھی اور یہ دونوں تناصفت سے عام مطلقاً ہیں۔ جب تناصفت ہوگا مساوی و اتحاد مرکز ضرور ہوں گے کہ چھوٹے بڑے یا مختلف مرکز دائرے تناصفت نہیں ہو سکتے اور مساوی یا اتحاد مرکز ہوتو تناصفت درکار قطعاً ہی ضرور نہیں، جیسے ہمارے یا معدل و خط استوا۔ ہاں مساوی و اتحاد مرکز کا اجتماع دائرہ گویا ہیئت کا مساوی ہے۔ جب دو مساوی دائرے مرکزہ احد پر ہوں گے ضرور تناصفت ہوں گے و بالکس یہ تینوں ایک گزہ کے وہ اگر عظام ہونے سے عام مطلقاً ہیں۔ ایک گزہ کے دو جیسے قطعاً مساوی بھی ہوں گے اور متحدہ مرکز بھی اور تناصفت بھی اور سخن گزہ میں مرکز واحد پر دو مساوی دائرے تناصفت ہونگے اور عظیم نہیں۔ ان دلائل میں عام سے خاص کی طرف ترقی ہے کہ ہیأت جدیدہ نے بھی معدل و منطقہ کی مساوی مانی ہے اور اس سے دورہ زمین باطل بلکہ اس بھی برہان خاص تر اتحاد مرکز مانا ہے بلکہ ان سے بھی خاص تر تناصفت بلکہ سب خاص تر عظام ہرگز ۱۲ مرکز



آب ح کے آب کہ مرکزہ پر گزرا ہے۔ ضرور
اس کا مرکز س ہے جس پر آب گزرا ہے ورنہ اگر ط ہو
تو اس کا نصف قطر طہ یا ح ہو تو ح نصف قطر
آب یعنی س ح کے مساوی ہو۔ بہر حال خبہ و شکل برابر ہوں۔

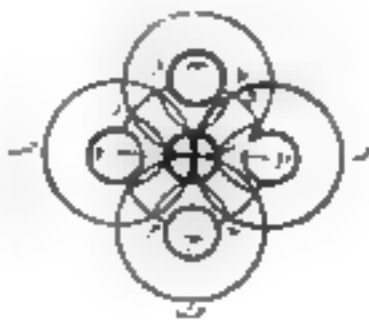
مقدمہ ۲، اقول جب مساوی دائرے ایک دوسرے کے مرکز پر گزرے ہوں ان کا تقاطع
تثلیث ہوگا، یعنی ہر ایک کی قوس کہ دوسرے کے اندر پڑے گی ٹکٹ دائرہ ہوگی اور جتنی باہر رہے گی دو ٹکٹ
مرکزین ہوں، یعنی تقاطع ا، ب تک خطوط ملائیے کہ سب نصف قطر اور ہم مساوی
قوتیں آ، ا، ب، اس، س، ب کہ اگر ۲۴۰ درجہ ہر قوس ۶۰ درجے رہے
کہ نصف قطر و ترخیں مگر سس درجہ کا تو آ، ب، اس، ب ہر ایک ۱۲۰ درجے
ہے، اور ا، ح، ب، آ، ب ہر ایک ۲۴۰ درجے ہے۔ یہاں پہلا دائرہ معدل
ہے دوسرا منقطع، اس کا محل ب، راس الیزان ۶ سرطان ۶ جدی تو محل سے سنبھل تک ۶ برج کہ قوس
آ، ب میں ہے ۴۰، ۴۰ درجے کے ہوتے اور میزان سے ح تک ۶ برج کہ قوس ا، ب میں ہیں
۲۰، ۲۰ درجے کے۔ اس کا قائل نہ ہوگا مگر جنوں، تو دورہ زمین ثرۃ جنوں۔ کو پرنکیس کی تفسیر سے
ماں بیٹے اور آگ پچھا کچھ نہ دیکھا کروہ تمام ہیئت کا دفتر الٹ دے گا۔



دلیل ۶۹، اقول تمام عقلائے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ مبادرت اعتدالین
ایک بہت خفیف حرکت ہے کہ ایک سال کال میں پورا ایک دقیقہ بھی نہیں ۵۰۰۲ ہے (۷۷)
پچیس ہزار آٹھ سو ستتر برس میں دورہ پورا ہوتا ہے (۷۸) لیکن اگر زمین منقطع پر دائرہ ہے تو واجب
کہ ہر سال دورہ پورا ہو جایا کرے تقاطع کا نقطہ ہر سال ہی میں قین برج طے کر لیا کرے وہ حرکت کہ اکثر
برس میں بھی ایک درجہ نہیں چل سکتی ہر درجہ ایک درجہ اڑے۔

آب ج ۶ منقطع البروج ہے۔ مرکز ق پر جب زمین نقطہ آ پر تھی معدل دائرہ س ۶ ہوا جتنے
منقطع کو ۶ راس الح محل س راس الیزان پر قلع کیا۔

(برصفا آئندہ)



جب زمین نقطہ بت پر آتی معدل دائرہ عہ
ہوا اور حہ راس الحمل طہ راس المیزان جب
زمین حہ پر آتی معدل دائرہ عہ ہوا اور حہ راس الحمل
کہ راس المیزان جب حہ پر آتی معدل عہ ہوا
اور حہ راس الحمل حہ راس المیزان۔ ان چاروں
دائرہوں نے منطقہ کو بارہ مساوی حصوں پر تقسیم کیا۔
مثلاً منطقہ کی توس اس اب ربع دور ہے اور کل منطقہ
نیمانیہ تقاطع دائرہ عہ سے توس اس کا ۶۰ درجے تو

بت کا ۲۰ درجے ریوں ہی تقاطع دائرہ عہ سے بت کا ۶۰ درجے تو آط ۲۰ درجے۔ لاجرم بیچ میں کا ط
بھی ۲۰ درجے۔ اسی طرح ہر ربع میں بیچیں بالظہورۃ چاروں بار کے راس الحمل قحہ قحہ قحہ قحہ قحہ قحہ
کا فاصلہ تو ہر سال راس الحمل تمام منطقہ پر دورہ کر آیا اور ہر سال ہی میں تین بڑے چلا ہر روز ایک درجہ بڑا کر
اس سے جہالت اور کیا ہوگی تو دورہ نہ بھی قطعاً باطل۔

دلیل ۱۰ : اقول تمام عقلائے عالم اور حیثیت جدیدہ کا اجماع ہے کہ اس بار پر دورہ کرنے والا
(توس اس ہوا زمین) سال بھر میں تمام بروج میں ہوا کرتا ہے لیکن اگر یہ طرہ زمین کا ہے تو ایک بڑا کیا
ایک درجہ کیا ایک وقت پال پنا محال۔ جب زمین آہستہ راس الحمل کا تھا تو آک ۶۰ درجے اس سے
چھپے ہے راس الدلو تھا جب زمین بت پر آتی اب راس الحمل حہ ہے یہ بھی بت سے ۶۰ ہی درجے آگے
ہے تو ضرور بت راس الدلو ہے کیونکہ زمین جہاں ہوگی راس الحمل اس سے ۶۰ درجے آگے رہے گا اور
زمین ہمیشہ اس الدلو ہی پر رہے گی تو بروج میں انتقال نہ ہونا درکنار۔

اوپر تو جا ذہیت و نافریت اسباب و زلزلے نے سکون زمین ثابت کیا تھا یہاں خود دورہ زمین نے سکون
زمین میرا کر دیا، ثابت ہوا کہ ابتداء سے آخرت میں جہاں تھی وہیں اب بھی ہے اور جب تک باقی ہے
وہیں رہے گی، اس سے زیادہ قاطع دلیل اور کیا ہوگی کہ دورہ ماننا ہی ممکن نہ تھا چھوڑے۔ اہل حیثیت جدیدہ
تعلیل کو پر نہیں کے نشے میں ان عظیم خرابیوں سے غافل رہے تو رہے جب کہ آج تک ان کے زور کے نفاذ
کو بھی یہ آفتاب سے زیادہ روشنی دلائی خیال میں نہ آئے دور کی باتیں بلکہ دورہ راز کار باتیں بھی کھانکے فریقین
کا اس طوف خیال ہی نہ گیا کہ منطقہ کو طرہ زمین مانتے ہی تمام نباتات کا پٹا الٹ جائے گا۔
دلیل ۱۱ : اقول جب قہ راس الحمل اور زمین طہ راس الدلو پر ہے تو ضرور طہ راس الحمل

جب زمین طے پر آئی اور راس الحمل ہمیشہ ۶۰ درجے اس سے آگے ہوگا تو راس الحوت راس الحمل کے بیچ ایک اور برج ہوا۔

دلیل ۴۲: جب طے پر آئی کہ راس الحمل تھا تو راس الحمل سے راس الحمل ۶۰ درجے آگے ہوا۔

دلیل ۴۳: جب طے پر آئی کہ راس الحوت تھا حمل کہ اس سے ۳۰ درجے پیچھے تھا ۶۰ درجے آگے ہو گیا وطنی هذا القیاس۔

دلیل ۴۴: ہر برج راس الحمل سے کہیں آگے ہوگا کہیں پیچھے کہ راس الحمل سال میں ۱۲ برج پر دورہ کرے گا تو برج شمالی و جنوبی کی کوئی تعیین نہ رہی سب شمال اور سب جنوبی اور ہر برج ایک وقت شمال و جنوبی جبکہ راس الحمل اسی پر ہو۔

دلیل ۴۵: چاروں فصول کی تعیین باطل ہو گئی۔

دلیل ۴۶: جب زمین طے پر آئی کہ راس الحوت اور راس الحمل اس سے ۶۰ درجے آگے ہے اور شک نہیں کہ اس سے ۳۰ درجے آگے راس الحمل ہے تو راس الحمل ہوئے تو راس المیزان ہوئے تو دوازدہوں کا

تقاطع چار جگہ ہوا اور یہ محال ہے، دائرہ دو جگہ سے زیادہ تقاطع نہیں کر سکتے (اقلیدس مقالہ ۲ شکل ۱۰) بالحدود استعمال ہیں، دیکھو دورۂ زمین ماننے نے کیا کیا آفت جرتی تمام بیانات دریا برد و گھاؤ خورد کردی۔

دلیل ۴۷: اقول تمام عقلائے عالم و بیانات جدیدہ کا اجتماع ہے کہ معدل سے منطقہ کا میل کل

بناسہ والد دائرہ جسے دائرہ میل کہتے ہیں ایک متعین دائرہ ہے جس کی قوس کہ ان کے منصف محل تقاطع پر گزرتی ہے تو ایک مقدار متعین رکھی ہے ذیہ کہ چھوٹی بڑی قوسیں نقل ہوں جن سے میل کی تحدید نہ ہو سکے

لیکن اگر منطقہ مدار زمین سے تو ایسا ہی ہوگا اور تحدید میل ناممکن ہوگی اس تحدید کے لئے ضروری ہے کہ وہ

دونوں دائرے برابر ہوں کہ تیسرا ان کا مساوی ان کے انقلاب پر گزارا جائے اور وہ میل بناسے اگر متقاطع

دائرے چھوٹے بڑے ہوں تو میل کی تعیین کہاں سے آئے گی۔ چھوٹے کے برابر تو بڑے کے برابر کیوں

نہ ہو و بالعکس اور دونوں سے مختلف ہو تو کیا وجہ، اور پھر کتنا مختلف ہو اور پھر مغز کی طرف یا کبر کی جانب کوئی

تعیین نہیں اور شک نہیں کہ ان سب محل و اندون کی قوسیں مختلف ہوئیں اور ان میں جو ایک ہو اس کی قوس

کی قیمت چھوٹے کے لحاظ سے اور بڑے کے لحاظ سے اور ہوگی۔ غرض تحدید میل کی طرف کوئی راہ نہ رہے گی

اور ہم دلیل ۵ میں ثابت کر چکے کہ منطقہ کو مدار زمین مان کر معدل و منطقہ کی مساوات محال تو تحدید میل محال اگر وہ قطعاً یعنی اجمالی ہے، لاجرم دورۂ زمین باطل۔

دلیل ۴۸: اقول بغرض غلط مساوات بھی ملے لو مثلاً خود اپنی ہیئت جدیدہ کے اقراءت تصریحاً

و حیات سب پر خاک ڈال کر ہمیں کاہیں مار زمین کے برابر ایک دائرہ موازی خط استوا سے کہ اس کا نام معدل رکھ لو، اور اب میل کا حساب راست آئے گا۔ تمام عقلمند عالم و حیات جدیدہ کا اجماع ہے کہ میل کی ہزاروں برس سے ۲۴،۴۲ درجے کے اندر ہے (۲۳،۲۹) لیکن زمین دورہ کرتی ہے تو اب میل کی پورے ۹۰ درجے آئے گا اور قسادی دائرے کے ہر ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو (مقدمہ ۱) اُن کا بعد ہمیشہ اُن کے نصف قطر کے برابر ہوگا۔



ا ح ب مرکزہ پر اور ح اب مرکزہ پر تو ح ۶ یا س ۶
بعد ہے کہ ہر ایک نصف قطر ہے، یہ سطح ستوی میں متاجس ہیں نصف قطر
یعنی ۹۰ درجہ قطریہ کی قیمت درجہات محیطیہ سے ۱۵۴،۱۵۴،۱۵۴ درجہ ۱۵۴ ہے
لیکن کڑے پر بعد دائرے سے لیا جاتا ہے تو اُن کا مساوی دائرہ میلہ کی نقطتیں ح ۶ یا س ۶ پر گزرے گا یہ
نصف قطر اس کا وتر ہوگا تو دائرۃ البروج کا میل ۲۳،۲۳ کی جگہ کا ۹۰ درجے آئے گا اور یہ سب کے
نزدیک باطل، تو دورۃ زمین قطعاً و ہم باطل۔

دلیل، اقول جتنے مسائل کُہ سہادی پر بذریعہ علم مثلث کُہی حل کئے جاتے ہیں جن کے مثلث میں ایک
توسس دائرۃ البروج کی ہو، خصوصاً جبکہ دوسری توس معدل کی ہو، جیسے کوکب کے میل و مطالع قرے اُن کے

سلہ خاص اس مسئلہ میں چار ایک رسالہ ہے البرہان القویہ علی الارض والتقویہ، جس میں
اشارہ صورتیں قائم کر کے انھیں ۹ کی طرف راجع کیا، پھر ہر ایک میں مثنیٰ شقیں نقل ہیں جن کا مجموعہ ۲۵ ہے سب
سب کی اور اُن پر توامرات بیان کئے کہ ہر صورت میں کیونکر میل الطالع سے تقویم و عرض نکالیں دونوں کے
جد اجدانکالنے کے بھی طریقے بتائے پھر تقویم سے عرض اور عرض سے تقویم معلوم کرنے کے پھر جدول طرق
پر براہین ہندسیہ کی غنسی و ظنی سے قائم کیں۔ یہ سب بیان تو اس رسالہ پر محمول۔

اصول علم الہیات ۹ میں بھی چند سطر کے اس توامر کے ذکر میں لکھیں جن میں جب خطائے فاش
کی شکل یہ بنائی۔



ی قی خط استوا یعنی (معدل النهار قی) اس کا قطب،
ی س دائرۃ البروج، س اس کا قطب، ص موضع کوکب، ق ص
یعنی (میلہ) اور س ص یعنی (عرضہ) بنا س ق ص پر ب ص
عمود کرایا۔ ق ص تمام میل ہے اور س ق یعنی ما بین القطبین

(باقی صفحہ آئندہ)

22

22

عرض و تقویم کا استخراج منطقہ کو مدار زمین ماننے سے سب باطل ہو گئے کہ اس کا مبنی کڑہ مساوی پر منطقہ کا عقیدہ ہوتا ہے۔ بالعرض اس کا مبنی یہ ہے کہ منطقہ و معدل دونوں مساوی دائرہ ہیں اور دونوں کا مرکز ایک ہو اور دونوں کا تقاطع تناصف پر ہو منجملہ دونوں ایک کڑہ کے عقیدہ ہوں اور ہم ثابت کر چکے کہ منطقہ مدار زمین ہو کر یہ سب محال، لاجرم دورہ زمین باطل خیال۔

دلیل ۸۰ اقول یہاں چند مقدمات نافذ ہیں، روشنی میں اضافی متقابل، متغیر نسبتیں کرشمے واحد میں دوسری کے لحاظ سے باعتبار واحد جمع نہ ہو سکیں دو قسمیں ہیں،

اول اعتباری بعض جس کے لئے کوئی منشاء واقع میں متعین نہیں، لحاظ و اعتبار سے تعین ہوتا ہے تو ہر شئی اُسی دوسری کے اعتبار سے اُن دونوں ضدوں سے متصف ہو سکتی ہے جیسے اشیاء کی گنتی میں اِدھر سے گنوں تو یہ اول وہ دوم ہے، اُدھر سے گنوں تو عکس ہے کہ اُن کے اول و ثانی ہونے کیلئے واقع میں کوئی منشاء متعین نہیں تمہارے لحاظ کا ثابت ہے، جہدھر سے گنتی شروع کر دو ہی اول ہے۔
دوہرہ واقعی جس کے لئے نفس الامر میں منشاء متعین یہاں دو شے ہیں ایک کے لئے ایک ضد متعین ہوگی دوسری کے لئے دوسری۔ ہم کسی دوسرے لحاظ سے اُن میں تبدیلی نہیں کر سکتے کہ اُن کا منشاء ہمارے لحاظ کا تابع نہیں، جیسے تقدم و تاخر زمانی مثلاً سلسلہ یقیناً سلسلہ سے پہلے ہے۔ اسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ سلسلہ پہلے ہوا بعد ایک آیا۔

(۲) ان واقعات میں شئی واحد کو دو کے لحاظ سے دونوں ضدیں عارض ہو سکتی ہیں، یہ تغیر نسبت نہ ہوا بلکہ تغیر متعین مگر ایک ہی شے کے لحاظ سے ممکن نہیں کہ تغیر نسبت ہے مشق

(بقیہ حاشیہ مندرجہ)

یہ ہی سی میل کلی کہ آراس الملک، زاویہ صفت تمام مطالع، زاویہ صحت تمام تقویم، صحت تمام عرض ہے یہاں تک مستدیر تھی اگے شکستہ صحت صحت قائم الزاویہ سے صحت پھر اس سے میل کلی صحت طاکر صحت معلوم کیا اور اس سے زاویہ صحت تمام تقویم ہے۔ یہی تقویم معلوم ہوئی۔ اب عرض معلوم کرنے کو شکستہ صحت قائم الزاویہ لیا جس کی صحت زاویہ صحت معلوم ہوئے ہیں ان سے صحت تمام عرض جان کر عرض معلوم کیا یہ باہر باطل ہے جب صحت قائم ہے صحت با کیونکہ قائم ہو سکتا ہے، جزو کل برابر، خیر ہمیں اس سے عرض نہیں واقف فن جانتا ہے کہ اسی شکل میں کتنی جگہ سے منطقہ کا مدار زمین ہونا باطل ہوا۔ ۱۲ منہ مغربہ

سلسلہ سلسلہ سے پہلے ہے سلسلہ سے بعد، لیکن اُن میں ایک کی نظر سے دونوں نہیں ہو سکتے۔ نزدیک
عمر و بن بکر میں عمرو جیسا بھی ہے اور باپ بھی مگر دو شخص کے لئے عمرو ایک کا باپ ہو اور اسی کا بیٹا بھی، یہ
محال ہے۔

(۳) ان واقعی نسبتوں میں بعض وہ ہیں کہ شے کو بالعرض ہی عارض ہوتی ہے اگرچہ بالعرض
میں بنظر ذات ایک ہی شے کے اعتبار سے دونوں ضدوں کی قابلیت ہوتی ہے مگر یہ اس میں بھی
محال ہے کہ وقت واحد میں دو اعتبار مختلف سے دونوں ضدیں مان سکیں ورنہ نسبت اعتبار یہ مشکل
قریب سلسلہ میں پیدا ہوا عمرو سے کہ سلسلہ میں ہوا عمر میں بڑا ہے اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی دوسرے اعتبار
سے عمرو نزدیک سے عمر میں بڑا ہے اگرچہ ان کی ذات کی نظر سے یہ محال نہ تھا کہ عمرو سلسلہ میں پیدا ہوتا
اور نزدیک سلسلہ میں۔ عمر میں بڑا چھوٹا ہونا منکسر ہو جاتا۔

(۴) لوق و تحت اُن ہی نسبت واقعیہ میں۔ چھت اور پر ہے اور من نیچے۔ تم جب زمین پر
کھڑے ہو تمہارا سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے۔ کوئی مائل ہرگز نہ کہے گا کہ یہ زیر و بالا واقعی نہیں اعتباری
ہے۔ کسی دوسرے لحاظ سے چھت نیچے ہے اور من اوپر، تمہارا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر یعنی واقع
میں نہ چھت اور سر اوپر ہیں اور نہ پاؤں اور من نیچے، بلکہ عندیہ کی طرح ہمارے اعتبار کے تابع ہیں
ہم چاہیں تو سر اور چھت کو اونچا سمجھ لیں چاہے پاؤں اور من کو کیا مجنوں کے سوا کوئی ایسا کہہ دے گا۔
(۵) جب یہ نسبت واقعیہ ہے تو اس کے لئے نفس الامر میں ضرور کوئی منشاء متعین ہے جو
کسی کے لحاظ و اعتبار کا تابع نہیں، وہ لوق کے لئے تمہارا سر یا چھت خواہ تحت کے لئے تمہارے پاؤں
یا من نہیں اگر تمہیں اُلٹا کھڑا کیا جائے تو سر نیچا ہو جائے گا اور پاؤں اوپر۔ یوں ہی اگر شہر لوطیاں کی طرح
معاذ اللہ مکان اُلٹ جلتے تو من اوپر ہو گا چھت نیچے، تو معلوم ہوا کہ ان کو یہ نسبتیں بالذات عارض
نہیں بلکہ بالعرض و منشاء کچھ اور ہے جسے ان کا عرض بالذات ہے اور اس کے واسطے
سے چھت اور سر کو۔

(۶) نسب متقابلہ واقعیہ میں کسی دو ذوں جانب تحدید یعنی حد بندی ہوتی ہے۔ مثلاً نزدیک و اولد
اولد و اولد اخیر نہ اول سے پہلے اس کا کوئی ولد ہو سکتا ہے ورنہ یہ اول نہ ہو گا نہ آخر کے بعد ورنہ
آخر نہ ہو گا اور کسی صرف ایک طرف تحدید ہوتی ہے دوسری جانب اس کے مقابلے پر غیر محدود و مسلسل
رہتی ہے جیسے کسی شے سے اتصال و انفصال، اتصال محدود ہے اس میں کمی و بیشی کی راہ محدود
مگر انفصال کے لئے کوئی نہ نہیں جتنا بھی فاصلہ ہو گا انفصال ہی رہے گا اُن نسبت اعتباریہ

میں کسی طرف تحدید ضرور نہیں کہ وہ ایسا اعتبار ہیں۔ فوق و تحت نسبت واقعہ سے ہیں تو ضرور ان میں تو ایک جانب تحدید ضرور ہے ورنہ اعتبار محض رہ جائیں گے ہر تحت سے تحت اور ہر فوق سے فوق متصور، تو کسی کا کوئی منشاء متعین نہیں، جسے چاہو تحت فرض کرو، تو باقی سب فوق ٹھہریں گے پھر فوق کو تحت فرض کرو، تو یہ سب فوق ہو جائیں گے وہ فوق تحت لا جرم ان کی تحدید میں تین صورتوں سے ایک لازم، یا تو وہ متقابل چیزیں بالذات فوق و تحت ہوں کہ فوق بالذات ہے اور لیکن ہے نہ تحت بالذات کیجئے۔ باقی اشیاء کہ ان کے اند میں جو فوق سے قریب فوق بالعرض ہے جو تحت سے قریب تحت بالعرض ہے اور ان میں ہر شے دو چیز اقرب و البعد کے لحاظ سے فوق و تحت دونوں یہ صورت وہ دونوں طرف تحدید کی ہوگی یا فوق بالذات متعین ہو کہ اس سے تفوق محال اور اس کے مقابل غیر محدود جتنے چلے ہاؤ سب تحت ہے اور ہر اسفل سے اسفل تک لیکن یا تحت بالذات متعین ہو کہ اس سے تسفل متعین اور اس سے محاذی یا متنافی جتنے بڑھو سب فوق ہے اور ہر بالا سے بالا تر متصور تین صورتیں اپنی ذات میں تحت و فوق کے نسبت واقعہ ہونے کو کہیں ہیں۔

(۷) اب تمام عقلائے عالم کے اتفاق سے تحت محدود ہے۔ فوق کی تحدید کہ ہر ایک شے پر جا کر فوقیت ختمی ہو جائے اور اس سے فوق ناممکن ہو بالضرورت واقعیت پر نہیں سکتی کہ وہ تو حاصل ہو چکی اور خارج سے اس پر کوئی دلیل نہیں تو اس کا ماننا جرات ہے۔

لکھنؤ قدیمہ کا رد بعونہ تعالیٰ تدریج جلیل میں آتا ہے۔ یہاں اس کی حاجت نہیں اور ہیأت جدیدہ کا اتفاق ہے کہ فوق محدود نہیں۔ مسئلہ تقابلی البعد ہم پر وارد نہیں کہ ہمارے نزدیک فضا کے خالی بعد کو جرم ہے کہ انقطاع دہم سے مطلق ہو جائے گا جب پھر تو جرم کو گئے اور آگے بڑھے گا اور کسی حد پر ختمی نہ ہوگا کہ اس کے اوپر مشرہم نہ ہو سکے ترشمن ٹالٹ حصیں ہوتی یعنی تحت بالذات متعین ہے اس کے سوا کوئی تحت اُس سے جو قریب ہے وہ تحت اضافی ہے جو بعید ہے وہ فوق ناخیر نہایت ہے۔

..... کہ تحت کے سب اطراف یکساں ہیں۔ ایک کہ دوسرے پر ترجیح نہیں کہ ایک طرف بعد ذائد دوسری طرف کم بلکہ جو سب طرف لا متناہی ہے سب طرف برابر ہے کہ دو ناختمی کہ ایک ہند سے شروع ہوں اور امتداد میں کم و بیش نہیں ہو سکے ورنہ جو کم رہا ختمی ہو گیا، تو لازم کہ تحت حقیقی تمام امتدادوں کی وسعت میں ایک شستی موجود متعین ہو جس کے ہر طرف فوق ہو اور تحت کا اشارہ ہر جانب سے اُس کی پر ختمی ہو، امتداد جو آگے بڑھے فوق کی طرف چلے۔

(۸) یہیں سے ظاہر ہے کہ تحت بالذات کا ایک نقطہ غیر متجزیہ ہونا لازم ورنہ جسم یا سطح یا خط میں نقاط کی شدہ فرض ہو سکتے ہیں جن کی طرف اشارہ جیسے بُدا جہا ہوگا اور ایک دوسرے سے بعید تر ہوگا تو خود ان میں فوق و تحت

ہوں گے اور تحت حقیقی ایک نقطہ ہی رہے گا۔

(۹) یہ نقطہ متعینہ جس کے صحیح جہات سے وسط جملہ امتدادات ہونے سے اسے مرکز کرہ بنایا ضرور ہے کہ کسی کرہ موجود کا مرکز ہو جو بالذات تحت ہونے کے لئے متعین ہو نہ کہ کسی اعتبار و اصطلاح پر ہو ورنہ نسبت واقعہ نہ رہے گی۔ خالصہ غالی میں کوئی نقطہ اصلاً تیز ہی نہیں رکھتا۔ ہمارے اعتبار سے تیز ہو گا نہ کہ تحت ہونے کے لئے بالذات متعین۔

(۱۰) ضرور ہے کہ اس مرکز کو حرکت اینیہ نہ ہو ورنہ وہ جہات کے ان میں ایک فوق اور دوسری تحت بنتی۔ ایک ہی جگہ رکے رکھے بدل جائیں۔ حرکت اینیہ سے فکری کرہ مرکز طوق کے قریب آجائے اور تحت سے بعید ہو جائے تو باوصف اپنی اپنی جگہ ثابت رہنے کے لئے فوق تحت اور تحت فوق اور اسے کوئی عامل قبول نہ کرے گا۔ مثلاً ایک مکان کسی دوسرے مقام پر ہے جس کا صحن اس تحت ثانی سے قریب ہے اور مستقیم دور۔ اب وہ مرکز متحرک ہو کر اوپر آجائے تو چمت اس سے قریب ہو جائے گی اور صحن دور۔ اب کسنا پڑے گا کہ بیٹھے بٹھائے سیدھے مکان کی چمت نیچے ہوگی اور صحن اوپر۔ پول ہی وہاں جو آدمی کھڑا ہو بیچارہ بہ تصور کھڑا ہے مگر سر نیچے ہو گیا اور ٹانگیں اوپر، جب یہ مقدمات عہد ہوئے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب تم زمین پر سیدھے کھڑے ہو تو سرہر کی جانب سمت فوق تا دور چل گئی ہے تو بلکہ مقدمہ ششم ضرور ہے کہ پاؤں کی جانب سمت تحت کسی حد کی جانب بنتی ہو جگہ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ اس کرہ زمین میں ہے یا اُنکے بعد، لیکن ہذا قدر معلوم اور ہر ماحقل کو معقول کہ جس طرح تمام اس طرف زمین کے اوپر ہو اور تھا را سر او پنا پاؤں نیچے، یعنی امریکہ میں یا تمام سطح زمین میں کسی جگہ کوئی کھڑا ہو اس کی بھی حالت ہوگی۔ امریکہ والوں کو یہ نہ کہنا چاہئے گا کہ زمین پر نہیں بلکہ زمین اوپر ہے یا ان کا سر اوپر نہیں بلکہ ٹانگیں اوپر ہیں تو روشن ہو کہ وہ زمین ہی کے اندر ہے اور اس کا مرکز تحت حقیقی ہے تو بلکہ مقدمہ ہاشم کرہ زمین ساکن ہو اور اس کی حرکت اینیہ باطل۔

دلیل ۸۱: اقول وہ کرہ موجود جس کا مرکز تحت حقیقی ہے، ٹھک ہے یا ٹھس، یا ارض، یا اور کوئی سیارہ یا مہبت یا قمر۔

اول تو بیانات جدیدہ مان نہیں سکتی کہ وہ وجود افلاک ہی کے قائل نہیں۔

دوم ضرور اس کا مدعا ہے کہ ٹھس کو ساکن فی الوسط مانتی ہے۔ ضرور کہ اہل بیانات جدیدہ حسب وہ پر کرہ زمین پر سیدھے کھڑے ہوں تو سر نیچے ہو اور ٹانگیں اوپر، اس لئے کہ سمت حقیقی سے قریب ہے اور پاؤں دور۔ جب زمین کی حرکت مستدیر خرب مذہب اس حالت پر لائے کہ سر اوپر پاؤں کا لعل مرکز ٹھس برابر رہ جائے تو اب نہ سر اوپر نہ پاؤں۔ بال آدمی رات کو آؤشیت پر آئیں کہ سر اوپر ہو جائے کہ تحت سے

بید ہے اور پاؤں نیچے کہ قریب ہیں۔ جب بعد طلوع پھر وہی حالت قسادی ہو سر اور پاؤں دوبارہ برابر ہو جائیں، جب دوپہر ہو پھر سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہو جائیں، ہمیشہ بے جنبش کئے ہوئے ہوں گے۔ یہی حال ہر روز صبح و شفق کا ہو کہ کبھی صبح اور چھت نیچے کبھی بالعکس۔ یہی حال زمین میں قائم درختوں کا کہ آدمی رات کو جڑ نیچے ہے اور شاخیں اوپر۔ دوپہر ہوتے ہی پڑ پڑستور ہے ٹکڑ ٹکڑ نیچے ہو گئیں اور جڑ اوپر۔ دوپہر کے وقت جو بھاری یا دھواں اُٹھے کہو کہ نیچے گرا تو پھر گرے کہو کہ اوپر اڑا۔ یوں ہی بے شمار استعملے ہیں۔ دیگر سیارہ و اقمار و کواکب کا بھی یہی حال ہے کہ ان میں جس کسی کا بھی مرکز لوگے ایسے ہی استعمالے ہوں گے۔ لاجرم مرکز زمین ہی وہ مرکز سا کہ ہے اور زمین کی حرکت ایسی باطل۔

دلیل ۸۲ : اقول ہر مائل جانتا ہے کہ جہات سمت میں چپ و راست پس و پیش پہلو بدلنے سے بدل جاتے ہیں۔ مشرق کو منہ کر کے تو مشرق آئے، مغرب پیچے، جنوب دابنے، شمال باتیں ہے اور مغرب کی طرف متوجہ ہو تو سب بدل جاتیں گے کہ ان میں تمہارے اعضاء منہ اور پیٹ اور بازوؤں کا اعتبار ہے، یہ جس طرف ہوں گے وہ سمت پیش و پس و راست و چپ ہوگی مگر زیر و بالا میں تمہارے سرو پا کا اعتبار نہیں کہ جدھر سیدھے وہ اوپر ہے اور جدھر پاؤں وہ نیچے، بلکہ وہ جہتیں خود متعین ہیں۔ سیدھے کھڑے ہونے میں جو جانب فوق اور وہی طرف تحت ہے، اُٹنے ہو جاؤ جب بھی فوق و تحت وہی رہیں گے۔ اب یہ نہ ہوگا کہ سر کی طرف اوپر اور پاؤں کی طرف نیچے، بلکہ یہ ہوگا کہ اب تمہارا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہیں۔ اگر مرکز شمس جیسا کہ حیات جدیدہ کا گمان ہے وہ مرکز سا کہی و تحت حقیقی ہو زیر و بالا کی بھی وہی حالت ہو جائے گی جو ان چاروں جہات کی تھی۔ جب آفتاب طلوع ہے ایک خفیف دوپہر کے بعد یا غروب سے ایک خفیف دوپہر پہلے افق جہت کی محاذات میں آئے تو اگر اس کی طرف پاؤں کر کے لیو تو سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے کہ مرکز شمس سے قریب تر ہیں اور اُسی وقت سر جانب شمس کر کے لیٹ جاؤ تمہارا سر نیچا ہو گیا اور ٹانگیں اوپر کہ اب سر مرکز شمس سے قریب ہے۔ اسی طرح جو سیارہ یا شاخ یا قمر لویہی حالت ہوگی سولے زمین کے کہ اس کا مرکز تحت حقیقی ماننے سے سب شکلیں ٹیک رہتی ہیں۔ لاجرم وہ مرکز سا کہ ہے اور حرکت زمین باطل۔

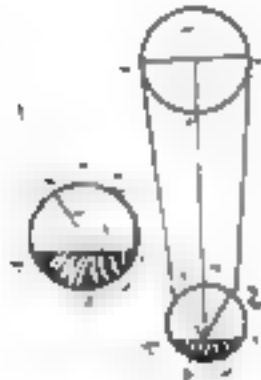
دلیل ۸۳ : اقول ہر مائل جانتا ہے کہ حرکت کو جب سخت و عوارت ہے۔ مائل درکنار ہر جاہل بلکہ ہر جنون کی طبیعت غیرت ملہ اس مسئلہ سے واقف ہے، لہذا جاڑے میں بدی بشتت کا نپٹے گنا ہے کہ حرکت سے حرکت پیدا کرے بیگے جوئے کپڑوں کو ہلاتے ہیں کہ خشک ہو جائیں، ٹوڑو بھی جوئے کے علاوہ حیات جدیدہ کو بھی تسلیم۔ بعض اوقات آسمان سے کہ سخت اجسام نہایت سوز و دھواں و معتقل کرتے ہیں

جی کا حدوث بعض کے نزدیک یوں ہے کہ قمر پھر کے آگنی پہاڑوں سے آتے ہیں کہ شدت اشتعال کے سبب ہاڈیت قمر کے قابو سے نکل کر جاؤ بیت ارض کے دائرے میں آکر گر جاتے ہیں۔ اس پر اعتراض ہوا کہ زمین پر گرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ کہ کوئی میل کا فاصلہ طے کرنے میں کیوں نہ ٹھنڈے ہو گئے؟ اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ اگر وہ نہ سے سرد ہی چلتے یا راہ میں سرد ہو جاتے جب ہی اس تیز حرکت کے سبب آگ ہو جاتے کہ حرکت موجب حرارت اور اس کا افراط باعث اشتعال ہے۔ اب حرکت زمین کی شدت اور اس کے اشتعال وحدت کا اندازہ کیجئے۔ یہ مدار جس کا قطر اضارہ کرڈر اٹھاؤں لاکھ میل ہے اور اس کا دورہ ہر سال تقریباً تین سو پینسٹھ دن پانچ گھنٹے اڑتالیس منٹ میں تمام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ حرکت حرکت زمین ہوتی یعنی ہر گھنٹے میں اڑسٹھ ہزار میل کہ کوئی تیز سے تیز ریل اس کے ہزاروں حصے کو نہیں پہنچتی پھر یہ سخت قابر حرکت نہ ایک دن نہ ایک سال نہ سو برس بلکہ ہزار ہا سال سے دھماتا رہے فوراً دائرہ مستقر ہے تو اس عظیم حدت و حرارت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے جو زمین کو پہنچتی، واجب تھا کہ اُس کا پانی کب کا خشک ہو گیا ہوتا، اس کی ہوا آگ ہو گئی ہوتی، زمین دھمکتا انگارہ بن جاتی جس پر کوئی جاندار سانس نہ لے سکتا پاؤں رکھنا تو بڑی بات ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین ٹھنڈی ہے، اس کا حراج بھی سرد ہے، اس کا پانی اس سے زیادہ خشک ہے، اس کی ہوا خوشگوار ہے، تو صاحب کی یہ حرکت اس کی نہ ہو بلکہ اُس آگ کے پہاڑ کی جسے آفتاب کہتے ہیں چھ اُس حرکت کی بدولت آگ ہونا ہی تھا۔ یہی واضح دلیل حرکتِ یومیر جس سے طلوع اور غروب کا کب ہے زمین کی طرف نسبت کرنے سے مانع ہے کہ اُس میں زمین پر گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ گھرے گی۔ یہ سخت دورہ کیا کم ہے، اگر کہنے ہی استعمال قمر میں ہے کہ اگرچہ اس کا مادہ چھوٹا ہے مگر مدتِ ہزاروں حصے سے کم ہے کہ گھٹنے میں تقریباً مرادہ ہزار میل چلتا ہے۔ اس شدتِ تیز حرکت نے اُسے کیوں نہ گرم کیا۔

اقول یہ بھی حیاتِ جدیدہ پر وارد ہے جس میں آسمان نہ مانے گئے۔ فضا کے خالی میں جنبش ہے تو ضرور پانڈ کا آگ اور چاندنی کا سخت دھوپ سا گرم ہو جانا تھا لیکن ہمارے نزدیک کل فی خلک یسبحون ہر ایک ایک ٹھیرے میں پڑتا ہے۔ غلٹی کہ خشک قمر یا اس کا وہ حصہ جتنے میں قریشاوری کرشمہ خانی عظیم و جلالہ نے ایسا سرد بتایا ہو کہ اس حرارت حرکت کی تبدیل کرتا اور قمر کو گرم ہونے دیتا ہو جس طرح آفتاب کے نئے حدیث میں ہے کہ اُسے دو زائد برت سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گرنا ہلا دیتا۔ رواد العبرانی فی التکبیر علی ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دلیل ۸۴: اقول زمین کی حرکت یومیہ یعنی اپنے محور پر گھومنے کا سبب ہر جزو کا طالب نور و حرارت ہوتا ہے یا جذبہ شمس سے تا فریت (نمبر ۲۳)۔ بہر حال تقاضائے طبع ہے اور اس کے لئے متعدد راستے تھے اگر زمین مشرق سے مغرب کو جاتی جب بھی وہ نوں مطلب بعینہ ایسے ہی حاصل تھے جیسے مغرب سے مشرق کو جاسے میں، پھر ایک کی تخصیص کیوں ہوتی، یہ ترجیح بلا مرجح ہے جو قوت غیر شامہ سے ناممکن، لہذا زمین کی حرکت باطل۔

دلیل ۸۵: اقول یہ دونوں وجہ پر واجب تھا کہ خط استوا دائرة البروج کی سطح میں ہو کی کہ ہم شمس ہے اور احب زمین۔ ی، ا، ب دونوں کو محاس میں تو زمین کا قلعہ احب نصف شمس سے بڑا شمس کے مقابل اور اس سے مستنیر ہے اور قلعہ ادب



نصف سے چھوٹا تاریک اور اس سے مستنیر ہے اور احب سطح دائرة البروج اور خط استوا احب قطبین میں ہے اور مرکز شمس یعنی سمت پر گزرتا ہے اور مرکز شمس لازم دائرة البروج ہے۔ احب، ا، ب میل کلی ہیں اور ظاہر ہے کہ قلعہ ی، م ل میں ارفع لفظ م ہے اور قلعہ احب کو م کا قطر خطوط واصل ہے تو زمین شمس سے قریب تر نقطہ احب ہے پھر ہر طرف احب تک بٹھ بڑھا گیا یہاں تک کہ ان کے بعد مقابلہ

اشتاء اصطلاحاً تو سب سے زیادہ جذب احب پر ہے اور جاذبیت و تا فریت مساوی ہیں (نمبر ۲۰) تو واجب کہ سب سے زیادہ تا فریت بھی یہیں ہو اور کہ متحرک میں سب سے زیادہ تا فریت منقطع یہ ہے کہ وہی دائرہ سب سے بڑا ہے پھر قطبین تک اس کے موازی چھوٹے ہوتے گئے ہیں یہاں تک کہ قطبین پر حرکت ہی نہ رہی۔ تو واجب تھا کہ احب حرکت محوری زمین کا منقطع یعنی خط استوا ہوتا لیکن ایسا نہیں بلکہ

لے ہیانت جدیدہ کہ تسلیم کہ اس نے اپنی تقریرات ریاضی میں براہین ہندسیہ سے ثابت یہاں چھوٹا کر جب بڑے کے محاذی ہو تو بڑے کا چھوٹا قلعہ چھوٹے کے بڑے قلعے کے مقابل ہو گا۔ خط و محاسہ بڑے گڑے سے اُس کے قطر کے اصر و تری کی سے نکلیں گے اور چھوٹے گڑے کے قطر سے اُدھر و تر آب کے کناروں پر کسی کریشے و لہذا شمس سے زمین کے استندے میں نصف شمس سے کم نیز اور نصف ارض سے زیادہ مستنیر ہوتا ہے اور قر سے زمین کے استندارے میں بالکس ۱۰، مز غفرلہ۔

منطقہ کا رہے تو جہاں جاذبیت کم ہے وہاں نافریت زائد ہے اور جہاں زائد ہے وہاں کم، اور یہ باطل ہے۔
لازم حرکت زمین باطل ہے۔ یوں ہی طلب نور و حرارت کے لئے آب کے نیچے جو اجزاء ہیں وہ آگے
بڑھتے اور اپنے اگلے اجزاء کو کڑھاتے اور حرکت منطقہ ح پر پیدا ہوتی نہ حرکت کے نیچے جو اجزاء
نور و حرارت پار ہے ہیں وہ آگے بڑھتے اور حرکت منطقہ قاس پر ہوتی۔

دلیل ۲۶: اقول حرکت وغیرہ میں قطب سے قطب تک تمام اجزاء محور ساکن ہوتے ہیں اور ہم
نمبر ۳۳ میں ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو ہرگز تمام کڑے کی حرکت واحد نہیں، جس کے لئے
قطبین و محور ہوں جب کہ ہر ٹکڑی جدا حرکت ایفیر ہے کہ ہر جز میں نافریت اور طلب نور و حرارت ہے
تو اجزاء محور کا سکون بے معنی نہ کہ وہ بھی خطا خط پر جہاں جاذبیت ہے زخوت اور اس کے بقدر تک
مقابلہ باقی ہے تو بطلان حرکت زمین میں کوئی شبہ نہیں۔

دلیل ۲۷: اقول ہماری تقریر ۲۲ سے واضح کہ اجزاء زمین میں تداخل ہے،
اڈلا اجزاء کی حرکت ایفیر میں اور ہر ایفیر میں قوت دفع ہے کہ وہ مکان پلٹی ہے جو اس کی راہ میں
پڑے اُسے ہٹاتی ہے۔

ثانیاً یہاں اسی قدر نہیں بلکہ اجزاء کی چال مضطرب ہے تو تداخل نہیں تکامل ہے۔ حرکت محوری
اگر جاذبیت و نافریت سے ہو جس طرح ہم نے نمبر ۳۳ میں تقریر کی جب تو ظاہر کہ قرب مختلف تو جذب
مختلف تو نافریت مختلف تو چال مختلف تو اضطراب حاصل ورنہ اس کی کوئی بھی وجہ ہو۔ ہر حال اصول ہیات
ہر یہ پر یہ احکام یقیناً ثابت کہ

- (۱) بعض اجزاء ارض کا مقابل شمس اور بعض کا مجاب میں ہونا قطعی۔
- (۲) مقابلہ زمین قرب و بُعد اور خطوط واصل کا ثلث و ثلث ہونے کا اختلاف یقینی۔
- (۳) ان اختلافات سے جاذبیت میں اختلاف ضروری۔
- (۴) اس کے اختلاف سے نافریت میں کمی بیشی لازمی۔
- (۵) اُس کمی بیشی سے چال میں تفاوت حتیٰ۔

(۶) اس تفاوت سے اجزاء میں تلاطم و اضطراب ان میں سے کسی مقدمہ کا انکار ممکن نہیں تو حکم
یقین تو واجب کہ معاذ اللہ زمین میں ہر وقت حالت زلزلہ رہے۔ ہر شخص اپنے پاؤں کے نیچے اجزاء زمین
کو سرکتا تلاطم کرتا پائے اور آدمی کا زمین کے ساتھ حرکت عرضیہ کرنا اس احساس کا مانع نہیں ایسے ریل
میں بیٹھنے سے بال محسوس ہوتی ہے خصوصاً پرانی گاڑی میں میسکن بجز اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تو حرکت محوری

یقیناً باطل۔ مقام مشککہ ہے کہ خود بیات جدیدہ کا اقرار اس کا آواز۔
 کسی نے کہا تھا کہ زمین چلتی تو ہم کو چلتی معلوم ہوتی۔ اس کا جواب یہی دیا کہ زمین کی حرکت اگر مختلف
 ہوتی یا اس کے اجزاء جدا جدا حرکت کرتے ضرور محسوس ہوتی۔
 مجموعہ گروہ کو ایک حرکت ہمارا لاحق ہے۔ لہذا جس میں نہیں آتی، جیسے کشتی کی حرکت کشتی فطریں کو
 محسوس نہیں ہوتی یعنی جب تک جھکے گا نہیں۔

الحمد للہ! ہم نے دونوں باتیں ثابت کر دیں کہ زمین کو اگر حرکت ہوتی تو ضرور اجزاء کو جدا جدا ہی
 ہوتی اور ضرور ناہموار و مضطرب ہی ہوتی جب ایک بات پر محسوس ہونا لازم تھا کہ اب کہ دونوں جیسے ہیں
 ہر جہاں اولی احساس واجب، لیکن اصلہ نہیں، تو زمین یقیناً ساکن محض ہے۔
 دلیل ۸۸: اقول پانی زمین سے بھی کہیں لطیف تر ہے تو اس کے اجزاء میں ہی علم و اضطراب
 اشد ہوتا اور سمندر میں ہر طرف طوفان رہتا۔

دلیل ۸۹: اقول پھر ہوا کی لطافت کا کیا کتنا۔ واجب تھا کہ آٹھ پہر مغرب سے شرق تک،
 تحت سے فوق تک ہوا کی ٹھنڈیاں باہم ٹکرائیں، ایک دوسرے سے تپا پکے کاتیں اور ہر وقت سخت
 آندھی لائیں، لیکن ایسا نہیں کر بلکہ شبہ زمین کی حرکت محوری باطل اور اُس کا ثبوت و سکون ثابت و حکم۔
 واللہ الحمد و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم، آمین!

دلائل تدبیرہ

یہاں تک ہم نے زیادہ توجہ گردش دورہ زمین کے ابطال پر رکھی۔ فصل اول میں زو اول عام کے
 سوا باقی گیارہ اور فصل سوم میں سات اخیر کے سوا باقی بیس سب اسی کے ابطال میں ہیں۔ انکوں نے
 ساری ہمت گرد و گرد حرکت زمین کے ابطال پر صرف کی ہم ان میں سے وہ انتخاب کریں جن سے اگرچہ
 جواب دیا گیا بلکہ بہتہ کو خود مستدین نے زد کر دیا لیکن ہم ان کی تشبیہ و تائید کریں گے اور خود بیات جدیدہ
 کے اقراہوں سے ان کا نام و کامل ہونا ثابت کر دیں گے پھر زیادات میں جن کی اور طرح توجیہ کر کے
 تصحیح کریں گے پھر تذیل میں انکوں سے وہ دلائل جن پر اگرچہ انہوں نے اعتماد کیا مگر ہمارے نزدیک
 باطل و ناتمام ہیں وہاں توفیق۔

دلیل ۹۰: بھارتی پتھر اور پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے۔ اگر زمین مشرق کو متحرک ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر لگاؤں اور آگیا اُس میں زمین کی وہ جگہ جہاں سے پتھر پھینکا تھا حرکت زمین کے سبب کنارہ مشرق کو ہٹا گئی۔ اقول زمین کی محوری چال ہر سیکنڈ ۵۰۶۶ گز ہے اگر پتھر کے جانے آئے میں ۵ سیکنڈ صرف ہوں تو وہ جگہ ۲۵۳۳ گز سرک گئی پتھر تقریباً ڈیڑھ میل مغرب کو گزنا چاہئے حالانکہ وہیں آتا ہے۔

دلیل ۹۱: دو پتھر ایک قوت سے مشرق و مغرب کو پھینکیں تو چاہئے کہ مغربی پتھر بہت تیز جاتا معلوم ہو اور مشرقی سست۔ نہیں نہیں بلکہ مشرقی بھی اُٹا مغرب ہی میں گرے اقول یا پھینکنے والے کے ماتھے پر گرے۔ مثلاً وہ پتھر اتنی قوت سے پھینکے تھے کہ دونوں طرف تین سیکنڈ میں ۱۹ گز پر جا کر گرتے۔ سنگ مغربی موضع رمی سے جب تک ۱۹ گز مغرب کو ہٹا ہے اتنی دیر موضع رن ۱۵۱۹ گز مشرق کو ہٹ گیا تو یہ پتھر موضع رمی سے ۵۳۸ گز کے فاصلے پر گرے گا اور سنگ مشرقی وہاں سے انگل بھی سرکنے پائے گا کہ موضع رمی زمین کی حرکت سے اُسے جالے گا۔ اب اگر پھینکنے والے نے اپنے محاذات سے بچا کر پھینکا تھا تو یہ پتھر تین سیکنڈ میں ۱۹ گز مشرق کو چل کر گر جائے گا اور اتنی دور میں موضع رمی ۵۱۹ گز تک پہنچے گا تو یہ موضع رمی سے ۵۱۰ گز مغرب میں گرے گا اور اگر محاذات پر پھینکا تھا تو مسازیم کی حرکت سے پھینکنے والا پتھر سے ٹکرائے گا اور پتھر اس کے ٹک کر وہیں کا وہیں گر جائے گا لیکن ان میں سے کچھ نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ حرکت زمین باطل ہے۔

شم اقول بلکہ اول یہ کہ یہ دلیل بایں تفصیل قائم کریں جس سے دو دلیل ہونے کی جگہ تین دلیل قائم ہو جائیں کہ جہاں مشرق واقع ایک ہی ہو سکے وہ ایک ہی دلیل ہوگی اگر پشیمں سوہوں اور جہاں ہر شمس واقع ہو سکے اور ہر ایک پر استعمال ہو وہ ہر شمس جدا دلیل ہے۔ درخت کی ایک شاخ سے دو پرند مسادی پرواز کے مسادی مدت تک مثلاً ایک گھنٹہ اڑنے ایک مغرب دوسرا مشرق کو اگر اُن کی پرواز رفتار زمین کے مسادی ہے

ملہ یہ اور اُس کے بعد کی دلیل تذکرہ طوسی و شرح حکمت العین و ہدیہ سعیدہ تک اکثر کتب میں ہیں۔ ملہ شرح خضرئی سے ہدیہ سعیدہ۔ اسی دلیل سے یوں بھی ثابت کرتے ہیں کہ تیر و طائر و ابر مشرق کو چلتے نہ معلوم ہوں (شرح حکمت العین) اسی سے یوں کہ مشرق کو جانا مغرب کو چلتا نظر آئے (خضرئی) اقول بلکہ مشرق کو جانا مغرب کو جانا ہو کہ اب تک پرند کی جگہ جو پتھر مشرق کو سر کے یہ جگہ سیکڑوں جگہ نکل جائے گی تو یہ اُس جگہ سے تباہ کرنا دشوار ہمیشہ اس سے چپکے ہی رہے گا ۱۲ منہ خضرلہ۔

گئے۔ میں ایک ہزار چھتیس میل تو غریب شاخ سے دو ہزار بیتر میل پر پہنچا۔ جتنا وہ مغرب کی پہلا اسی قدر شاخ زمین کے ساتھ مشرق کو گئی اور مشرقی بال بھر بھی شاخ سے جدا نہ ہوا کہ جتنا اڑتا ہے زمین ہی اتنی ہی رفتار سے مشاخ کو اُس کے ساتھ ساتھ لاری ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مساوی پرواز والے مساوی فصل پاتے ہیں۔

دلیل ۹۲ : اگر ان کی پرواز رفتار زمین سے زیادہ ہے مثلاً گئے میں ۱۰۳۷ میل تو غریب ۲۰۷۲ میل مغرب میں پہنچے گا اور اُس کی مساوی پرواز والا مشرق ۱۰۳۷ میل اڑ کر صرف ایک ہی میل مشرق کو طے کر سکے گا یہ بھی بدابستہ باطل و خلاف مشاہدہ ہے۔

دلیل ۹۳ : اگر ان کی پرواز رفتار زمین سے کم ہے، مثلاً گئے میں ۱۰۳۵ میل تو غریب ۲۰۷۱ میل پر ہو جائیگا اور اس کام ہم پرواز مشرق جس نے گئے بھر محنت کر کے ۱۰۳۵ میل مشرق کو طے کئے نتیجہ یہ پائے گا کہ اُن اُنس شاخ سے ایک میل مغرب میں گرے گا۔ اڑا تو مشرق کو اور پہنچا مغرب میں۔ یہ سب سے بڑھ کر باطل اور خلاف مشاہدہ ہے۔

دلیل ۹۴ : جتنی مسافت قطع کریں اس سے صد ہا گنا فاصلہ ہو جائے (خضریٰ) یعنی ہر مائل جاتا ہے کہ مثلاً حار جس مقام سے جتنا اُنسے دباں سے اُسے اتنا ہی فاصلہ ہو گا لیکن یہاں اڑے صرف ایک میل اور فاصلہ ہزار میل سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں اگر طائر کی پرواز گئے میں ایک میل ہے تو مشرق ۱۰۳۵ میل مغرب میں پڑے گا اور غریب ۱۰۳۷ میل۔

دلیل ۹۵ : موضع انفصال اُس شاخ سے مثلاً شاخ مذکور سے دونوں کے خصلے کا مجموعہ اتنی دیر میں حرکت زمین کا دو چند یا زائد یا کچھ ضعیف کم ہو (خضریٰ)۔

اقول اول اُس حالت میں ہے کہ دونوں پرندوں کی پرواز باہم مساوی ہو۔ اور دوم جب کہ غریب کی پرواز مشرق سے زیادہ ہو اور سوم جب کہ عکس ہو۔ اور ضعیف اس لئے کہ تیر یا طائر یا گولا عادتاً کوئی زمین کا دسواں حصہ بھی نہیں چلتا اور دونوں طائروں کی پرواز ایک ایک میل تو ۱۰۳۵ و ۱۰۳۷ میل پر گریٹے جب کہ ابھی گزرا مجموعہ ۲۰۷۲ کہ گئے میں رفتار زمین کا دو چند ہے اور غریب ایک مسافت میں دو میل اڑے اور مشرق ایک میل تو ۱۰۳۸ میل پر ہو گا اور یہ ۱۰۳۵ پر مجموعہ ۲۰۷۳ میل کہ ضعیف سیر زمین کے دو چند سے بھی ایک میل زیادہ ہے اور مشرق دو میل غریب ایک میل تو ۱۰۳۴ میل پر ہو گا اور یہ ۱۰۳۷ پر مجموعہ ۲۰۷۱ میل کہ ضعیف سیر زمین سے ایک ہی میل کم ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان پر طائروں پر مجموعہ فاصلہ ہرگز دو تہی میل سے زیادہ نہیں جوتا تو ضرور حرکت زمین باطل۔

دلیل ۹۶ : جو پرنڈیم سے جنوب یا شمال کی طرف ہوا میں ہو تیر سے شکار نہ ہو سکے (مفتاح) اقول جنوب و شمال کی تخصیص بیکار ہے بلکہ مشرق پر اعتراض اظہر ہے اور استھانے میں یہ زائد کرنا چاہئے کہ یا وہ پرنڈیم سے دس گز کے فاصلے پر تھا صد گز کے فاصلے پر گرے ۔ بیان اس کا یہ ہے کہ تیر و کمان اٹھانا تیر جوڑنا کمان کھینچنا تیر چھوڑنا اگر دو ہی سیکنڈ میں ہو جائے اور آدمی پرنڈیم کو اپنے سے دس گز کے فاصلے پر دیکھ کر یہ افعال کرے تو خود حرکت زمین کے سبب اتنی دیر میں وہاں سے ایک ہزار تیر و گز کے فاصلے پر ہو جائے گا اب اگر اسی محاذات پر تیر چھوڑا جیسا کہ یہی ہوتا ہے تو تیر سیدھا شمال کو گیا اور جانور شمالی غرق ہے یا سیدھا جنوب کو اور جانور جنوبی غرق یا مشرق کو اور جانور مغرب میں ہو گیا۔ ان تینوں صورتوں میں تیر جانور کی سمت ہی پر دگیا اور مشرق میں سب سے بڑھ کر طاقت اور مغرب میں اگر پوست وہی رہی جانور ۱۰۲۳ گز کے فاصلے پر ہو گیا یوں ہی اور اگر ان تینوں جہات میں تیر چھوڑتے وقت محاذات بدل لی تو اگر جانور مشرق میں تھا اب ہزار گز سے زیادہ مغرب ہو گیا اور اگر جنوب یا شمال میں تھا تو ایک ہزار تیر و گز سے کچھ کم فاصلے پر ہو گا کہ ۸۴ ۶۸۹ ۱۰۲۵ کا ہند ہے ۔ بہر حال اب تیر اس تک کہاں پہنچتا ہے ۔ اور اگر فرض کر لیجئے کہ دس گز کے فاصلے پر آئے سے پہلے یہ سب کام ہوئے تھے یعنی پہلے سے کسی اور وجہ سے تیر کمان میں جوڑا ہو اور کمان کھینچی ہوئی تھی کہ اس جانور کے لئے ہزار گز فاصلے سے ایسا کرنا نہیں بلکہ کسی طرح یہ سب کام تیار تھا کہ تیر میں اس وقت چھوڑا کہ جانور دس گز کے فاصلے پر محاذات میں تھا تو تیر تو ضرور اس کے ٹک جائے گا کہ جانور کی طرح تیر بھی چھوٹ کر حرکت زمین کا تابع نہ رہا مگر تیر اس تک اگر دو ہی سیکنڈ میں پہنچے تو ہم اتنی دیر میں ایک ہزار تیر و گز مشرق کو پہلے جاتیں گے اور وہی فاصلے جو صورت دوم میں تیر کو جانور سے تھے ہم کو اس سے ہو جائیں گے۔ تو اب ہمیں ہزار گز سے زائد پھٹنا چاہئے کہ گرے ہوئے جانور کو پائیں۔ یہ تمام صورتیں لاکھوں بار کے مشاہدہ سے باطل ہیں لہذا حرکت زمین سے باطل۔

دلیل ۹۷ : جو ہم چنا میں سٹکن ہو ہیں بہت تیزی سے مغرب کی طرف اڑتا نظر آتا ہے (مفتاح) اقول طبیعات تجزیہ میں قرار پا چکا ہے کہ ہوا اور اڑنے کی مقاومت کرتی ہے ۔ پرنڈیم اپنے بازو

لے یہ اور اس کے بعد کی دلیل مفتاح الرصد میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ
لے اس وقت فاصلہ ۱۰ گز تھا اور زمین ۸۶ ۱۰۱۲ گز تھی ۔ یہ دونوں ضعیف قاعدہ ہوئیں اور اب کہ
فاصلہ اس کا دتر ہے ۱۲ منہ غفرلہ
لے ط ص ۱۲۔

مارکر اس مقاومت کو دفع کرتے ہیں۔ یہ زور اگر اس کے وزن اجسام سے نکلے گا اور بلند ہوں گے کم ہے نیچے اتریں گے برابر ہے ساکن رہیں گے اور اس کی مثال چنڈول سے دی گئی ہے کہ بار بار پڑھ کر ہوا میں ساکن محض رہتا ہے۔ اس صورت میں سیدھا جلد گھولنے میں پہنچتا ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ چھ سیکنڈ ٹھہرا اور ہے نیچا اور ہوا بالکل ساکن قرائنی درمیان ہزار گز سے زیادہ مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی جھارا کہنا کہ ہم اپنی حرکت سے آگاہ نہیں، لہذا اُسے جانیں گے کہ ہمیں ہزار گز مغرب کو اڑ گیا جیسے تیز چلتی ریل میں بیٹھنے والا درختوں کو اپنے خلاف بہت چلتا دیکھتا ہے لیکن یہ باطل ہے ہم یقیناً ساکن کو ساکن ہی دیکھتے ہیں تو حرکت زمین باطل ہے۔

دلیل ۸۸ پرندہ کہ اپنے آشیانے سے گز بھر کا صلے پر جانب مغرب کسی سستون پر بیٹھا ہے قیامت تک اُڑ کر آشیانے کے پاس نہ آ سکے کہ وہ ہر سیکنڈ میں ۵۰۶ گز مشرق کو جا رہا ہے۔ پرندہ زمین کی نا آہستہ چھوڑ کر اُڑائی کہاں سے لائے گا۔

یہ سات دلائل کتب میں ابطال حرکت وضعیہ زمین پر ہیں۔ اسی قبیل ابطال حرکت ایفیر پر بھی ہو سکتی ہیں مثلاً اگر زمین گرد محض گھومتی ہو۔ فرض کیجئے کہ آدھا ہے اور ب حصض اور آسمان اور جہ زمین، مثلاً ج کی طرف ہندوستان ہے اور ع کی طرف امریکہ، اب اگر زمین آدھا کی طرف جا رہی ہے تو ہندوستان والے ب حصض کی طرف آ رہی ہے تو امریکہ والے کسی کی قوی توپ کو سیدھا جانب آسمان کے گولہ چھوڑیں توپ کے منہ سے بال برابر نہڑے گئے کہ گولہ جس سمت جاتا اسی کی طرف اس کے پیچھے زمین آ رہی ہے اور کیسی آ رہی ہے ہر سیکنڈ میں ۱۹ میل اُڑتی پھرتی تو گولہ کیسے ٹکرا سکتا ہے۔



لے یہ دلیل اُسی عنوان پر ہم نے اخلاصہ کی تھی پھر بعض رسائل کی تصانیف میں نظر آتی پھر اُسے حکمت النعیم میں اسی طور پر دیکھا کہ مشرقی شہر کی طرف اُڑنے والا پرندہ اُسے نہ پہنچے نیز یونہی اس کی شرح میں اُس سے پہلے لکھا جس کو ہم نے اپنی تقریر سے ذکر دیا اُس کے بعد شرح حکمت النعیم میں یہ دلیل یوں نظر آتی کہ ابراہیم پرندہ کہ ساکن ہو ساکن نظر نہ آئے ۱۷ منہ غفرلہ

☆ اصل میں اسی طرح تحریر ہے۔ علیہ النعیم عزیز

دلیل ۹۹ : اقول زمین اگر اوی کو جاری ہے تو امریکہ والے یا حنیض کو آ رہی ہے تو ہندوستان والے اپنے سر کی طرف ایک پتھر ۱۹ فٹ تک پھینکیں تو وہ قیامت تک زمین پڑا ترے کہ زمین کے خلاف جہت پھینکا جائے۔ جذب زمین ۱۹ فٹ سے ایک سینکڑہ میں اسے زمین تک لاتا لیکن زمین اتنی دیر میں ۱۹ میل ہٹ جائے گی اور اب ایک سینکڑہ میں ۱۹ فٹ سے بھی کم کھینچ سکے گی کہ زیادت بعد موجب قلت جذب ہے اور اس کی اپنی چال وہی ۱۹ میل رہے گی تو پھر بھی زمین پر نہیں آسکتا۔

ان گیارہ دلائل سے کہ سات اٹھوں کی رہیں اور اسی سوال پر چار ہم نے بڑھائے، ہیئت جدیدہ

لے یہ دلیل ہماری دلیل ۹۹ کا عکس ہے، اس کے ساتھ اس کا ذہن میں آنا لازم تھا۔ اگلے میں بعض اس کے قائل تھے کہ زمین ہمیشہ اوپر چڑھتی ہے، بعض اس کے کہ ہمیشہ نیچے اترتی ہے اور دونوں میں دو قول ہیں ایک یہ کہ تنہا زمین، دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ آسمان بھی جڑنا یا اترتا ہے۔ ان مہمل اقوال کی بحث پر ہم نے نظر نہ کی تھی کہ ہمارے مقصود سے خارج تھے پھر شرح مجلسی میں دیکھا کہ تعلیموں نے قول دوم پر دو رد کئے، ایک توضیف کہ ایسا ہوتا تو آسمان سے جا ملتی بلکہ اسے چیر کر محل جاتی۔ دوسرے میں استدلال یہ قائم کیا جو ہماری دلیل ۱۰۰ میں ہے کہ ڈھیلا زمین پر نہ اتر سکتا تھا مگر اسے یوں بیان کیا کہ بڑے جسم کا میل زیادہ تو حرکت زیادہ اور اس پر نہ ہوا کہ نیچے اترنا صرف بربنائے فعل نہیں بلکہ جس کی طرف میل زائد ہے تو لیکن کہ ڈھیلا چپکے نہ رہے۔ اس پر علامہ قطب شیرازی نے جواب دیا کہ نہ سہی اتنا تو جوتا کہ پھینکے ہوئے ڈیسے کی مسافت چڑھنے میں کم ہوتی اور اترنے میں زیادہ کہ جتنی دور چڑھا اسکا اترے اور اتنی دیر میں زمین جتنی نیچے اتر گئی اور اترے۔ شرح قلبی میں اس پر رد کیا کہ ممکن کہ اتنی دیر میں زمین کا اترنا بہت تھیل ہو کہ فرق محسوس نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس پر وہ بات کہ ہمارے بحث سے کہ علاقہ نہیں۔ یہ دلیل ہاتھ بٹجی کتاب جو پوری میں بھی مذکور ہوئی جس سے ابطال پر ہماری دلیل ۹۹ تھی۔ بطوریکس نے قرآن سے ابطال ہو پڑا کہ جب اترنا ہم باطل کر چکے تو چڑھنا بھی باطل کہ ایک طرف سے چڑھنا دوسری طرف سے اترنا ہے اور جو پوری نے اس پر ایک اور دلیل دور از کار دی کہ زمین اوپر چڑھتی تو ڈھیلے بھی اس لئے کہ طبیعت ایک ہے۔ بدیع سعید نے ایک اور اضافہ کیا کہ بڑا ڈھیلا چھوٹے سے سہل تر اوپر پھینکا جاسکتا ہے کہ خود اس میں اوپر کا میل زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ میل طبیعت پر مبنی ہیں جسے مخالفت نہیں مانتا۔

ہمارے دلائل مستحکم و صاف ناقابل خلاف ہیں ۱۲ منہ خضر۔

کی طرف سے وہ جواب دہ ہے،

جواب اول ہوا و دریا زمین کے ساتھ ساتھ اور جو کچھ ان میں ہوں ان کی طبیعت سے سب ایسے ہی متحرک ہیں، لہذا پتھر کو اوپر بھینکا جائے تو موضعِ رسی کی محاذات نہیں چھوڑتا۔ وہ پرنڈک مشرق و مغرب کو اڑیں شاخ سے صرف اپنی حرکت ذاتیہ سے ہوا ہوں گے زمین کی حرکت ان میں فرق نہ ڈالے گی کہ ہوا ان کو زمین کے ساتھ ساتھ لاد رہی ہے تو نہ مشرق ساکن رہے گا نہ مغرب زیادہ اڑے گا نہ مشرق مغرب کو گرے گا، نہ پرنڈک سے زائد فاصلہ ہوگا، نہ فاصلوں کا مجموعہ ان کی ذاتی حرکتوں سے زیادہ ہوگا۔

اقول اور مغرب کا اپنی چال سے مغرب کو اور زمین و ہوا کے اتباع سے مشرق کو جانا کچھ بعید نہیں کہ اول حرکت قسریہ ہے اور دوسری عرضیہ۔ جیسے کشتی مشرق کو جاتی ہو اور اس میں کسی ڈھال پر کہ مغرب کی طرف ہو پانی ڈالو اپنی چال سے مغرب کو جائے گا اور شک نہیں کہ اسی حالت میں کشتی اسے مشرق کی طرف لئے جاتی ہوگی۔ مثلاً فرض کرو کنارے پر کسی درخت کے محاذ پر پانی بھیا کر گز بھر مغرب کو بھا اور اتنی دیر میں کشتی چار گز مشرق کو زمینی قوت پانی محاذاتِ بحر سے تین گز دور ہوگا اور کشتی ساکن رہتی یہ پیرے گز بھر مغرب کو ہو جاتا ہے ساکن رہتا اور کشتی چلتی تو چار گز مشرق کو ہوتا مگر یہ گز بھر مغرب کو ہٹا اور کشتی چار گز مشرق کو۔ لہذا یہ تین ہی گز مشرق کو ہوا۔ یہ نہی پرنڈک کو ہوا زمین کے ساتھ چلا رہی ہے تو اس میں پہلی محاذات اور اُسی دس گز کے فاصلے پر رہے گا اگر خود کسی کی طرف حرکت نہ کرے تو ہمیں ساکن ہے یوں ساکن ہے کہ اپنی ذاتی حرکت نہیں رکھتا، ہمارے ساتھ حرکت عرضیہ سے زمین کے برابر جا رہا ہے جیسے جالس سفینہ ساکن ہے اور کشتی کے ساتھ متحرک۔ پرنڈک سے اشیاء اُسی ہاتھ بھر کے فاصلے پر ہو گا کہ اُسے درخت اور اُسے ہوا زمین کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔

زمین گولے کو نہ پکڑے گی کہ جس ہوا میں گولا ہے وہ اسے بھی زمین کے آگے آگے اسی ایک سیکنڈ میں ۱۹ میل کی چال سے لئے جاتی ہے تو اس میں زمین کے مساوی ہوا اور قوت دفع سے جتنا دور جانا تھا گیا۔ پتھر سے زمین اپنی چال سے دور نہ ہوگی کہ اُسی چال سے اُسی طرف اُسے ہوا لئے جاتی ہے تو ۱۹ ہی فٹ کے فاصلے پر رہے گا اور جذب زمین سے ایک سیکنڈ میں زمین سے ملے گا۔ اس کا دفعِ قوت دہر سے لیا گیا جن میں سے ہمارے نزدیک دو صحیح ہیں۔

جتنا بیانِ زمین باتیں خیال کی گئیں،

(۱) آب و ہوا کا اتباع زمین حرکت عرضیہ کرنا

(۲) ہوا و آب میں جو کچھ ہو اُن کا ان کی طبیعت سے متحرک بالعرض ہونا۔

(۳) ان حرکات کا زمین کی حرکت ذاتیہ کے مساوی رہنا جس کے سبب اشیاء میں فاصلہ و

الہدیۃ السعیدۃ الفن الثالث فی التصریحات بطلان المفہوم الثالث فی حرکت الارض قیدی کتب خانہ کراچی ص ۹۴

حرکت ارض ہے اور ہم مانع اور یہ کہ صورت دلائل میں پیش کیا منع کی سند میں۔

اقول اس میں نظر ہے یہ طرز متین کہ زمین متحرک ہوتی تو یہ امور واقع ہوتے ان میں ضرور ہم مدعی ہیں یہ کیا کہنے کی بات ہو سکتی ہے کہ زمین متحرک ہوتی تو ممکن تھا کہ پتھر مغرب کو گرتا، ہاں ممکن تھا، پھر کیا ہوا اور اگر اس سے قطع نظر بھی برتو حادی وغیرہ لازم کی قیدیں اب بھی بے وجہ ہے۔ اگر کوئی مطلقاً اور حادی لازم کو حرکت دیتی ہے متحرک بالعرض لازم ہوتا تو ان قیود کی حاجت ہوتی مگر ہرگز انہیں بھی لازم نہیں۔ دو چکر ایک دوسرے کے اندر ہوں اگر ان میں ایسا تعلق نہیں کہ ایک کی حرکت دوسرے کو دفع کرے تو جسے گمانیہ حرکت وہی گھومتا اگرچہ ان میں کوئی دوسری حرکت متعین نہ لکھا ہو وولاب یا چرخ کی حرکت سے ان کے اندر کالو یا لکڑی جس پر وہ گھومتے ہیں نہیں گھومتے۔ شاید غیر لازم کی قید اس لحاظ سے ہو کہ جب لازم ہو آپ ہی اس کی حرکت سے متحرک ہو گا۔

اقول طرزت جسم مجسم طرزت و... موضع کو مستلزم نہیں اور غالباً حادی کی قید ملکیات میں مرسوم فلاسفہ یونان کے تحفظ کو ہو کہ جب تدویر کا تابع ہے۔ تدویر عامل کی حامل مثل کا مثل فلک الہ فلک کا ہر ایک دوسرے کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور خود اپنی حرکت ذاتیہ نہ رکھتا ہے۔

اقول ہمارے نزدیک تو انفلک متحرک ہی نہیں جیسا کہ یونانہ تباہی خاتمہ میں ذکر ہو گا نہ بر خلاف خود اصول فلسفہ مثل یسائیت فلک تماریر وحوال جاننے کی حاجت اور ہر توجہ تحقیق یہ حرکتیں ہرگز مرفیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

ہو ۱۱ اسکی مشایعت کر رہی ہو جیسے زمین فلک کیلئے۔

یشایعھا کالارض فلک ۱۱

شرح مجسطی للعلامة عبد الله بن سينا

کیوں جائز نہیں کہ ہوا زمین کی حرکت کی مثل حرکت کرے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

لہ لا یجوز ان یتحرك الهواء بمثل حركة الارض من ۱۲ منہ غفرلہ

علہ اس کی غایت توجیہ دفعہ پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ غفرلہ

ان حركات العین

شرح مجسطی للعلامة عبد الله بن سينا

ساتھ قائم ہی نہیں دوسرے کے علاقہ سے اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

وثانیاً قول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) ہماری رائے میں حتیٰ یہ ہے کہ حرکت وضعیہ کی کوئی تصویر پایہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ جب تک ما بالعرض بالذات کے شعبہ میں ایسا نہ ہو کہ اس کی حرکت وضعیہ سے اس کا این موہوم بدلے۔ این موہوم سے یہاں ہماری رائے وہ فضا ہے کہ ما بالذات کو محیط ہے۔ ظاہر ہے کہ حامل کو جو فضا عادی ہے تصویر کے شعبہ حامل میں ہے اس فضا کے ایک حصے میں ہے جب حامل حرکت وضعیہ کرے گا فضا تہ دیر اس حصہ فضا سے دوسرے حصے میں آئیگی تو اگرچہ خود ساکن محض ہو ضرور اس کی حرکت وضعیہ سے اس کی وضع بدلے گی کہ این موہوم بدلا اگرچہ این محقق برقرار ہے بخلاف حامل یا خارج المرکز کہ اگر دونوں متم کو ایک جسم مانیں تو یہ اس کے شعبہ میں قرار ہے مگر ان کی گردش ہے اس کا این موہوم نہ بدلے گا تو ان کی حرکت سے یہ متکثر بالعرض ہوگا۔ جو توری کے شمس بانظر میں زخم کو اگر یہ اس کے ساتھ نہ پھرے تو اسے حرکت سے روک دے گا

(تیسرا مشیہ صفحہ گزشتہ)

میں کہتا ہوں اس جگہ سے ظاہر ہو گیا کہ حرکت عرضیہ کی قسمیں بیان کرتے ہوئے تہرہ سیدید (ص ۵۱) میں جو کہا ہے، لیکن لا یتحرک هو بنفسہ (کسی مقولے میں حرکت عرضیہ کا موصوف اس ذاتی ہے کہ اس مقولے میں حرکت سے متصف ہو لیکن وہ خود متحرک نہیں ہوتا) اور اس سے پہلے اس کی مثال افلاک سے دی ہے، سوالی یہ ہے کہ یہ نفی کس پر وارد ہے؟ (۱) اگر قید پر وارد ہے (تو معنی یہ ہو کہ وہ موصوف حرکت کو کرتا ہے لیکن بنفسہ حرکت نہیں کرتا) تو بات کی حرکت سے

لا یتحرک هو بنفسہ و مثله بما مررت
الافلاک ان کان النفی منصبا علی القید
کان حركة المماح بحركة اليد و جعل
حركة قسوة بل و ارادية داخله فی
الحركة العرضية و هو كما ترى و امن
انصب علی نفس المقید لا قید نفسه صح
ولو يصح جعل حركة الافلاک منه
بل هی ان كانت فقسرية و هم انما یهربون
عنها الی ادعاء العرضية لانه لا قاسو
عندهم فی الافلاک ۱۲ منہ۔

چاہی کہ حرکت اور ہر قسم کی حرکت بلکہ حرکت ارادیہ بھی حرکت عرضیہ میں داخل ہوگی اور یہ باطل ہے جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں اور اگر (۲) نفی مقید پر وارد ہے نہ کہ فی نفسه کی قید پر تو یہ صحیح ہے لیکن افلاک کی حرکت کو اس قبیلے سے قرار دینا صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اگر یہ حرکت موجود ہوتی تو قسری ہوگی اور فلاسفہ اسی حرکت قسری سے بھاگتے ہیں اور حرکت کے عرضی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک افلاک میں کوئی قاسر نہیں ہے۔ (توجد) محمد عبد الکریم شرف قادری

دو وجہ سے محض بے معنی ہے۔

(۱) نہ یہ اس کی راہ میں واقع ہے نہ اس میں جڑا ہوا ہے کہ بے اپنے اُسے نہ چلنے دے۔

(۲) اور اگر بالفرض راہ روکے ہوئے ہے تو ٹکھونے سے کھول دے گا۔

حرکت و ضعیف سے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی اگر یہ ان میں چسپاں بھی ہو تو ان کے ٹکھونے سے ضرور ٹکھوئے گا۔ مگر یہ انتقال بالذات اسے بھی عارض ہو گا اگرچہ دوسرے کے علاقہ سے ہو۔ عرضی نہ ہو گا بلکہ ذاتی عرضی صورت کے سواء ضعیف میں عرضیہ کی کوئی تصویر ثابت نہیں ومن ادغف فعیبہ البیان (۷) دعویٰ کہ سے بیان کرنا اسی کے ذمہ ہے۔ مثلاً افلاک میں فلاسفہ کا محض ادعیٰ ہے اس لئے کہ ان میں قاسم سے بھاگتے ہیں۔ مشابعت میں ساتھ ساتھ چلتا ہے نہ یہ کہ ایک ساکن محض رہے دوسرے کی حرکت اس کی طرف منسوب ہو۔

پکروں کا بیان ابھی گزرا تو عرضیہ میں فریقین کی بحث خارج از محل ہے۔ ابن سینا پھر جو پتھری مذکور نے ظلم کیا کہ فلک کی مشابعت میں گزرا کی حرکت عرضیہ اس لئے ہے کہ ہر جزوہ نار نے اپنے محاذی کے جزوہ فلک کو گویا اپنا مکان طبعی سمجھ رکھا ہے اور بے شعوری کے باعث یہ خبر نہیں کہ اگر اسے چھوڑے تو اُسے دوسرا جزوہ بھی ایسا ہی اقرب و محاذی مل جائے گا۔ ناچار بالطبع اُس کا ملازم ہو گیا ہے، لہذا جب وہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتا ہے کہ اُس کا ساتھ نہ چھوڑے اور اس پر اعتراض بڑا کہ فلک ثابت فلک اطلس کے سبب کیوں متحرک یا عرضی ہے؟ اس کے اجزاء نے تو اس کے اجزاء کو نہیں پرہا کہ خود جدا حرکت رکھتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اُس کے اقطاب نے اپنے محاذی اجزاء کی ملازمت کر لی ہے اور وہ اُس کے اقطاب پر نہیں لہذا ان اجزاء کی حرکت سے اس کے قطب ٹکھوتے ہیں، لاجرم سارا گڑھ محوم ہوتا ہے۔

اقول یہ شیخ علی کی کسی کہانیاں اگر مسلم بھی مان لیں تو عاقل بننے والوں نے اتنا نہ سوچا کہ جب نار و فلک البروج کی یہ حرکت اپنے اُس مکان کی مخالفت کو ہے تو اس کی اپنی ذاتی حرکت ہوئی یا عرضیہ۔

و ثالثاً مخالفت کو یہاں عرضیہ ماننے کی حاجت ہی نہیں اُس کے نزدیک آب و ہوا و خاک سب گڑھ واحد ہیں اور حرکت واحدہ سے متحرک۔

دفع دوم کہ اول کار دوم ہے۔ پانی اور وہ ہوا کہ جو زمین پر ہے کیوں اس کی متابعت کرنے لگی کہ وہ زمین سے متصل نہیں اور دریا نے متحرک بالعرض سے اُس کا اتصال اُسے متحرک بالعرض نہ کرنے کا در نہ تمام عالم زمین کی حرکت سے متحرک بالعرض ہو جائے کہ اتصال در اتصال سب کو ہے۔ اب لازم کہ جہاز سے جہاز پھر پھینکیں اوپر کو تو وہ جہاز میں لوٹ کر نہ آئے بلکہ مغرب کو گرے کہ دریا زمین کی حرکت سے

متحرک بالعرض ہے، جہاز اُس کے ساتھ مغرب کو جائے گا لیکن پتھرا ب جہاز پر نہیں ہوا میں ہے اور ہوا متحرک بالعرض نہیں، تو جب تک پتھر نیچے آئے جہاز کہیں کا کہیں نکل جائے گا۔

اقول دلائل ان الذلک سے متصل تو صرف فلک ثابت ہے۔ تمہارے نزدیک اس کی حرکت عرضیہ سات زینے اتر کر فلک کر تک کیسے گئی۔

ثانیاً وہی کہ مجموع کرہ واحد ہے تو سب خود متحرک۔

دفع سوم کہ دوم کا رد اول ہے، جو جسم کہ دوسرے کو اٹھا سکے اُس کا اس پر قرار ہو سکے اس کی حرکت اس کی حرکت بالعرض ممکن ہے، اور جب یہ اس پر پتھر کی نہ سکے وہ اسے منہمال ہی نہ سکے تو اس کی طبیعت اسے کب ہوئی کہ اس کی حرکت سے متحرک ہو، یہ قطعاً یہی بات ہے اور اس کا انکار مسکا رہا۔

دفع چہارم کہ دوم کا رد دوم ہے، جسے علامہ قلب الدین شیرازی نے تحفظ میں ذکر فرمایا کہ ہوا اگر حرکت مستدیرہ عرض سے بالعرض متحرک ہوگی جب تک چھوٹے پتھر پر بڑے سے اثر زائد ہو گا کہ جسم جتنا بھاری ہوگا دوسرے کی تحریک کا اثر کم قبول کرے گا تو ان ساتوں (یعنی ۱۱) دلائل میں ہم ایک بار لکھ ایک بار بھاری اجسام دکھائیں گے ان میں تو فرق ہونا چاہئے مثلاً ایک پرا اور ایک پتھرا پر پھینکیں تو چاہئے

علم بے شک معقول بات ہے اسے جیسے جیسے سے پسے معنی الارض نے لیا مگر شرطی میں بنظر اور ظہور میں لغو زائد کیا جس نے اسے غاصد کر دیا کہتا ہے ۱

تحریک ہوا اور اجسام را بر سبیل عرضیت اصطلاحی نیست
زیرا کہ حرکت متصور نمی شود مگر وقتے کہ جسم متحرک
بالعرض در جسم متحرک بالذات طبعاً یا قسراً مستقر
شود و مشتغل ب حرکت طبعی نباشد و ہر گاہ ب حرکت
طبعی مشتغل باشد چگونہ حرکت عرضی صورت بند و احد
طبعی کے ساتھ مشتغل ہوگا تو حرکت عرضی کی صورت کیونکر اختیار کرے گا ۱۰۔ (ت)

اقول اولاً اس چگونہ کا حال اُس پانی سے واضح ہو گیا جسے چلتی کشتی کے اندر کسی ٹیٹھال پر ڈال
ثانیاً ہوا جن اجسام کو اٹھا سکتی ہے جیسے بخار و دخان بخار حرکت ہوا سے ان کی حرکت مستنکر
نہیں تو سب نکل بے جا ہے۔ ۱۲ مر غفرلہ
علم بھویر کہ بخاری نے شرح مکتوبات میں ان کا اتباع کیا ۱۲

کہ پرتو میں اگر گرے کہ ہوا کی دکت ہو غیر کا پورا اثر نہ لگے گا اور پتھر وہاں نہ آئے مغرب کو گرے کہ ہوا پورا
ساتھ نہ دے گا حالانکہ اس کا عکس ہے پتھر وہاں آتا ہے اور پرتو بل بھی جاتا ہے۔ مخالف کی طرف سے
علامہ عبدالمعلیٰ نے شرح مجلسی میں اس کے تین جوابات نقل کئے۔

(۱) مشایعت فرض کر کے مشایعت سے انکار عیب ہے۔

مشایعت ہوا کی فرض کی ہے نہ کہ پتھر کی۔ اعتراض عجیب (۲) شرح مجلسی میں کہانیوں جواب ہو سکتا ہے

شرح حکمة العین میں ہے کہ یہاں کوئی مشایعت
نہیں ورنہ دونوں پتھر نہ گرتے الخ شرح مجلسی
میں ہے صاحب کشف نے کہا کہ اگر ہوا اسکی
حرکت کی مثل حرکت کرتی تو لازم آتا کہ دونوں پتھر
زمین الخ، میں کہتا ہوں یہ کلام زمین کے لئے
ہوا کی مشایعت کے ابطال کا احتمال رکھتا ہے
کہ اگر ہوا اس کی مشایع ہوتی تو خلف لازم
آتا۔ اس صورت میں اس پر بطلان شک اعتراض
اول وارد ہوگا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام
مشایعت ہوا کو تسلیم کرنے کے بعد ہوا کیسے
پتھر کی مشایعت کے انکار کے لئے ہو یعنی اگر ہوا
زمین کے مشایع ہے تو پتھر ہوا کے مشایع نہ ہوگا۔
اس صورت میں کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔
علامہ غفری نے اس کو احتمال اول پر محمول کیا کیونکہ
اس نے فرمایا: صاحب کشف نے زمین کے لئے
مشایعت ہوا کے ابطال سے متعلق جو کہا ہے کہ

اگر ہوا زمین کے مشایع ہوتی تو دونوں پتھر نہ گرتے الخ

اور سنیم سے احتمال ثانی پر محمول کیا ہے اور یہی درست ہے کیونکہ دونوں پتھروں میں اختلاف اثر ہو کیسے ان دونوں کی مشایعت ہو سکتی ہے (۳)
یہ جواب فاضل غفری نے شرح تذکرہ میں دیا ہے اور جو پوری نے اسے برقرار رکھا ۱۲ منہ غفرلہ۔

علم فی شرح حکمة العین لا مشایعة ههنا
والا لما وقع الحجران الا وفي شرح
المجلسي قال صاحب التحفة لو تحرك
الهواء بعش ثل تلك الحركة لزم ان لا يقع
الحجران لمر اقول وهذا كلام يحتمل
ان يكون ابطالا لمشايعة الهواء فلا ريب
بانه لو يشايعها لزم الخلف وح يرد عليه
لايراد الاول لاشك ويحتمل ان يكون
انكارا للمشايعة الحجر للهواء بعد تسليم
مشايعة الهواء اى لاني شايعها الهواء
لا يشايعه الحجر وح لاورد له وعلى
الاول حمله الصلة الحضري هيئت
قال ما قال صاحب التحفة في ابطال
مشايعة الهواء فلا ريب انه لو كانت
مشايعتها لها لما وقع الحجران الا وحمله
على الثاني وهو الصواب فان اختلاف الاثر
في تحجرين انما يقع في مشايعتهما للهواء

لہ شرح حکمة العین

لہ شرح المجلسی

لہ شرح التذکرۃ لتیسرۃ الغفری

مقصود تھو انکار مشایعت تجربہ بلکہ وہ متحرک ہوگا تو قسر ہوا سے کہ ہوا تو یوں مشایع زمین ہوتی کہ اس کا مقعر لازم ارض ہے۔ تجربہ ہوا سے ایسا علاقہ نہیں۔

اقول اولاً تَضْعِیفُ جَوَابِ بے وجہ ہے۔

ثانیاً یہ زیادت زائد و ناموجہ ہے۔

مازمت مقعر کیا مفید مشایعت ہے ورنہ افلاک تک مشایع ہوں اور اگر یہ مقصود کہ ہوا میں یہ علاقہ منتشر مشہد ہے بھی تجربہ میں تو اتنا بھی نہیں۔

اقول وہاں تو ایک سطح سے مس ہے اور یہاں جہاں اطراف سے احاطہ، دو بڑے چھوٹے پتھروں پر اثر کا فرق تو تجربہ سے کچھ اور وہ یہاں متعذر کہ بڑا پتھر اوپر پھینکا جائے گا اور چھوٹا اپنی حرکت میں ہوا کے سبب پریشان ہو جائے گا۔ علامہ نے کہا مثلاً سیر پتھر کا پتھر جو اسے مشوش نہ ہوگا اور زمین سیر کا اوپر پھینکا سکتا ہے۔

اقول وہ جواب ہی فراہم ہے اولاً اوپر سے تو گرا سکتے ہیں ثانیاً محض فرق کیا کہ چھوٹا ہوا سے مشوش ہو گا نہ بڑا یہی تو مشاء دفع تھا کہ ان پر اثر یکساں نہ ہوگا ثالثاً قبول اثر ترکیب میں صغیر و کبیر کا تفاوت حکم عقل ہے محتاج تجربہ نہیں۔

(۳) بڑے چھوٹے پر اثر کا فرق حرکت قسریہ میں ہے۔ عرضیہ میں سب برابر رہتے ہیں یکشتی میں باقی اور پہلی برابر راستہ قطع کریں گے۔ علامہ نے کہا مخرج ہو چکا ہے کہ ایک کی حرکت سے دوسرے کی حرکت عرضیہ صرف اس وقت ہے کہ یہ اُس کا مثل جو ہو یا وہ اس کا مکان طبعی تجربہ ہوا سے دونوں تعلق نہیں ہوا کہ حرکت اگرچہ عرضیہ ہو پتھر کو قسریہ ہی حرکت دے گی اور یہ قطع نہیں جیسے جاس سفینہ کا کسی شے کو قسریہ متحرک ارض دوسرے کو اور حرکت قسریہ دے سکتا ہے اور اسی حرکت عرضیہ سے بھی قسر کر سکتا ہے جبکہ ایلیہ ہو۔ جیسے جاس سفینہ کی محاذات میں کسی درخت کی شاخیں آئیں اس کے صدرے سے ہٹ جائیں گی۔ ہر حرکت ایلیہ میں دفع ہے لیکن حرکت وضعیہ میں دفع نہیں جس کی تحقیق ہم زیادات فضلیہ میں کرینگے، تو قیاس مع الفارق ہے۔ درجہ سفیدیہ میں اس موسم پر یوں زد کیا کہ عرضیہ میں بھی قسادی تسلیم نہیں۔ بختہ دریا میں لٹھا اور چھوٹی لکڑی ڈال دو لکڑی زیادہ بچے گی۔

اقول یہاں نئی عرضیہ نہیں قسریہ بھی ہے کہ پیچھے سے آنے والی موجیں آگے کو دفع کرتی ہیں جیسے لکڑی لٹھے سے زیادہ قبول کرتی ہے۔

دفع پیچھے دوم کا زووم اشیاء کی ہوا میں چسپاں ہونا بدیہی ورنہ کوئی پرندہ اڑ نہ سکتا اور آگے

بڑھ نہ سکتا اور جب چسپاں نہیں تو کیا محال ہے کہ ہوا انہیں چھوڑ جائے اور پھینکا ہوا پتھر مغرب کو گرسے وغیرہ استحالات (تحریر محسب) یہ جواب ضعیف ہے۔ محال نہ ہونے سے وقوع لازم نہیں نکالنا فلاں کی حرکت بھی تو بے حرکت دیگر فلاں محال نہیں مگر کیسی ہے ان کے واقع نہیں ہوتی (شرح محسب)۔

اقول فلاں کی حرکت عرضیہ ہونے کا رد اور گزرا۔ طوسی اتنا سفیدہ نہ تھا کہ سوال پر سوال جواز کے مقابل جواز پیش کرتا۔ مقصود یہ ہے کہ امور عادیہ کا خلاف بلا وجہ وجہ محض شاید ممکن سے نہیں مانا جاتا۔ عادت یہ ہے کہ جڑے دوسری سے ضعیف علاقہ رکھتی ہو حرکت میں ہمیشہ اس کی ملازم نہیں رہتی بلکہ غاسب چھوٹ جاتا ہی ہے۔ تنکوں کو دیکھتے ہیں کہ ہوا انہیں اڑاتی ہے، کچھ دیر چل کر گر جاتے ہیں۔ پھر پتھروں کا ایک ذکر لیکن کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ جب سے عالم آباد ہے کبھی نہ سنا گیا کہ پتھر پھینکا اور ہوا اور گزرا ہو ہزاروں گز مغرب میں، اسی طرح باقی استحالے۔ اب کبھی ہوا تو تار پھینک اس سے بھری ہوتی ہے۔ یہ ہر خلاف عادت دوام محض اسکان کی بنا پر نہیں ہو سکتا اگر وجہ نہیں تو ضرور حکم عادت اس کا خلاف بھی تھا بلکہ وہی اکثر ہوتا۔ اور اگر وجہ ہے تو وہ یوں ہی مقصود کہ پتھر ہوا میں چسپاں ہو اور اس کا بطلان بدیہی۔ یہ اس تقریر کی غایت توجیہ ہے۔ اور اگر چسپاں ہونے سے ہوا میں استقرار مراد لیا جائے تو بیشک صحیح ہے مگر اس وقت وہی دلیل سہم ہے۔

دفع ششم سوم کا رد کہ ہوا نہایت نرم و لطیف ہے۔ ادنیٰ اثر سے اس کے اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں۔ تو اگر وہ حرکت عرضیہ کرے بھی تو ضرور نہیں کہ زمین کے ساتھ ہی رہے تو جو اس وقت ہوا میں کسی موضع زمین کے محاذی ہے۔ کچھ دیر کے بعد کیونکہ اس موضع کا محاذی رہے گا۔

اقول سوم کی طرح یہ دفع بھی صحیح ہے فقط۔ اولاً حرکت سے عرضیہ کی قید ترک کرنی چاہئے کہ اعتراض نہ ہو کہ ان سے نزدیک ہوا کی یہ حرکت ذاتیہ ہے۔

ثانیاً ضرور نہیں کہ جبکہ یہ کتنا چاہئے کہ ساتھ نہ رہے گی کہ وہ مستدل دافع کی بحث پیش نہ آئے، اور خود آخر میں کہا کیونکہ محاذی رہے گا نہ یہ کہ محاذی رہنا ضرور نہ ہوگا۔ اگر کئے ساتھ نہ رہے گا کیا ثبوت۔

اقول عقل سلیم و مشاہدہ دونوں مشاہدہ اور خود خیالات جدیدہ کو تسلیم ہے کہ کیفیت بخبر کے اجزاء حرکت

لے صف ۱۱۰ اگر تم کسی جسم سیال کو جلاؤ تو اس کی ہمراری میں خلل انداز ہو گئے "قاعدہ کلیہ ہے اور متن میں جزئیات کی تصریحیں آتی ہیں ۱۲ غفرلہ۔

میں برقرار رہتے ہیں جب تک اتنی قوی ہو کہ تفریق اتصال کو ملے اور طبیعت سیال کے اجزاء ادنیٰ حرکت معتمد بہا سے متفرق ہو جاتے ہیں ہرگز اس نظام پر نہیں رہتے تو اتنی سخت قوی حرکت سے بہا و آب کا منتشر ہونا لازم تھا نہ یہ کہ ہر جز جس جز یا ارض کا محاذی تھا اس کے ساتھ رہے گویا وہ نہایت سخت جسم ہے جسے دوسرے سخت میں مضبوط میخوں سے جڑ دیا ہے۔ ان بیادوں سے ظاہر ہوا کہ وہ حرکت عرضیہ اشیاء یا تباع آب و ہوا کا مدار جس پر حیات جدیدہ کے اس گھروندے کی بناء ہے دو وجوہ سے پادہ ہوا ہے۔

واقول اگرچہ نہ ہوتا تو خود حیات جدیدہ نے اپنے دونوں منی باطل ہونے کی صاف شہادتیں دیں

بلکہ یہ فصل سوم تمام و کمال مکمل لینے کے بعد جبکہ فصل چہارم شروع کرنے کا ارادہ تھا دلدار مولوی حسنین رضا خان سلمہ کے پاس سے شرح مکتہ العین علی اس میں دو دلیع اور نظرائے کہ دونوں رد اقول ہیں۔ صاحب کتاب نے انہیں نقل کر کے لڑ کیا وہ یہ ہیں۔

دفع ہشتم ہوا اس حرکت سے متحرک ہو تو ہیں اس کی یہ حرکت محسوس ہوا یہ جب ہو کہ ہم اسی حرکت سے متحرک نہ ہوں کشتی جتنی تیزی سے چلے۔ قلعہ وہ ہوا کہ اس میں بھری ہے اتنی تیزی سے اس کے ساتھ جاری ہے مگر کشتی نشین کو محسوس نہیں ہوتی یعنی جبکہ ہوا اس کی برائے اپنی حرکت ذاتیہ سے متحرک

نہ ہو۔ دفع ہشتم ابرو ہوا مغرب کو حرکت کرتے محسوس نہ ہوں خصوصاً جبکہ چال نرم ہو بلکہ مغرب کو ان کی حرکت محال ہو کہ اتنا قوی شد یہ جھونکا انہیں مغرب کو پسینک رہا ہے۔

رد ہوا کی کسی حرکت کے متحرک ہونا اس کے خلاف جہت میں ہے جسم کی نرم حرکت ذاتیہ اس شخص کا مانع نہیں ہوتا ورنہ سوا کشتی جہت کشتی کے خلاف چل سکے کہ اندر کی ہوا سے حرکت میں بہت تیز ہے دوہ اس نرم حرکت کے احساس کو منع کرتا ہے اور نہ پتھر کشتی کی ہوا میں خلاف جہت پسینک چلتا نہ معلوم ہونہ چلے کی ہوا محسوس جب کہ جہت خلاف کو چلیں۔

اقول یہ دونوں دفع وہی ریادات فضلیہ میں کہ مقرب آتی ہیں جن کو ہم نے دیہ سعید یہ کی طبع و اد خیال کیا تھا، دفع ہشتم بعینہ دلیل ۱۰۵ ہے اور ہشتم کے دونوں حصے دلیل ۱۰۶ و ۱۰۷ باقی دونوں بھی انہیں پر متفرق ہیں، تو وہ پانچ ہیں یا انہیں دونوں سے ماخوذ ہیں یا تو ارد ہوا اور ہم وہاں تحقیق کر چکے اگرچہ یہ دلیل جس طرح قائم کی گئیں ضرور سا قہ ہیں مگر ان کی اور توجیہ وجیہ ہے جس سے شرح مکتہ العین کے رد مردود۔ غاشظہ ۱۲ منہ غفرلہ

اس کے مزعوم کی بنا دو باتوں پر ہے، آب و ہوا کی حرکت مستدیرہ کا حرکت زمین کے مساوی ہونا اور جو اشیاء ان میں ہوں.....

ان کا اس حرکت میں ملازم آب و ہوا رہنا دونوں کا بطلان اس نے خود ظاہر کر دیا۔
اولاً تصریح کی جاتی کہ خط استوا کی ہوا زمین کے برابر حرکت نہیں کر سکتی، مغرب کی طرف
زمین سے پیچھے رہ جاتی ہے (ع ۱۹)۔

ثانیاً یہ کہ ہوائیں جو قطبین سے تعدیل کے لئے آتی ہیں خط استوا کے برابر نہیں چل سکتیں،
ناچار ان کا رخ بدل جاتا ہے (ع ۲۰)۔

ثالثاً یہ کہ جامد زمین محور پر گھومتی تو اُد پر کا پانی قطبین کو چھوڑ دیتا اور خط استوا پر اس کا انبار
ہو جاتا (ع ۲۱)۔

سابعاً یہ کہ زمین ابستہ میں سیال تھی لہذا حرکت سے گڑھ کی شکل پر نہ رہی قطبین پر چبٹی اور
خط استوا پر اُدھی ہو گئی (ع ۲۲)۔

خامساً فصل چہارم میں حیات جدیدہ کے شبہات حرکت ارض کے بیان میں آتا ہے کہ لیکن
جو جنوباً شمالاً متحرک ہو اسی سطح پر حرکت کرتا رہے گا اور زمین اس کے نیچے دھورہ کرے گی۔ وہ زمین کے
ساتھ دائرہ ہو گا تو ثابت ہو گا کہ جو آب زمین کے ملازم رہتے ہیں نہ ان میں جو اجسام ہیں ان کے
تو دونوں یعنی باطل اور حرکت عرضیہ کا عذر زائل ہے

جواب دوم

حیات جدیدہ نے جب حرکت عرضیہ میں اپنی امان نہ پائی ناچار ایک... اوداعاً سے باطل پر
آئی کہ جو جسم کسی متحرک جسم میں ہو اس کی حرکت اسی قدر ان میں بھی بھر جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی حرکت
تھمنے پر بھی بلکہ اس سے جدا ہو کر بھی اس میں باقی رہتی ہے۔

اقول یعنی پتھر ہوا میں بالعرض متحرک نہیں بلکہ یہ گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ مشرق کو بھاگنے
اور ایک منٹ میں گیارہ سو میل سے زائد اوپر چڑھنے کا سودا خود پتھر کے سر میں پیدا ہو گیا ہے افسانہ الہی

لے یہ اوداعاً مفتاح الرصد میں نقل کیا اور عداوتی میں بھی اس کی طرف میل ہوا اور نظارۃ عالم ۲۲۲۱ میں اس
پر بہت زور دیا جو مثالیں ہم کسی کتاب کی طرف نسبت نہ کریں وہ اسی سے ہیں ۱۲ منز فطر لہ۔

کیا اس سے عجیب تر بات زائد نشی ہوگی۔ مخالفت آداب مناظرہ سے تاواقت اس پر دلیل دینے سے عاجز ہے
ناچار چھ مثالوں سے اس کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ ہم ہر مثال کے ساتھ باوقائی کلمہ ترغاذ ذکر کریں جس کی حاجت
نہیں، پھر بتوفیقہ تعالیٰ جامع وقایع زہد بیان کریں، وہ مثالیں یہ ہیں،

(۱) شیشہ پانی سے بھر کر جہاز کے مسلول میں باندھیں، دوسرا اس کے نیچے رکھیں، حرکت جہاز سے پانی
کے جو قطرے اوپر کے شیشے سے چھلکیں گے نیچے کے شیشے سے باہر نہ گریں گے (حدائق) یعنی اس کا یہی سبب ہے
کہ جہاز کی حرکت ان قطروں میں بھی پسید ہوگئی ہے یہ خود بھی اسی قدر سفینہ کے ساتھ متحرک ہیں لہذا محاذات
نہیں چھوڑتے۔ اس کے لفظ مثال دوم میں یہ ہیں،
در حرکت سفینہ مشارک بودہ پاسے سستون
کشتی کی حرکت میں مشارک ہو کر سستون کے
پاس گرتا ہے (ت)

اس سے ظاہر وہی ہے جو اور جدیدہ والوں نے تصریح کی کہ خود اس جسم میں وہ حرکت پیدا ہو جاتی ہے
اور اگر عرضیہ سے یعنی جہاز کی حرکت سے مسلول تک ہو اور ہوا کی حرکت سے یہ قطرے بالعرض متحرک ہیں تو
قطع نظر اس سے کہ مسلول تک ہوا کی حرکت عرضیہ کیونکہ پانی ہوگی تراشی ہوا کہ جو جہاز میں بہرتی ہے اس کے
جواب کو وہی پس ہے کہ پانی کی یہی ہند اگر ہوا میں حرکت عرضیہ سے بالعرض متحرک ہوتی تو نسو من کے پتھر کا اس پر
قیاس کیونکہ صیغ جسے ہوا کسی طرح سفینا در کنار سہارا تک نہیں دے سکتی۔ مفتاح الرصد میں اس پر تین زہد ہیں،
تیم مضر کہ بغرض تسلیم اگر ایسا ہوگی، اقول یعنی کون سا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ قطرے اس سے
باہر نہیں گرتے تو منزل پر کھڑے ہو اور زمین پر شیشہ دکھ کر اپنے ہاتھ میں کٹورے کو جنبش دو کہ قطرے چھلکیں
ہرگز اس کی ذمہ داری نہیں دے سکتے کہ شیشے ہی میں گریں گے بلکہ اکثر باہر ہی جائیں گے، یہ ان لوگوں کی
عادت ہے کہ اپنے تعلیقات کو مشاہدات و تجربات کے رنگ میں دکھاتے ہیں۔

دوم، جو ہوا جہاز کو حرکت دیتی ہے ان قطروں کو بھی دے گی۔ اقول یعنی دغانی جہازوں پر
بھی ہوا کی مدد ہے اگر اس سمت کی نہ ہو پودے باندھ کر کی جاتی ہے۔

سوم، اوپر کا شیشہ جہاز میں بندھا ہوا ہے، اس کی حرکت سے اس کی طرف جھٹکا کا تا ہے اس کا
جھٹکا ان چھلکتے قطروں کو اسی سمت متوجہ کرتا ہے اور اپنی پہلی محاذات پر نہیں گرنے دیتا، بالحق پانی میں بھر کر
ایک طرف کو جھٹکا تو قطرے جھٹکے کی طرف جائیں گے نہ کہ جس جگہ ہاتھ سے جدا ہوئے اس کی محاذات میں

سیدے اتریں۔

اقول زہد چہارم شالی دوم میں آتا ہے ،

(۲) مسلول سے پتھر گراؤ تو سیدھا اس کے پاس گرے گا حالانکہ جب تک وہ اوپر سے نیچے آئے کشتی کشتی سرگئی ، لیکن یہ حرکت کشتی کا شریک ہو کر محاذات نہ چھوڑے گا (عہ آتی)۔

اقول سارا مدار خیالی بندیوں پر ہے ، ضرور یہ مسلول پر چڑھے اور وہاں سے پتھر پھینکے اور ان خط عمود پر اترنا آزما چکے وہ پتھر کتنے بھاری تھے ، ہوا کی کیا حالت تھی کہ کس رخ کی تھی ، جہاز کشتی چال سے جہاز تھا سمت کیا تھی ، مسلولوں کی بلندی کتنی تھی ، اور جہاز کی حرکت سے کتنی بلندی تک ہوا متحرک ہوئی ہے کہ تم کتنا بڑا پتھر لے کر یہاں تک چڑھے تھے ، دونوں ہاتھوں میں سیدھا محاذات پر رکھ کر آہستہ چھوڑ دیا تھا یا پھینکا تھا اس وقت ہاتھ لے کر حرکت کشتی کی تھی ، پتھر جہاں گرا وہاں ہی جم گیا تھا یا اُچھلوتا ، اس حد کا کیا ثبوت ہے ۔ ان سوالوں کے جواب سے حقیقت کھل جائے گی یا معلوم ہو جائے گا کہ قطر سے شیشہ ہی میں گرنے کی طرح خواب دیکھا تھا بعد نہ تھانے داخل قطعید ابھی آتے ہیں جن کے بعد آئنگہ کھل جائے گی تو کچھ نہ تھا (غیر ۱۲) ، پھر فصل دوم ردیم ۲۶۴ میں دیکھ چکے کہ یہ لوگ کیسی صریح باطل بات کو مشاہدہ کے سر تنہا دیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر اس کی نظیر فصل چہارم میں آتی ہے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فصل چہارم میں انھیں لوگوں کا زعم آتا ہے کہ بڑے پرہیزگار نے تجربے کئے ہیں کہ پتھر بلندی سے پھینکو تو سیدھا وہاں نہیں گرتا بلکہ مشرق سے ہٹ کر اب یہاں یہ ادھار کہ مسلول سے پتھر پھینکو تو وہیں گرتا ہے ۔ پتھر تو پتھر ہے قطر جو مسلول کی شیشی سے پھینکے سیدھا نیچے کی شیشی میں آتا ہے ۔ یہاں زمین کی حرکت کو قبول کئے بغرض نراں کے آگے بارہ ہل چلتے ہیں جو پابا کہہ ڈالا اور مشاہدہ کے سر آرا

(۳) گھوڑا یا گاڑی چلتے چلتے وقفہ قائم جائے تو سوار کا سر آگے جھک جاتا ہے ، کشتی جب کنارے پر یعنی ہے بیٹھنے والے نہ سنبھلیں تو منہ کے بل گر پڑیں ، اس کا سبب یہی ہے کہ ان سواروں کی حرکت سواروں میں بھی اتنی ہی ہو گئی تھی وہ تمہیں اور ان میں حرکت باقی تھی جس کا اثر یہ ہوا ۔

اقول اول کشتی ساحل سے نہ ٹکرائے یا گھوڑا یا گاڑی آہستہ چلتے ہوں اور وقفہ ٹھہر جائیں یا تیز چلے ہوں اور بتدریج ٹھہریں تو کچھ بھی نہیں ہوتا ، کیوں نہیں ہوتا ، کیا اب حرکت نہ بھری تھی ، اس کی وجہ محض جھٹکا لگنا ہے نہ یہ ۔

ثانیاً بارہ کا مشاہدہ ہے کہ دفعہ ریل کے اسٹیشن سے چل دینے میں آدمی نہ سنبھلے تو گر پڑے اس وقت کوئی حرکت بھری تھی، سبب وہی جھٹکا ہے۔

(۴) جس طرف میں پانی بھرا ہو تھوڑا ہلا کر یکایک روک لو پانی بہتا رہے گا کہ وہ حرکت بنو اس میں بھری ہے۔

اقول اولاً آٹا بھرا ہو تو وہ کیوں نہیں بہتا رہتا۔ حرکت جب پتھر میں بھر جاتی ہے آنے میں کیوں نہ بھری !

ثانیاً پانی لطیف ہے اس ہونے کے صدر نے بالذات اسے حرکت دی اور اس کے اجزاء کی تماسک کم ہونے کے باعث دیر تک رہی نہ یہ کہ طرف کی حرکت اس میں بھری۔ کچھ بھی عقل کی کھتے ہو ! (۵) انگریز نٹ زمین میں دو ٹکڑیاں گاڑ کر ان میں اتنی اونچی رسی باندھتا ہے کہ گھوڑا نیچے سے نکل جائے، پھر گھوڑے پر کھڑے ہو کر گیند اچھالتا گھوڑا دوڑاتا ہے، اسی کے قریب آکر گھوڑا نیچے سے اور سوار گیند اچھالتا اوپر سے اچھل کر پھر گھوڑے پر آجاتا ہے، اس کا یہی سبب ہے کہ گھوڑے کی حرکت سوار اور سوار کی گیند میں برابر موجود تھی۔ صرف اسے اچھلنے کی حرکت اور کرنی ہوتی۔

اقول اولاً نٹ یا جھان مٹی کے کرتیوں سے جو ٹوکس ہوا اس سے استنزاع تھا یہی کام ہے اس کے سبب اسباب خفیف ہوتے ہیں۔

ثانیاً گھوڑے کی چٹہ ختم گردن سے چٹوں تک ڈیڑھ گز فرض کیجئے اگر تہی پشت اسپ سے بارہ گز اونچی ہے اور نٹ گھوڑے کی گردن کے پاس کھڑا ہے، تو جتنی دیر میں گھوڑے کی چٹہ رسی کے نیچے سے گزرنے لگی اتنی دیر میں نٹ رسی کے اوپر گھوڑے کے اوپر آجائے گا۔ اور اگر بارہ گز سے کم اونچی ہے تو اور آسانی ہے اور اگر زائد ہی ہو بہر حال نٹ کے قد سے غور کم ہوگی ورنہ اچھلنا نہ پڑتا تو فائیت یہ کہ اتنی خفیف مسافت میں اسی نسبت سے نٹ کی اچھال گھوڑے کی چال سے زائد ہو، یہ کیا محال ہے، خصوصاً سدھاتے ہوئے گھوڑے کو تھکی دے کہ اس کا اچھلنا اتنی دیر گھوڑے کے جھجکنے کو کافی ہے۔

اور اگر یہ نہ مانو اور وہی صورت بتاؤ جس میں اس کے جانے آنے کی مسافت گزرا اسپ کی مسافت سے بہت زائد ہو جائے اور جو توجیہ چھنے کی اس کی گنجائش نہ رہے تو اور بھی بہتر کہ تھا را استناد خود ابتر۔ تم نٹ میں گھوڑے کی چال تو پھر ہی رہے تو پھر اس سے کہتے ہی گز زائد کہاں سے آگئی، مثلاً رسی دو گز اونچے پر اور یہ اس کے متصل آکر اچھل پھر پشت اسپ کے اسی جیسے پر آ گیا جہاں تھا تو گھوڑے نے اتنی دیر میں صرف رسی کا عرض طے کیا جسے اٹھل بھر کر لیجئے، اور نٹ اتنی ہی دیر میں ایک سو ترانوے انگل طے کر آیا۔

۹۶ جاتے ۹۶ آتے اور ایک انگل رتی، ٹرنٹ کا ہے کو ہے وہ ایک ہے جس میں ۹۳ گھوڑوں کا زور ہے جب ۱۹۲ زور اور کہیں سے آگے لڑو بچا ہوا ایک اور کہیں سے نہیں آ سکتا۔ اس گھوڑے کی کامیابی کا محسوس کیا ضرور ہے!

ری گینڈ ٹروڈنٹ کے اپنے ہاتھ کا کیل ہے۔ اڑتے جانور پر بندوق چلانے والا پہلے اندازہ کر لیتا ہے کہ اتنی دیر میں کہاں تک اڑ کر جائے گا۔

(۶) باقی حال نارنگی میں آتا ہے، چلتی ریل میں نارنگی اچھالیں، ہاتھ میں آتی ہے حالانکہ اس کے چڑھنے اترنے کی دیر میں ہم کچھ آگے بڑھ گئے۔ معلوم ہوا کہ نارنگی میں ریل کی چال بھری ہے وہ اسے محاذات سے الگ نہیں ہونے دیتی۔

اقول یہ خیال تو صریح محال ہے کہ جسم واحد وقت واحد میں بذات خود دو بہت مختلف کو دو حرکت ایضاً کرے۔ لاجرم نارنگی میں اگر دو حرکتیں جمع ہوئیں تو چھ خط پر چڑھتی اور تڑپے کی پراتر تلی مشابہت ریل اسے اب کی طرف جا رہی ہے اپر تم ہو تم نے نارنگی اچھال، یہ حرکت اسے جج کی طرف لے جاتی لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے اس سے وہ اب کی طرف جانا چاہتی ہے اور دونوں زور باہم متضاد نہیں کہ ایک آگے کھینچے دوسرا پیچھے، تو اگر دونوں زور مساوی ہوں حرکت امسلا



نہ ہو ورنہ صرف غالب کی طرف جاسے یہاں ایسا نہیں بلکہ دو جہتیں مختلف ہیں نہ متضاد، لہذا نارنگی دونوں کا اثر قبول کرتی اور اب وہ ترجیح کی طرف جاتی نہ جب کی طرف کہ یہ تو ایک ہی کا اثر ہوا، لاجرم دونوں کے بیچ میں ایک طرف گزرتی جیسے تم زمین میں کتے ہو کہ شمس سناپنی طرف کھینچا اور تا فریت سے قاصر کے دوسرے متعلق پر، لہذا وہ نہ اُدھر آئی نہ اُدھر گئی بلکہ بیچ میں ہو کر نکل گئی (۷) پھر جب ۶ پر پہنچی اور ریل کی تاثیر ضرور ہوتی۔ میل طبعی یا تھار سے طور پر جذب زمین اسے خط ۶ پر لانا چاہتا لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے اس سے خط ۶ پر جانا چاہتی تو اب بھی دونوں کے بیچ میں خط ۶ پر اترتی اور اتنی دیر میں تم اسے حرکت دینے نارنگی ہاتھ میں آگئی، یوں ان دو حرکتوں کا اجتماع ہو سکتا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہرگز نارنگی اپنے معمول

سہ واقع میں یہ خط بہ مستقیم ہوتا نہ قوس بلکہ چھوٹے چھوٹے مستقیموں کا مجموعہ شبیہ بر قوس جیسا کہ حرکت زمین میں گزرا کرتے چھوٹے خطوں میں قلت تفاوت کے سبب انہیں قوسین کی جگہ ساقیوں یا جیسے قوس صغیر و تر میں تفاوت نہیں لیتے ۱۲ منہ غفرلہ۔

نزول میں مثلث ABC نہیں بنائی سیدھی چڑھتی اُترتی ہے یا کچھ انحراف ہو تو نہ اس پابندی سے کہ آگے ہی کی طرف مائل چڑھے اور وہاں آگے کی جانب مائل اترے، اگر کئے ہوتا یہی ہے مگر انحراف ضعیف ہے لہذا محسوس نہیں ہوتا اقول ہرگز ضعیف نہیں بہت کثیر ہے۔ فرض کیجئے نارنگی اتنی قوت سے اچھالی کہ گز بھر اُپر جائے اور اس کے آنے میں ایک ہی سیکنڈ صرف ہو اور ریل فی ساعت ۲۰ میل جا رہی ہے تو ایک سیکنڈ میں ۵ فٹ کے قریب یعنی ۶۶ فٹ بڑھ جائے گی، اب مثلث ABC میں قاعدہ AC ۵ فٹ اور عمود BC ۳ فٹ، تو دونوں زاویے A ۶۶ درجے ۴۸ دقیقے ہوئے تو زاویہ C ۶۱ درجے ۶۸ دقیقے ہوا یعنی نارنگی کا زمین فعل چارم سے بھی کم ہوا اور انسان کے چہرے سے فاصلہ تین جھٹے سے بھی زائد ہے۔

خط AC ہے اور نارنگی خط AB پر گئی، کیا اتنے عظیم جھکاؤ کو کوئی



سلیم الخواص سید صاحب کی طرف جانا کچھ سکتا ہے، تم کہ عرضید سے بدلتے اور خود نارنگی میں ریل کی حرکت بھری، اس میں دو ذاتیہ ایفریز رکھو

کے اجتماع پر بند کریں اس اشکال کا حل تمہارے ذہن سے سہ سے بلند حرکت پر اگر یہ اندر نکل سکتا کہ ریل کی حرکت میں نارنگی اور آدمی دونوں برابر شریک ہیں لہذا وہ ہر وقت سر کے محاذ پر ہی رہی اور خط منفرج مستقیم گمان کی مگر یہ صورت کیسے ہاں نہ رکھ کر گز بھر اچھالی وہاں یہ اندر کیونکر چلے گا، بغض نے اس مثال میں جہاز یا کہ نارنگی دُور چینک کے اور کہا اپنی پوری طاقت سے اچھالی اور ہاتھ میں آتی ہے۔

اہول اولیٰ یہ قرار بھی آسان ہے خط عمود پر چینک صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہاتھ سیدھا رکھ کر اوپر اس طرح جنبش دو کہ ہاتھ کسی جانب اصلاً میل نہ کرے یہ بہت ضعیف حرکت ہوگی پوری قوت سے اوپر چینک ہمیشہ عمود ہی خط منفرج پر ہوگا۔ جہاز جدھر جا رہا ہے اس کے خلاف طرف منڈر کے پوری قوت ہاتھ کے کال جھٹکے سے چینک کو دیکھو نارنگی کہہ جاتی ہے۔

ثانیاً اگر بالفرض ہاتھ خط مستقیم پر دُور چینک کے تو پہنچتا نہیں ہے کہ ہوا اسے مستقیم نہیں رکھتی۔ آتشبازی کا ہتھکڑیا نارنگی نہ خط مستقیم پر ہیں نہ اسی خط پر عمود کریں یہ تو بہت قوی قوت سے خط عمود ہی پر چینک

لے مثلث مستقیم الاضلاع میں،

$66^\circ 48' = \text{ظل } A$

$= 66^\circ 48' = \text{ظل زاویہ } A$ ہوا مقدار زاویہ $21^\circ 38' - 12^\circ 52' =$

۵۴ ط

جیسے تھے، ان کو کس نے ترچہ کیا، اس میں کس کی حرکت بھری تھی۔ یونی زمین پر بندوق سیدھی رکھ کر فائر کر دیا گولی
اگر کرنال میں آجائے گی۔ یہ جیسی باتیں میں پھر ان کے انحراف کی کوئی سمت نہیں۔ یونی جہاز سے بقوت تمام
پھینک پانچنگی اگر آگے ہی کی طرف بقدر مناسب منحرف ہوتی ہاتھ میں آجائے گی ورنہ بتا سے اور ناڈی گولی کی
طرح وہ بھی کہیں کی کہیں جائے گی، درحکمل جائے گا کہ مسلول کے پتھر کی طرح یہ بھی تمہارا غراب تھا۔ جہاز کے
مشیشوں کی طرح یہاں مباحث اور بھی ہیں مگر ہم جامع اعتراضات کریں جو سب مثالوں کے، وہ کس جوں۔
فاقول اولاً جتنی مثالیں ہم نے دیں سب میں حرکت اینیہ میں قوت دفع ہے (دیکھو دلیل ۱۰) تو ہر دفع
مذکورہ میں حرکت واحد کا میل ہوا ہے جس سے پھینکا ہوا پتھر متحرک ہوا ہے یہ حرکت جس طرح اب لازم کو دفع
کرتی ہے اس کا متعلق بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا، گھوڑے کی ساری میں رگ رگ بل جاتی ہے۔
گاڑی میں دل لگتی ہے، جہاز میں خیر مادی کا سرگھومتا ہے خشیان ہوتا ہے۔ بالفرض اگر وہ استعداد و بوج
شدت حرکت اس حد پہنچے کہ حرکت تھنے یا جدا ہونے کے بعد کچھ رنگ لاسے پھیلتا بلب نہیں۔ بعد ازاں اس لئے
کہ گھوڑا از بعد مدد معدیت پتھر اس وقت متحرک ہوتا ہے جب ہاتھ کی وہ حرکت ختم جاتی ہے اور پتھر اس سے
جدا ہو جاتا ہے۔ ہوا و آب کی حرکت وضعیہ دوبارہ دفع کا اس پر قیاس نہیں ہو سکتا، حرکت وضعیہ عین ذاتیہ
ہو خواہ وضعیہ اس کی تحقیق زیادات تصلیہ پر کلام میں آتی ہے۔ قوت دفع نہیں اس میں کسی طرف کو بڑھنا
نہیں کہ راہ میں جو پڑے اسے دفع کرے وہ اپنی راہ میں خردی ہے دوسرا اگر اس کے ٹخن میں اس طرح ہے
کہ سب طرف سے اسے جڑ کرے، اتصال ہے۔ جیسے کہ آب و برازیں ہوتا ہے تو اگر گڑا اسے اٹھا سکتا
ہے وہ اس میں اٹھا ہوا چلا جائے گا، خود اس میں نام کہ جنبش نہ ہوگی ورنہ گر پڑے گا تو عظیم پتھر کہ ہوا کے
اندھ سے جسے ہوا ایک آن کو بھی سہارا نہیں دے سکتی ہے محال قفل ہے کہ ساکن وقت میں جس وقت
پتا بھی نہیں جتا ہوا اس سو من کی سل کو اپنی گود میں لے کر گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ اڑ جائے، جب
حرکت مستدیر پر اسے جو متحرک ٹخن میں اسے بوجہ مذکور ہوا اصل جنبش نہیں دیتی تو وہ اڑ گیا ہے جو پتھر کے
سر میں بھر جائے گا اور بدانتہ محال ہے کہ پتھر خود بخود ہزاروں میل اڑنے لگے۔ لاجرم مثالیں جو تیں اور
زمین کی حرکت باطل اور اگر کہہ کر نہیں بلکہ حرکت مستدیر بھی دھکتا دیتی ہے اور جو اس کے ٹخن میں ہوا
اسے بھی یا نمبر ۳۳ میں جاری تحقیق سے اخذ کر دے یہ حرکت وضعیہ نہیں بلکہ حرکات متوازیہ کا مجموعہ تو چشم
روشن دل یا شاد حرکت زمین و ہوا کا بوجہ ہمیں پر غافل ہو گیا۔

یہ کم ذرا سی آمدی جس کی چال گھٹنے میں تیس چالیس ہی میل ہو بڑے سے بڑے پیڑوں کو
جڑے اکھاڑ دیتی ہے، ہاتھوں کو ہڈا دیتی ہے۔ یہ آٹھ پھر کی اتنی عظیم شدید آمدی گھٹے میں ۱۰۰ میل

اڑنے والی کچھ قہر نہ ڈھاتی، انسان و حیوان کی کیا جان ہے پہاڑوں کو مسوت نہ رکھتی۔

دوم تا ثلث، یونہی وہ آٹھ پہاڑ کو تین دلیل (۱۳ تا ۱۵) تھے اور پانچ زیادات فضلیہ میں آتے ہیں باطل ہو سکتے ہیں اور باطل ہوں گے۔

دہم، اب کہ پتھر وغیرہ کی حرکت بھی تم نے عرض کر لی قسریہ ٹھہری اس دفعہ چہارم سے صغر نہ رہی کہ حرکت قسریہ میں ضرور ضعیف و قوی پر اثر کا تفاوت لازم، اگر اثر صرف رکے قابل تو سن بھر کے پتھر کو کون سا متاثر کرے گا۔ اور اگر سن بھر کے پتھر کو منٹ میں ۲۰ میل پھینکا تو ماسد بھر پتھر کو کئے ہزار میل پھیر مساوات کیسے روک سکتی ہے۔ بہر حال ثابت ہو ا زمین کی حرکت باطل ہے۔

ثانیث یہ کلمہ تمہاری باغ ڈھیل ڈالنے سے تنہا اب باغ کرتی کریں، جب کسی جسم میں حرکت بھر جاتی ہے اس کے بعد اس قوت کے پھر ختم ہونے تک وہ محرک کا محتاج نہیں رہتا نہ حل نکلنے پر دفعۃً اپنی میل طبعی یا جذب زمین سے گر جاتا ہے بلکہ یہاں تک کہ قوت دفعہ ضعیف ہوتی اور بالآخر میل یا جذب اس پر غالب آتا ہے پھینکے ہوئے پتھر سے دونوں باتیں واضح ہیں اگر خود اجسام میں ان حرکات کی بھر جاتی تو چلتی کشتی میں جو پتھر اس میں کوک بھری ہوتی ہے چاہے کہ کشتی ٹھہرے یا بھگے یہ سب کچھ دیر تک چلتے رہیں برتن صندوق وغیرہ میں کچھ ہیں چند سیکنڈ تو آگے سرکشی کشتی معاذ اللہ دفعۃً ٹوٹ جائے تو آدمی کچھ دور تو کشتی کی پال چلیں ریل میں یہ کائنات ٹوٹ جائے تو فرما نیچے نہ جائیں بلکہ کچھ دور چل کر میل یا جذب کا اثر لیں، ٹھوڑا اگر جائے جب بھی وہ منٹ کچھ دیر ہوا پر ٹھوڑے کی دور آؤ گے کہ جب تک کہ حرکت بھری ہے جذب سے متاثر نہ ہوگا۔ جہاز رکنے پر وہ قطرے کہ شیشے میں گر رہے تھے اب جہت حرکت کی طرف آگے کریں بلکہ ان کے اتنے میں جہاز رک جائے تو یہاں تک سیدھے آتے آتے فوراً آگے بڑھ جائیں کہ نیچے کا شیشہ ٹھہر گیا اور ان میں ابھی کوک باقی ہے۔ یونہی جہاز رکتے ہی سطل سے پتھر پھینکیں تو اب اس کے نیچے نہ گرے بلکہ آگے بڑھ کر اور اس کے گرتے جہاز رک لیں تو آدمی رستے سے فوراً سمت بدل دے نیز چلتی گاڑی میں جس کی پشت گھوڑوں کی طرف ہے۔ دفعۃً رکنے پر ان کے سر آگے کو نہ جھکیں بلکہ سرین دیکھے کہ سرکشی کو ان میں ادھر کی گئی دی ہوتی ہے۔ ریل رکتے ہی ناراض اچھا لیں تو اب ہاتھ میں نہ آتے آگے بڑھ کر گرے۔ دسلس یہ ہیں صد باور یہ کتنے استعمالات تم پر پڑے۔

ثالث پتھر کہ زمین پر رکھا اس کے ساتھ گھوم رہا ہے اس کی یہ حرکت وضعیہ نہیں کہ وہ کرہ نہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور خود اس میں حرکت بھری ہے جس کا مقصد آگے بڑھنا اور دائرۃ زمین کو قطع کرنا ہے اگرچہ کچھ دیر کہ جو او زمین رک جائیں پتھر جب بھی چلے گا تم کہہ چکے کہ ٹرک کے رکنے پر بھی اس کی حرکت باقی رہتی ہے

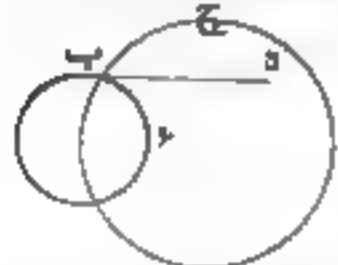
تو اس کے حق میں ضرور ایقیدہ ہے یہ بات اور ہے کہ زمین و جو ابھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں جس سے آئین نہیں بدلتا یہ یوں نہیں کروہ آئین بدن نہیں چاہتا بلکہ یوں ہے کہ آئین اس کا بیجا نہیں چھوڑنا غرض شک نہیں کہ دائرہ زمین پر اس کی حرکت ایسی ہی ہے جیسے مجبورہ کرہ زمین و دیگر سیارات کے اپنے مدار پر کہ قطعاً ایقیدہ ہے اور حرکت ایقیدہ اپنے مقابل کی ضرورت ماضت کرتی ہے تو لازم کہ پتھر کا ٹکڑا جو زمین پر رکھا ہے جیسے تم مشرق کی طرف ایک انگلی سے سرکا سکو اسے مغرب کی طرف چاروں ہاتھ پاؤں کے ذور سے جھینٹش نہ دے سکو کہ اس میں مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل اوڑھنے کا ذور بھرا ہوا ہے یہ ذور کیا تھاری سہل مان لے گا کہ تمہیں اٹا نہ پھینکے گا۔

دابعثاً یہاں سے پتھر کے سر ایک ہی حرکت نہیں یک نشدہ و شدہ ہے زمین کی اپنی طور پر حرکت اسے مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل سے زیادہ دوڑاتی ہے اور اپنے مدار پر حرکت اسے مدار کی طرف ہر منٹ میں گیارہ سو میل سے زیادہ دوڑاتی ہے ایک سہر ایک وقت میں وہ طرف کو حرکت تین صورتوں میں حرکت کر سکتا ہے ۱

(۱) ایک وضعیہ ہو دوسری ایقیدہ جیسے جگہ کا گھومتے ہوئے ہر منٹا۔

(۲) دونوں ایقیدہ ہوں مگر وضعیہ جیسے اس آدمی کے کپڑے جو کشتی کے اندر مغرب کو چل رہا ہے اور کشتی مشرق کو۔

(۳) ایک ذاتیہ ہو دوسری وضعیہ جیسے شخص مذکور کی کشتی میں حرکت مگر یہ کہ دونوں ایقیدہ ہوں اور دونوں ذاتیہ یہ قطعاً محال ہے ورنہ ایک جسم وقت واحد میں دو مکانوں میں ہو۔ ہاں دو محرک اسے دو مختلف غیر متقابل اطراف کو حرکت دیں تو وہ ان دونوں میں سے کسی طرف نہ جائے گا بلکہ دونوں جہتوں کے بیچ میں گزرے گا جیسا کہ ابھی مثال ششم کے رد میں گزرا، تو یہ پتھر کہ زمین پر رکھا ہے اور تم وضعیہ سے بھاگ کر خود اس میں حرکت بھر چکے تو دونوں اس کی ذاتیہ ہو گئی اور ہم بھائی کر چکے کہ اس کے حق میں وہ مشرق کی حرکت بھی وضعیہ نہیں ایقیدہ ہے تو وقت واحد میں سنگ واحد دو مختلف جہت کو دو حرکت ایقیدہ ذاتیہ ہرگز نہ کر سکتا



بلکہ ان کے بیچ میں گزرے گا۔ اب زمین ج مقام ب پر پتھر ہے زمین کی حرکت صافہ نے اس میں ج کی طرف جانے کی کوک بھری اور حرکت مستدیرہ نے ج کی طرف آسنے کی گنجی دی تو پتھر نہ ج کو جائے گا نہ ج کو آسنے کا بلکہ ج کی طرف اڑے گا تو لازم

کہ نہ ایک پتھر بلکہ تمام اسباب صندوق پناہ سے برتن چٹک وغیرہ بلکہ انسان حیوان سب کے سب ہر وقت

ہو میں اڑتے رہیں تم نے دیکھا کہ عرضیہ سے جہاں کہ خود اجسام میں کوکب بھرتا اس سے بھی زیادہ کس درجہ فاضل تھا۔
 لاجرم وہ گیارہ دلیلیں بھی لا جواب ہیں (زیادتہ تفصیل) غارت کتب حکمت یونانیہ یعنی ہدیہ سعیدیہ میں حرکت ارض
 پر کلام مبسوط ہوا جس میں سے بہت اور اس کے ابطال پر آٹھ دلیلیں اپنی بطور اوکریں جن میں سے ایک دفعہ دوم
 میں گزری اور دوتہ میں آتی ہیں پانچ کی یہاں تھیں کریں یہ دلیلیں مرسوم فی لغت تحرک باقی بمنوا بغرض ہوا
 و ہوا بغرض فرضی کرہ کی حرکت و ضمیر پر کلام شدید سے خصوصاً بطور طبیعات یونان جس میں ہدیہ سعیدیہ ہے۔
 میں جن ابطال توفیقہ تعالیٰ اپنی تحقیق سے ان کا رخ بدل کر تصحیح و تائید میں لیں گے۔

دلیل ۱۰۱ ہوا کی حرکت شرقیہ کہ اس قدر تیز ہے اس کے معمول چلنے سے بدرجہا سخت ہوگی تو پاسنے
 پروانی کبھی چلتی معلوم ہی نہ ہو ہمیشہ کچا و ہی رہے۔

دلیل ۱۰۲ پر و غیرہ جگہ اجسام کچا و میں مغرب کو کیونکر جاتے ہیں حالانکہ وہ قہراً مدی مشرق کو چلتی ہوئی
 انہیں پیچھے چھینکتی ہے۔

دلیل ۱۰۳ اسی ہوا میں دو پرند مساوی قوت سے شرق و مغرب کو اڑیں ان کی اڑان کیونکر برابر رہتی ہے
 حالانکہ ہوا پہلے کی معادن اور دوسرے کی معادق ہے، یونسی دکشتیاں۔

دلیل ۱۰۴ تیز کچا و میں مغرب کو اڑنے والا پرند تیز جاتا ہے اور مشرق والی سست کہ کچا و اولیٰ معادن
 دام کا معادق ہے ہوا مشرق کو دورہ تو اس کا عکس لازم تھا کہ اول معادن کچا و ضعیف ہے و معادق
 حرکت شرقیہ قوی اور ثانی میں عکس یونسی دکشتیاں

لے ان پانچ کا طبعاً ذکر نامشکوک ہو گیا کہ ان کے ماخذ شارح عکس امین میں نظر آئے جن کا بیان دفع ۸۰۰
 میں گزرا ہاں توارد بعید نہیں بلکہ اطلہ ہیں ورنہ شارح مذکور نے ان پر جو دو کئے ہدیہ سعیدیہ میں ان کے دفع
 کی طاعت توجہ ہوتی یا انہیں دیکھ کر یہ دلائل ذکر ہی نہ کئے جاتے ۱۲ منہ غفرلہ۔

لے ہر جگہ ہم نے لفظ عرضیہ بوجہ معلوم کم کر دیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

لے یہاں زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر دریا و ہوا اس مرسوم حرکت کا پلچہ نہیں
 ہوتا بلکہ بخارج و دوش کا اگر دریا ہے اور وہ فوں سبکی ہیں مشرقی مغربی دونوں کشتیاں کہ مساوی قوت سے
 چلیں مساوی چلیں گی اور پانی جاری ہے تیز ہوگی اور دوسری سست اور دریا و ہوا دونوں کی حرکت ایک
 طرف کو ہے تو موافقی بہت تیز مخالف بہت سست اور دو طرف کو تو ہوا و دریا جس کی حرکت زیادہ ہے اس کی
 موافقی بقدر اس زیادہ تیز اور دوسری سست ۱۲ منہ غفرلہ۔

دلیل ۵۰۵ آدمی جب تیز ہوا میں اس کے سامنے آتا ہوا ہوا کو اپنی مدافعت کرتا پائے گا مگر یہاں مشرق و مغرب دونوں طرف چلنے میں کوئی احساس نہیں ہوتا۔

اقول ان پانچ دلیلوں کا حاصل یہ ہے کہ چلتی ہوا اپنے سامنے کی شے کو دفع کرتی ہے اور یہ مدافعت یہاں نہیں، لہذا ہوا کی حرکت مستدیرہ باطل، اور وہ حرکت زمین کو لازم تھی اور انتفا کے لازم انتفا کے ملزوم ہے تو حرکت زمین باطل، مگر ہے یہ کہ معاونت اس وقت حرکت، یہیہ میں ہے، جیسے پانی کی موجیں، ہوا کے جھونکے، جس میں ہر لحاظ مکان سابق میں آنا چاہتا ہے تو اسے دفع کرتا ہے اب اس ہوا یا پانی میں اگر مثلاً انسان چلے تو وہ ایسے مکان میں آیا جس پر ملے اور صدمے مترواں چلے آتے ہیں لہذا اگر اس کا منہ اوپر کرے معاوقت پائے گا اور پشت تو معاونت مگر حرکت وضعیہ حرکت واحدہ کل کرے کو عارض ہے نہ کہ اجزائے متفرقہ کی کثیر حرکات ایضاً متوالیہ کا مجموعہ کہ طبعیات یرقان میں جسم متصل و جدائی ہے اس میں بالفعل اجزاء ہر نہیں اور اگر اجزاء سے ترکیب تو جب بھی حرکت وضعیہ میں توجہ و تلام آہ آب و ہوا کسی طرح تدافع نہیں۔ اس میں کوئی جزو دوسرے کو دفع نہیں کرتا کہ دفع کرے کہ اپنی راہ میں کسی کو اپنی طرف آگے یا سبکی یا اپنی جہت میں اپنے سے کم چلتا پائے۔ یہی تین صورتیں دفع کی ہیں اور وہ سب یہاں مطلقہ بلکہ سب اجزاء ایک ہی طرف کی کیاں حال سے اپنی اپنی جگہ قائم چلے جاتے ہیں تو جو جزو جس جگہ بڑھنا چاہے اس سے پہلا جزو اس کے دباؤں پیچھے سے پہلے اس کے لئے جگہ فانی کر چکا ہو گا اور جب یہاں تدافع نہیں تو احساس کسی کا ہو گا، اگر کہے یہ تو کرے کہ اپنی حالت ٹھوڑی جب مثلاً انسان اس میں داخل ہوا تو تفرق القصل بدایت ہو اب ضرور ہے کہ آنے والا اسے دفع کرے۔

اقول دفع تو جب کرے کہ یہ جتنے خود چلتا ہو حصہ کوئی بھی نہیں چلتا کل گڑھ متحرک ہے جس کے بعض اجزاء کی جگہ اب انسان ہے جسم اتصالی اجزاء کے ماتحت ایک جزو دوسرے کو دفع نہ کرتا تھا اب اُسے بھی کوئی دفع نہ کرے گا۔

اگر کے کلام اس میں ہے کہ وہ داخل مثل انسان اس حرکت کے خلاف جہت اس جسم میں چلے تو اس کا مزاحم ہو گا اور مزاحم کی مدافعت ضرور۔

اقول جب متابع ہے مزاحم کہاں اس حرکت کے ساتھ خود چل رہا ہے اس کی مخالفت نہیں کرتا ہاں اپنی ذاتی حرکت سے پانی یا ہوا کو چیرتا ہے اس میں جتنی معاونت ہوتی ہے ہوا کی ورنہ نہیں بالکل یہاں اجزاء میں تدافع نہیں تو اس میں انسان جہاں داخل ہوا چلے ایسے مکان میں ہو گا جس پر کسی طرف سے دفع نہیں اور اس پر حرکت غفلتہ نہیں خود اس کا شریک و تابع ہے تو کسی طرف نہ معاونت

پائے گا نہ مقاومت۔ یونہی اجسام اور مضموم پر ان دلائل کی گنجائش۔

اقول یہ کلام بروہ تحقیق تھا کہ حرکت وضعیہ ان دلائل سے رد نہیں ہوتی مگر ہم ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو یہ ہرگز وضعیہ نہیں بلکہ قطعی حرکت کی جدا حرکت اینیہ ہے اور حرکت اینیہ میں بیشک دفع ہے، یوں یہ پانچوں دلائل بھی صحیح ہو جاتیں گے، ان کی بناءً دوسرے جسم کو دفع کرنے پر ہے، اور ہمارے دلائل ۸ تا ۹ کی اجراء کے تدافیع و مظلوم اور خلافت میں ہے کہ اس سے ادا حق واقعی ہے والحمد للہ علی ما علمہ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ وصحبہ وسلم۔ بعد اللہ تعالیٰ ایک نیا پانچ دلیلیں ہیں، فقہائے خاص ہماری ایجاد اور پندرہ اگلوں سے، لیکن فصل اول کی پہلی اور دوم کی پچائش اور سوم کی دلیل ۵۲، دلیلیں زمین کی حرکت گردش اور حرکت گرد محور دونوں کو باطل کرتی ہیں، اور فصل سوم کی ۴ تا ۵، ۱۰۵ با استثناء ۹۹، ۱۰۰ جلد تینتیس خاص حرکت محوری کا رد ہیں۔ اول کی انہر عیار اور سوم کی ۶۳ تا ۸۲ جیسے یہ، اور ۹۹، ۱۰۰ جلد تینتیس خاص حرکت گردش شمس کا رد ہیں تو محور پر گردش زمین بہشتہ دلائل مردود اور آفتاب کے گرد زمین کا دورہ پچاسی (۸۵) دلیلوں سے باطل، والہ الحمد وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہم والحمد والہ وصحبہم والاکرام والحمد اجمعین!

(تذیل) رد دیگر دلائل فلسفہ قدیم میں

الحمد للہ! ہم نے ابطال حرکت زمین پر ایک نیا پانچ دلائل قاہرہ قائم کئے کتب گوشتگان مثل مجلسی بطلیموس و تحریر لوسی و شرح علامہ برجنڈی و تذکرہ طوسی و شرح فاضل خضری و شمس باہر مشرق و چوہدری و پدیر خیر آبادی وغیرہ میں بعض اور دلائل ہیں جن پر اگرچہ انہوں نے اعتماد کیا ہمارے نزدیک باطل ہیں

لہ اگلوں کے کلام میں ہم نے چوبیس دلیلیں پائیں، ایک رد جاذبیت میں صحیح ہے اور ہم نے اسے تین کر دیا اور تینتیس زمین کی حرکت محوری کے رد میں، ان میں گیارہ محض باطل ہیں، ایک دفع دوم میں گزری اور وٹسٹل تذیل میں آتی ہیں، ان میں دفع دوم والی اور دو آخر تذیل کی یہ تین ایجادات فاضل خیر آبادی سے ہیں۔ ترجیح بارہ، ان میں پانچ کہ یہ بھی زیادات قضیہ میں جس شے کے ابطال کو تھیں اسے باطل نہ کر سکیں باقی سات کہ ان سے اگلوں کی تھیں اور انہوں نے خود رد کر دیں، یوں تینتیس کی تینتیس رد ہوئیں مگر ہم نے زیادات قضیہ کی پانچ کو رخ بدل کر صحیح کر دیا ۱۲ مرغزل۔

لہ مثل حکمت العین کا تہی قرآنی تکیذ طوسی شرح مکتہ العین میرک بخاری ۱۲ مرغزل۔

انہیں بھی مع منقہ کلام ذکر کر دیں۔ وباللہ التوفیق وبہ استعین (اوتوفیق اللہ ہی کی طرف ہے اور یہی چاہتا ہوں)۔
 وہ دو کشتی تھیں جن میں کچھ اسی رنگ کی چوڑیاں اور ہم نے ان کی تصحیح و توجیہ کی انہیں مقدم رکھیں کہ جنس مقارن جنس
 ہو اور کچھ جنس اصول فلسفہ قدیمہ پر مبنی جن کے شافی و کافی ابطال میں بعونہ تعالیٰ ایک مستقل کتاب
 الکلمۃ العہدہ جدا تصنیف کی یہاں پر حوالہ کافی۔ واللہ الوفی۔

تعلیل اول، دو کشتیاں برابر قوت سے چلیں، ایک مشرق ایک مغرب کر، اگر زمین متحرک اور دریا
 اس کا تابع ہو تو نہ زمین کہ شرقی بہت تیز نظر آئے کہ دو حرکتوں سے جاری ہے ایک اپنی غریب قاع سے
 دوسری دریا کی حرکت ارض سے ہے، اور مغربی بہت آہستہ کہ صرف اپنی حرکت سے جاری ہے اور اس پر
 معاوقت حرکت شرقیہ دریا کا طوطہ بلکہ چاہئے اس کی حرکت محسوس ہی نہ ہو، ہوا کو بھی اسی حرکت زمین سے
 متحرک ماننا نفع نہ دے گا اور شناعیت بڑھے گا کہ اب شرقیہ تین طاقتوں سے جاری ہے اور مغربیسر پر
 دو طاقتیں مزاحم ہیں (بدیہ سعیدی)۔

اقول یہ دلیل ۱۹ کا عکس ہے وہاں ہوا کو تابع زمین نہ مان کر لازم کیا تھا کہ متحرک مغربی سے شرقی
 بہت سُست ہے بلکہ خود بھی مغربی ہو جائے یہاں دریا و ہوا کو تابع مان کر یہ لازم کرنا چاہا ہے کہ متحرک شرقی
 سے مغربی بہت سُست ہے بلکہ اس کی حرکت محسوس ہی نہ ہو، یہاں بھی اس پر اقتضار کرنا نہ تھا اسی طرح
 کہنا تھا کہ بلکہ مغرب کو جانے والی مشرق کو جاتی معلوم ہو۔

اقول عکس چاہا مگر نہ بنا، اصلاً وار د نہیں، زمین کو اگر حرکت اور دریا و ہوا کو اس کی تبعیت ہے
 تو اس میں جہاں واستجار اور یکشتیاں اور ان کے اور باہر کے تمام انسان حیوان سب یکساں شریک ہیں
 تو اس سے ان میں تفاوت نہیں پڑ سکتا نہ کہ اس کے امتیاز کا ان کے پاس کوئی ذریعہ کشتیاں اپنی ہال سے

عہ پھر شرح حکمہ العین میں ایک اور دلیل مہیل (کرد) دیکھی جس کا اس نے دربارہ نفی حرکت ایتہ زمین اقتضایا
 قال او تحریک من الوسط حركة ایتہ یعرض
 ما یعرض لولہ تکن فیہ اہ اقول نعم،
 لولا القسوفان قلت لا یدوم اقول اولاً
 مصنوع وثانیاً فلہ تذعنہ ہو مہیل
 دوامہا ۱۲ رنرور
 رنہ شرح حکمہ العین

میں کتا ہوں کہ آپ کی بات اس وقت قابل تسلیم
 ہے اگر قسرنہ ہو (سوال) قسرنہ ہمیشہ تو نہیں
 رہے گا (جواب) (۱) یہ مصنوع ہے (ہو سکتا ہے
 قسروائی ہو) (۲) حرکت ارضہ سرے سے منتفی نہ ہوتی
 بلکہ اس کا دام غلطی ہوا۔ (توبہ علیہ العظیم شرف قادری)

جتنا چلیں وہی محسوس ہو گا، برابر رفتار سے بڑھی ہیں تو برابر فاصلے سے ایک مشرق اور دوسری مغرب کو معلوم ہوگی
مثلاً اوریا کنارے ایک درخت کے محاذات سے چلیں اور وہیں کنارے پر کچھ لوگ کھڑے ہیں اگر صرف کشتیاں اس
مشرقی حرکت فی ثانیہ ۵.۶ گز میں شریک ہوئیں اور وہ درخت و ناظرین اس سے جدا رہے اور کشتی اس
سیکنڈ میں مثلاً ایک ایک گز چلتی تو ضرور ایک ہی سیکنڈ کے بعد دونوں کشتیوں میں دگڑ کا فاصلہ ہو جاتا اور
درخت دونوں سے مغرب کی طرف رہ جاتا مغربی سے ۵.۵ گز کے فاصل پر اور مشرقی سے ۵.۶ گز پر اور
کنارے کے آدمی مغربی کشتی کو بھی اسی تیر پال سے مشرقی کو بہتی دیکھتے کہ ایک سیکنڈ میں ۵.۵ گز اڑ گئی
نہ یہ کہ اس کی حرکت محسوس نہ ہوئی، ایسی درخت و ناظرین سب اسی ایک ناؤ میں سوار ہیں جو اسی تیزی سے
ان سب کو مشرقی لئے جا رہی ہے تو مشرقی کشتی اسی سیکنڈ میں وہاں سے ۵.۶ گز بٹی اور مغربی ۵.۵ گز
اور درخت و ناظرین ۵.۶ گز سب کے سب مشرق کو، تو درخت و ناظرین سے مشرقی کشتی کا فاصلہ مثلاً
ایک گز مشرقی کو ہوا اور مغربی کا تیر ایک گز مغرب کو، لہذا ناظرین کشتیوں کو دیکھنے سے دو کشتی کے سر درخت
پر نظر سے یہی لگیں گے کہ اس سیکنڈ میں دونوں کشتیاں ایک ایک گز برابر چلیں اور یہ کہ مشرقی مشرق کو بٹی اور مغربی
مغرب کو۔ اس کی نظیر وہ کشتی ہے کہ مثلاً مشرق کو فی ثانیہ دس گز کی پال جا رہی ہے اور کشتی کا طول بیس گز
ہے اس کے وسط کے محاذی کنارے پر ایک درخت اور کچھ ناظرین ہیں اس کے محاذات سے دو شخص کشتی
کے اندر ایک پال سے فی ثانیہ پانچ گز چلے ایک مشرق ایک مغرب کو۔ دونوں برابر ڈاؤ ہی سیکنڈ میں کشتی کے
کناروں پر بیٹھیں گے اور اگر اپنی پال پر نظر کریں گے اس میں کچھ تناوت نہ پائیں گے اور یقیناً ایک کشتی کے کنارے
مشرقی پر پہنچا دوسرا مغربی پر تو ضرور وہ مشرق کو بٹا یہ مغرب کو، لیکن باہر والے ناظرین دیکھیں گے کہ وہ جو مشرق
کو چلا ان سے تیس گز کے فاصلے پر ہو گیا کہ وہ سیکنڈ میں تیس گز کشتی بڑھی اور دس گز یہ ۱۰ اور وہ جو مغرب کو چلا
ان سے مغربی ہونے کے عرض وہ بھی ان سے مشرق ہی کہ بٹا صرف دس گز کشتی کو مغرب کو بٹھا اور کشتی
اسے تیس گز مشرق کو لے گئی تو دراصل مشرق کو دس گز جانا ہو، تو ناظرین دونوں کو مشرق میں بٹا پائیں گے
مشرقی کو تیر مغربی کو سبست، یعنی اندر پہلنے والے اس درخت پر نظر کریں تو یہی دیکھیں گے کہ وہ دونوں
سے مغرب کو روگ مشرقی سے تیس گز مغربی سے دس گز۔ اور اگر ان کی پال کشتی کے برابر ہے تو ایک ہی سیکنڈ
میں مشرقی بیس گز مشرق کو ہٹ جائے گا اور مغربی وہیں کا وہیں نظر آئے گا درخت و ناظرین کی محاذات
نہ چھوڑے گا کہ جتنا یہ مغرب کو بٹھا ہے کشتی اتنا ہی اسے مشرق کو لے جاتی ہے، دونوں چلیں سب کا جو کہ
محاذات قائم رہی۔ تو وہ جو تم چاہتے ہو یہاں کشتی نشینوں اور ناظرین سب کو محسوس ہوا اس لئے کہ ناظرین
اور وہ درخت جس سے سوار ہیں کشتی نے اندازہ کیا کہ کشتی کی پال میں شریک نہ تھے بخلاف صورت سب بقدر اس

جس برابر ہیں تو کوئی فریقہ امتیاز نہیں کشتی کی ذاتی ہی چالیں سب کو محسوس ہوں گی وہی تو اس کے امتیاز کے لئے وہ ناظرین ہوں جو کثرت زمین و ہوا سے باہر ہوں کہ اس کی چال میں شریک نہ ہوں یا اہل زمین کے اپنے اور اس کے لئے اسی قسم کی کوئی سہاگن سے ہو، وہ کہاں، کو اکبر کا بعد اتنا ہے کہ کشتیوں کی یہ چالیں وہاں ایک نقطہ ہیں، سماعت ضرور قریب ہے دو چار ہی میل اونچا ہے مگر وہ خود اسکی ناؤ میں سوار ہے بذریعہ ہوا شریک رفتار ہے لہذا امتیاز معدوم اور اعتراض ساقط۔

تعلیل دوم، دو طائر تکی ہوا میں ایک پرواز سے شرق و مغرب کو اڑے اگر ہوا بھی زمین کے ساتھ متحرک ہے تو مشرقی بہت تیز ہو جائے اور مغربی ہوا میں ٹھہرا معلوم ہوا بہت سست اور اگر نہیں تو لازم کہ دو مشرقی کو اڑے مغرب میں پڑے۔ (جیت)

اقول یہ کوئی نئی بات نہیں تعلیل سادہ اور دلیل اہل کو جمع کر دیا ہے ہوا تاجع نہ مانتے پر وہ دلیل ۱۱ ہے جو انکار طبیعت پر یقیناً صحیح ہے اور مانتے پر ہی تعلیل اول بہ ترتیب انوار باطل نہ مانو تو باطل۔ مگر اس روشن بیان سے ہوا بھی سُستا اور نہ مانو تو کشتیوں پر بندوں کی اپنی ذاتی عکسیں وہاں کس سرے سے بنائے وہیں ہی اڑتے۔ بالکل یہ تعلیل عین کہ ایک شق کے ابطال سے کلیل۔

تعلیل سوم، حرکت یومیر سب سے تیز حرکت ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسم جتنا لطیف تر اس کی حرکت سریع تر۔ ہوا اجسام ارضیہ سے بہت تیز جاتی ہے تو اس حرکت کا فلک ہی کے لئے ثابت کرنا زیادہ مناسب کہ ہوا ہمارے بھی لطیف تر ہے (تقریباً جتنی مثال اولیٰ فصل ہفتم)۔ یہ صراحت زری خطابی بات (شرح مجملی) اقول اس کی نظیر ادھر سے بھی پیش ہوتی ہے کہ اتنے بڑے اجسام کے ٹھونسنے سے چھوٹے جسم کا ٹھونسا آسان ہے (سمیہ)۔

اولاً مخالفت آسان کا قائل ہی نہیں اور لطیف معلوم یعنی ہوا کو شریک حرکت مانتا ہے۔ ثانیاً فلک کے الطف ہونے پر کیا دلیل۔ اگر علو کے حناہ میں دیکھ رہے ہیں کہ ہوا الطف اعلیٰ ہے اور یہ ان سے بھی اعلیٰ تو ان سے بھی الطف۔

اقول یہ فلک میں میل مستقیم ماننا جو کہ جو فلسفہ قدیم کی بنا ڈھا دے گا اس کی تصریح ہے کہ

علم، اقول اس کی اتنی تقریر بھی ہم نے کہ اصل میں اتنی ہی ہے جو حاشیہ آئندہ میں شرح سے آتی ہے ۱۲ منہ غفرلہ بلکہ ان اعتراضوں سے کہ اکثر دلائل آئندہ پر بھی آئیں گے یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ تعلیل جس طرح تحقیقاً صحیح نہیں یوں ہی لازمی ہی نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ غفرلہ۔

اقول اولاً اس میں ناروہو بھی شریک۔

ثالث نظرہ آنا تمہاری جہالت ہے یہ سقہ نیٹوں کے نظر آ رہی ہے یقیناً فلک قرعے جس کا سلائی بیان خاتمہ میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، پھر اصل تحلیل پر۔

ثالثاً و سابعاً در رد او زیر تبصیر ششم آسان می.

تعلیل چہاں سے، جڑ طیف تشابہ الاجزاء یعنی فلک سے حرکت مستدیرہ کی نفی اور ہم کثیف مختلف الاجزاء یعنی ارض کے لئے اثبات خلاف طبعیات سے (تحریر محلی)۔

اقول اولاً ان کے نزدیک ملک کہاں تو نسلی بنی مروج ہے۔

ثانیاً اجزائے زمینی طبیعت میں مختلف نہیں کرشل فلک بسیط ہے اور امور زائدہ میں اختلاف جیسے جمال ارباب ایہ فلکیات میں بھی معلوم و مشہور کامل و مستحیات و مدار میں کواکب اور ان کی حرکات و جہاست اور جب یہ ان آثار فلک میں منافی بساطت نہ ہو فلک حکم میں ہو تو کون مانع۔ عدم علم علم عدم نہیں۔

ثالثاً: کون سا طبعیات کا مسئلہ ہے کہ کثافت مانع حرکت مستدیرہ ہے، غایت یہ کہ اطمینان نسبتاً، تو محض غلطی است ہرگز۔

سابعاً ہوا سے نفی ہونی تو حرکت طبعیہ ارض کی قسریہ پر کیا اعتراض
خامساً و سادساً زیر تعلیل ششم،

تعلیل پنجم : فلک میں مبد میل مستدیر ہے اور زمین میں مبد میل مستقیم
تو دونوں کی طبیعت متضاد کہ اگر زمین حرکت مستدیرہ قسری تو اس میں شریک فلک جو جائے اور مشتری
جائز نہیں (تحریر محضی) علامہ برجنیدی نے شرح میں اس پر دو اعتراض کئے :

دوسرا کیا حال ہے کہ اجزاء میں میل مستقیم ہے اور گل میں میل مستقیم۔

اس شرح برجہندی میں پہلے ہی فقرے کو ایک دلیل ٹھہرایا کہ جرم لطیف متشابہ الاجزاء سے نفی خلافت
طبیعیات ہے اور دوسرے فقرے کو دلیل سابق کا جزو ٹھہرایا کہ جرم کثیف کے لئے اثبات یہی
ہے کہ ہوا کہ فلک سے کم لطیف ہے وہ تو اجسام ارضیہ سے اشرع ہے تو حرکت مستدیرہ فلک ہی کو انسب
انتہی اور انہود ہے جو ہم نے کیا ۱۲ منہ مغرور۔

اقول اولاً جب تجزیہ فلک محال ہو تو محال کی نسبت یہ پوچھنا کہ کہاں سے جانا کہ اس میں میل مستقیم نہیں کیا مئے۔

ثانیاً استعمالہ خرق بر بنائے استعمالہ میل مستقیم ہی کہتے ہیں اور اس کا استعمالہ فلک واجزاء دونوں پر ایک ہی دلیل دیتے ہیں اگرچہ وہ بسط اور ان کے دلائل باطل کلام اسس تقدیر پر ہے۔
ثالثاً بحر و گل کی جب طبیعت معتد ہے جیسے زمین و کلوخ تو مقتضائے طبع کا انجام لازم عکاس سے ایسے اعتراضوں کا تعجب ہے صحیح اعتراض ہم بنائیں۔

فاقول اولاً مخالفت فلک ہی کا قائل نہیں، اس میں مبتدئ میل مستقیم درکنار۔

ثانیاً نہ وہ زمین میں مبتدئ میل مستقیم مانے، اوجیلہ کا گنا جذب سے ہے۔

ثالثاً تمہارے نزدیک فلک کی حرکت مستقیمہ طبعی نہیں زمین میں طبعی ہو تو متضاد طبائع کا مقتضی میں اشتراک کب ہو اور محال ہی ہے۔

سابعاً یہی کہ بغرض غلط باطل ہوئی تو حرکت طبعیہ۔ قسریہ کو اشتراک سے کیا علاقہ۔

خامساً و سادساً و سابعاً عنقریب۔

تعلیل شمشیر، حرکت میں نئی نئی وضعیں بدلنے کو ہوتی ہے، زمین کو اس کی حاجت نہیں کہ گردش فلک سے خود اس کی وضعیں بدل رہی ہیں، فاضل خضریٰ نے اسے نظر کر کے کہا فیدہ مافیدہ۔

اقول اولاً مخالفت منکر فلک۔

ثانیاً گردش فلک ثابت۔

ثالثاً اس میں مبتدئ میل مستقیم ثابت۔

سابعاً بلکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ اصول فلسفہ قدیمہ پر فلک کی حرکت مستقیمہ محال۔

یہ سب باتیں و تعلیل ہماری کتاب الکلمۃ الملمعہ میں ہیں بائنا التوفیق یہ تینوں وجہیں تعلیل پنجم پر بھی زد ہیں اور اخیر کی دو تعلیل سوم و چہارم پر بھی۔

خاصاً حاجت نہ ہونا اس وقت ہوتا کہ فلک و ارض میں اقطاب و جهت و قدر حرکت سب متحد ہوتے ان میں کسی کا اختلاف تبدیل وضع میں تبدیل کر دے گا، زمین کو کیا ضروری کہ سب باتوں میں فلک کے

ملے یہ دونوں اعتراض ہم نے حدائق میں دیکھے تھے اور گمان تھا کہ یہ اس کی اپنی جہالت کثرو سے ہیں مگر شرح مجسطی دیکھنے سے کھلا وہ آخذ ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

موافق ہی حرکت کرے اور جب کسی بات میں مخالفت کی تو ضروری حرکت فلک سے تبدیل اور طرح کی ہوگی اور حرکت ارض سے اور طور کی، پھر استثنائے کیوں!

سادہ سا فرض کیا کہ زمین موافقت پر مجبور، تو ہم دیکھتے ہیں فلک الافلاک حرکت یومیہ کر رہا ہے اور فلک البروج درقول مثل متفق اقطاب و جہت و مقدر پر ایک سی حرکت ہے، اگر سب سے اختلاف ضرور تویہ آٹھوں متفق کئے اور اگر بعض سے کافی تو زمین اگر فلک الافلاک کے موافق متحرک ہو تو ان آٹھ کی مخالفت ہے، ان آٹھ کے موافق تو اس ایک سے۔ پھر استثنائے کیسا!

سابعاً فرض کیا کہ سب افلاک ایک سے متحرک ہوں اور زمین بھی ان کے موافق پھر بھی زمین کو حرکت سے کون مانے تھا، وہ ذی شعور ہیں جان کر بھی اوروں کی حرکت کو کسی نے اپنے لئے کافی نہ جانا زمین کو کیا خبر کہ اور بھی کوئی اسی حرکت سے متحرک ہے میں کیوں کروں۔
ثامناً فلک ہی سے وضعیں بدلنا کیا ضرور، اگر تار اگر متحرک ہے ہوا و آب تو ساکن ہیں ان سے وضعیں بدلیں گی۔

تاسعاً مخالفت کے نزدیک زمین کی حرکت وضع بدلنے کو نہیں بلکہ جذب سے نفرت یا ہر چیز کے کسب نور و حرارت کے لئے، جس کی تقریر تجزیہ ۳ میں گزری۔

عاشواً بلکہ ہم نے الکلمۃ المدہمۃ کے مقام نہم میں روشن کیا ہے کہ حرکت کے لئے کوئی غرض ہی ضرور نہیں نفس کی حرکت بھی مطلوب طبع ہو سکتی ہے۔

تعلیل ہفتم، جس پر مذکورہ سے آج تک اعتماد ہوا بلکہ طوسی پھر چوپڑی نے شمس بازوہ میں ۹۱۰۹۰ دو صیحہ ویلوں کو زد کر کے اسی پر مدار رکھا کہ طبیعت زمین میں مبتدئ میل مستقیم ہے جو ڈیڑھ گرنے سے ظاہر اور جس میں مبتدئ میل مستقیم ہونا محال ہے کہ بالطبع حرکت مستدیرہ برکاء اور ہدیہ میں اسے یوں تعبیر کیا کہ اس میں مبتدئ میل مستدیرہ نہیں ہو سکتا۔

اقول یہ دلیل بھی نہ الزامی ہو سکتی ہے نہ تحقیقی۔

لے یوں ہی طوسی کے تئید قرطوبی نے حکۃ العین میں دلیل ۹۸ کو رد کر کے ۱۲ منہ غفرلہ

۱۱ کا تبی مذکور نے مطلق کیا کہ اس کو حرکت مستدیرہ محال ۱۲ منہ غفرلہ

۱۲ یعنی تعلیل سہم سے ہشتم تک چاروں تعلیلوں کا بھی یہی حال تھا جیسا کہ ان کے ردوں سے ظاہر

ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

اولاً مخالفت میل کا قائل نہیں۔

ثانیاً وہ حرکت مستدیرہ طبعی نہیں مانتا بلکہ جذب شمس و نافریت سے، مقتضائے نافریت پر جاتی تو طبعی ہوتی اور بوقت جذب اس کا حدوث متافی طبیعت نہ ہوتا کہ حرکت طبعیہ حدوث نافریتی کے وقت ہوتی ہے مگر وہ بیچ میں ہو کر نکلی، یہ ہرگز مقتضائے طبع نہیں۔

ثالثاً طبعیہ کا زور ہوا قسریہ سے کیا مانع ۹۰۱ مہ میل ایک طبعی دوسری قسری کا اجتماع جب اتنا بلکہ واقع ہے اور پھر بیچ کا ہوا پھر دونوں کا جامع ہے۔

تعلیل ہشتم: حرکت زمین طبعی و ارادی نہ ہونا ظاہر، قسری یوں نہیں ہو سکتی کہ ان کے نزدیک دائرہ ہے اور قسری کو دوام نہیں، اور نہ وہ وہاں تعلیل لانے آئے۔ فاضل حضری نے اسے بھی لغت کر کے غیر مافیہ کہا اور علامہ برہنہ نے شرح جسطی میں یوں تفصیل کی، طبعیہ نہیں ہو سکتی کہ میل مستقیم رکھتی ہے نہ ارادیہ کہ ارادہ کا نفس ہے اور عناصر سے نفس متعلق نہیں ہوتا مگر بعد ترکیب نہ قسریہ کہ ان کے نزدیک ازل ہے اور قسری کا ازل ہونا محال، طبیعت میں ان سب پر براہین ہیں، اور عرضیہ نہ ہونا ظاہر، تو زمین کو کسی طرح حرکت مستدیرہ نہیں۔ پھر کیا یہ برہان تام ہے۔

اقول اولاً نفی طبعیہ کی اس وجہ پر کلام گزارا، ہاں ایک اور وجہ ہے جس پر کلام ہماری کتاب **الکلمۃ الملہمۃ** میں ہے۔

ثانیاً زمین کا ذات ارادہ نہ ہونا فریقین کو مسلم ورنہ قبل ترکیب تعلق نفس کا اقتناع منوع۔
ثالثاً حیات جدیدہ قائل حدوث زمین سے جیسا کہ یہی حق ہے تو قضیہ دائرہ نہیں فعلیہ ہے۔
مرابعاً باطل ہوتی توازلیت نہ کہ حرکت۔

خامساً ہمارے نزدیک یہ مقدمہ کہ قسرا زلی نہیں، یوں حق ہے کہ ازل میں کوئی شے قابل مقسوریت ہو ہی نہیں سکتی کہ عالم بکلیع اجزا اتیہ حادث ہے فلسفہ اس پر کیا دلیل رکھتا، اس کے رد میں ہماری کتاب **الکلمۃ الملہمۃ** کا مقام دوازدہم ہے۔

تعلیل نہم: ان کے نزدیک حرکت غیر متناہیہ ہے تو قوت جہانی سے اس کا صدور محال۔ حضری نے اسے قرب کہا۔

اقول اولاً حرکت کا ابطال نہ ہوا بلکہ لاقتناہی کا۔

ثانیاً وہ ضرور اسے حادث ابدی غیر منقطع اور قاسر کو قوت جہانی یعنی جذب شمس ہی مانتے ہیں تو دلیل اگر تحقیقی ہوتی کہ حرکت منقطع بارادہ الہیہ کا استعمال ثابت نہ کرتی مگر الزامی تھی

اگر یہ مقدمہ صحیح ہو تا کہ قوتِ جہانید کا انقطاع عقلاً واجب لیکن بیاتِ جدیدہ کہ اس کا تسلیم ہونا درکنار
فلسفہ یونانی پر بھی ثابت نہیں، اس کے روشن بیان میں ہماری کتاب الکلمۃ الملمۃ کا
مقام ۲۲ ہے۔

نوٹ: کلمہ کے بعد کا صفحہ ہی نہیں ہے، اصل میں یہیں پر ختم ہے۔
